۷۸۶

فِی قَصَصِهِم عِبرَةٌ لِاُولِی الاَلبَاب

جعفر و عباسہ

مصنفہ

علامۂ دہر مولانا حکیم محمد علیخان صاحب مرحوم

بفرمایش

مولوی محمد مصطفےٰ علیخانصاحب بی-ایس سی-ایل ایل-بی

مرقع عالم پریس ہردوئی مین چھپا

(باہتمام شفیع اللہ خان مینجر مرقع عالم پریس)

بار چہارم

سنہ ۱۹۲۱ء

قیمت فی جلد ۱۲ آنہ

مسیحائے عالم

مصنفہ

حکیم محمد علیخان صاحب مرحوم اڈیٹر مرقع عالم

جسمین

حفظ صحت کے کل اصول معجزانہ سحر طرازی کے ساتھ دکھائے گئے ہین
زبان شستہ اور حوض کوثر مین دھلی ہوئی ہے۔ بس اسکو پڑھئے اور
ایک طرف لطف زبان کے چٹخارے لیجئے اور دوسری طرف انسانی تندرستی
کے قائم رکھنے کے اصول سیکھئے۔ قیمت فی جلد ۸؍

المظاہر

یہ بھی تاریخ کی ایک بےنظیر کتاب ہے جس کو قبلہ و کعبہ
حکیم محمد علیخان صاحب مرحوم نے ابن شحنہ کی تاریخ سے
ترجمہ کیا ہے۔ کتاب کا ترجمہ سنہ ۲۶۴ھ تک ہے۔
عربی تاریخون مین ابن شحنہ کی تاریخ کو یہ خصوصیت
حاصل ہے کہ بہت اختصار کے ساتھ تمام واقعات اس مین
درج ہین۔ قیمت عہ؍

المشتہر

مینجر مرقع عالم پریس ہردوئی (اودھ)



پہلا باب

زبان آدمی کو بلا مین پھنسا دیتی ہے

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سُنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

اہا ہا ہا سبحان اللہ کیسا سُہانا وقت ہے۔ ابھی صبح ہوئی ہے - نور کا تڑکا ہے - ہلکی ہلکی روشنی زمین سے آسمان تک پھیلی ہوئی ہے۔ ظلمت شب کی رہی سہی تاریکی وہ دیکھیے مغرب کی طرف بھاگی چلی جاتی ہے اور مشرق کی طرف سے وہ نور کے بُقّے چھوٹ رہے ہین جو جاتے جاتے اب مغربی افق تک پہونچ گئے ہین۔ مسجدون سے اللہ اکبر کی صدائین بلند ہوئی ہین جو گنبدون سے ٹکرا ٹکرا کر ہوا کے ذریعے سے اِسوقت رات کے ختم ہونے والے سناٹے مین دور دور پہونچ رہی ہین اور انکو سُن سُن کر کوئی تو کسی کا گورا گورا چہرہ ایک حسرت اور افسوس کے ساتھ دیکھتا ہوا پلنگ سے اُٹھ بیٹھا ہے اور کسی نے سوتے سوتے جھجک کر ابھی اپنی خمار آلود آنکھ کھولدی ہے اور جلدی جلدی دونون ہاتھون سے اپنے سر کے پریشان بالون کو برابر کرتا۔ ایک گھبراہٹ کے عالم مین سر جھکائے مُنہ چھپائے اپنے مکان کو چلدیا ہے۔ مرغان سحر نواسنجیان کرتے کرتے اپنے نشیمنون سے آب و دانے کی تلاش مین غول باندھے جارہے ہین اور کاروباری آدمی تلاش معاش کے لیے کمر ہمت چُست باندھے ہوئے اپنے گھر سے نکلے ہین۔ شب فراق کے صدمے اُٹھائے ہوئے سخت جان عشاق نے کوے یار کا رستہ لیا ہے اور جسے صحت کو عزیز رکھنے والے لوگ ہوا کھانے کے لیے کُھلے میدانون مین نکل گیے ہین۔ عراق عرب کا وسیع میدان آنکھون کے سامنے ہے جسمین نظر خوب دل کھولکر بلا روک ٹوک آزادی کے ساتھ اِدہر اُدہر دیکھتی بھالتی پھر رہی ہے۔ ہموار تختہ ہے جسپر کہین کہین تو سبزا اُگا ہوا ہے

درنہ کوسون ریگستانی فرش بچھا ہے جسپر چلنے والی ہوا نے اپنے دامن سے جاروب کشی کرتے کرتے
اسوقت صبح ہوتے اُن سب نشیب و فرازون کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا ہے جو کل اسطرف سے
گذرنے والون کی بیقاعدہ روش سے جابجا پڑ گئے تھے - آفتاب نکل رہا ہے ذرّے چمک رہے ہین
اور اسوقت اُسمین اونکی چمک دمک نے زمین کی وہی حالت کردی ہو جو شام ہوتے ستارون کے نکل آنے سے
آسمان کی ہوجاتی ہے نسیم سحر کسی کے خرام ناز کا خاکہ اڑاتے ہوئے خالی میدان پاکر اٹکھیلیون سے مشق خرام
کررہی ہے غرور سے پیچھے پھر پھر کر اپنی چھب دیکھتی جاتی ہے اور جب اطمینان کے ساتھ چلتے چلتے کسی
ریگ کے تودے یا سطح زمین سے اسی قسم کی کسی اوراُبھری چیز سے ٹھوکر کھاکر رک جاتی ہے تو بگڑ کر دامن
کچھ ایسی لوٹ جاتی ہے کہ دامن ریگ پر کچھ اسی طرح کے لہریے دار خطوط بنجاتے ہین جس طرح کسی بگڑ کر
ہوے مہ جبین کی پیشانی پر غصّے سے بل پڑ جاتے ہین -

کھلے میدانون مین گو کوئی خاص دلچسپی نہو مگر اسمین کوئی شک نہین کہ صبح کے وقت مشرقی افق سے نکلتے
ہوئے آفتاب کی حالت - اوسکے قرص کا حد اعتدال سے بڑھا ہونا - اسوقت کا اوسکا شوخ رنگ
اور نسیم سحر کا آزادی کے ساتھ اِدھر اُدھر پھرنا ان سب چیزون کے دیکھنے کا لطف اگر لطف کے ساتھ
کہین حاصل ہوسکتا ہے تو اُنھین کھلے میدانون مین ملسکتا ہے جنھون نے اون قدرتی آنے جانے والی
چیزون کی آمد و رفت کے لیے خوشی سے اپنے دیدے فرش راہ کردیے اور کسی طرف سے اون کے
آنے کا راستہ بند نہین کیا -

ہم ہین اور یہ ریگستانی میدان ہے قدم بڑھا بڑھا کر رکھتے ہین اور ریگ پہلے ادب سے اودھر اودھر سرک کر اپنی
جگہ ہمارے لیے خالی کردیتی ہے اور پھر چارون طرف سے ذرّے پابوسی کے لیے دوڑ آتے ہین نسیم سحر
اپنی شوخی رفتار دکھا دکھا کر پاس آتی ہے اور اپنے نرم نرم ہاتھون سے اِدھر اُدھر پہلو مین گدگدا کر ہماری
رفتار کو تیز کردیتی ہے مگر ریگ ہے کہ آگے بڑھنے کی اجازت نہین دیتی - اس کشمکش مین ہم تو پیچھے رہگئے ہین
اور نظر ہے کہ شوق مین بھری ہوئی ہمسے آگے مغرب کی طرف نکل گئی ہے سامنے چھائے ہوئے غبار کیطرح
دور کو کچھ مٹے مٹے باغات نظر آتے ہین جن پر دوری کی وجہ سے نظر اچھی طرح کام نہین کرتی اور صاف
طور پر یہ نہین معلوم ہوتا کہ یہ کس چیز کے درخت ہین -

شوقِ دید نے بے اختیار کرکے اَب ہم کو اُن باغات سے اور بھی قریب کردیا ہے جنکو بعد مسافت کا
غبار پہلے اپنے دامن سے چھپائے ہوئے تھا اور اَب ہم جو ہم غور کرکے دیکھتے ہین تو وہ نخلستان ہین
یا کھجورونکے جھنڈ - انار کے باغات اور زیتون کے درخت ہین جنکا طول طویل سلسلہ کوسون تک ہین بلکہ

ستونون تک چلا گیا ہے اور انہین کے درمیان مین کچھہ اس قسم کی آبادی کے نشان ملتے ہین کہ جسکو
دیکھتے ہی فوراً بغداد کا ہو بہو نقشہ آنکھون کے نیچے پہر جاتا ہے۔ مشرق کی طرف ملک فارس کے نشان
پائے جاتے ہین اور وہ نیلے نیلے آسمان سے ملی ہوئی زنگہ پہاڑ کی برف سے ڈہکی ہوئی سپید سپید
چوٹیان نظر آ رہی ہین۔ جنوب و مغرب کی طرف عربیہ کا ویرانہ ہے جسکے اُسطرف کچھہ ہٹا ہوا
دریاے فرات بہ رہا ہے۔ شمال و مغرب کی سمت دیار بکر کا راستہ ہے اور خاص شمال کی طرف
آرمینیہ کا ملک واقع ہے۔ دیکھیے وہی شہر پناہ اِس آبادی کو چارون طرف سے گھیرے ہوئے
ہے جسکی بنیاد کا پتھر منصور عباسی نے اپنے مبارک ہاتھہ سے ایک ایسی زمین پر رکھا تھا جہان پہلے
کبھی نوشیروانِ عادل تخت سلطنت پر بیٹھکر داد انصاف دیتا تھا۔ اِس شہر پناہ کی دیوار کا سلسلہ
خطِ پرکار کی طرح گھومتا ہوا دور تک چلا گیا ہے جسکا محیط تقریباً پانچ میل ہے اور عرض بیس ہاتھ
سے کسی طرح کم نہین۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے سے اسپر چھوٹے چھوٹے مینار بنے ہین لیکن
صدر گوشون پر بہت بلند بلند اور گول مینار ہین جو دور ہی سے دیکھنے والے کو تبا رہے ہین
کہ آؤ دیکھو اِس شہر کے اندر کیسی کیسی عالیشان عمارتین ہین۔ شہر مین آنے کے لیے چھہ بڑے
بڑے پھاٹک اپنے دروازون کو کہولے ہوئے ہین جن مین سے تین شہر خلیہ اور کاظمین
کی طرف ہین اور تین دوسری طرف۔

ہم باب الشام کی طرف سے شہر مین داخل ہوئے ہین اور شہر کا سواد دیکھتے ہی خود بخود ایک
مرتبہ فردوس برین کی خیالی صورت ہماری آنکھون کے سامنے پھر گئی۔ عالیشان عمارتین ہین
جو بڑے دعوے کے ساتھہ اپنی گردن اُٹھائے آسمان سے لاف ہمسری مار رہی ہین قصر زبیدہ
قصر الذہب۔ قبۃ الخضرا۔ قصر الخلد پر بلا تشبیہ قصور جنان کا دہوکا ہوتا ہے۔ وہ دجلے اور
فرات کا بہنا۔ وہ جابجا نہرون کی روانی۔ وہ ہوا کے ہچکولون سے پانی کا اُچھلنا اور اوس پر
اسوقت کے نکلے ہوئے آفتاب کی سُنہری کرنون کا کسی کی للچائی ہوئی نظرون کی طرح
بار بار پڑنا۔ شرم سے پانی کا دریا مین گر کر مُنہ چھپا لینا اور کرنون کا بیخودی کے عالم مین
اِن پر لوٹ جانا ہم سین کچھہ ایسا آنکھون کو بھلا معلوم ہوتا ہے کہ نظر آنکھون سے نکلکر پھر لوٹنے کا
نام ہی نہین لیتی اور یہی دل چاہتا ہے کہ بس دیکھا ہی کرین۔ شہر بہت معمور ہے عام طور پر سڑکین وسیع
ہین ہان گلی کوچون کی سڑکین البتہ تنگ ہین مگر پھر بھی صاف و ستھرا ہین اور سڑکون کے درمیان مین
جہان جہان آبادی نے کچھہ جگہ چھوڑ دی ہے اسپر چمن بندی کی رنگ آمیز یان اپنا اطراف دکھا رہی ہین

فرو کرنے کے لیے بھیجا تھا جو یحییٰ بن عبد اللہ نے گیلان سے نکلکر ایک سخت بغاوت کے ساتھہ طبرستان
مین برپا کر رکھا تھا اور چونکہ ابتک اسکی ہارون رشید کو مطلق خبر نہین ملی تھی کہ طبرستان مین کیا واقعہ ہوا
اسوجہ سے یہ بہت اندیشناک تھا۔
نجومی یہ حکم پاتے ہی ایوان شاہی سے نکلکر ایسی جگہ کی تلاش مین چلا جہان سے وہ آفتاب کو بخوبی
دیکھہ سکے لیکن اس عظمت و جلال کے دربار مین آفتاب کی کیا مجال تھی جو اپنی سیدھی تم چھی
شعاعین دکھاتا۔ ہان ہیان کی ہوا صاف رکھنے کے لیے چھت اور دیوارون مین اکثر مقامات پر
روشندان تھے مگر ان سے اسکا کیا کام نکل سکتا تھا۔ سقف اور بلند عمارتون کا سلسلہ اسکو دس
بیس قدم لیے چلا گیا اور آخر اسنے ایک بلند مقام پر کھڑے ہوکر اپنی جیب سے
اسطرلاب* نکالا صیفحون کو ادھر اُدھر گھمایا اور پھر وہ صیفحہ لگاکر چند منٹ تک آفتاب کو
دیکھتا رہا جس پر بغداد کا نقشہ بنا ہوا تھا کاغذ پر کچھہ نقشہ کھینچا اور بادشاہ کے سامنے حاضر
ہوکر عرض کیا "حضور عالی۔ آپکے وزیر فضل اسوقت طبرستان مین ہین اور بخیر و عافیت
ہین۔ مین خداوند بارگاہ کو اس امر کی بھی خوشخبری سناتا ہون کہ جس کام کے لیے بھیجے گیے
تھے وہ کام بھی حضور کے اقبال سے بہت اچھی طرح پر ہوگیا۔ انہون نے ان سب باتون کی
عرضداشت بھی حضور مین کی ہے جو عنقریب دست مبارک تک پہونچا چاہتی ہے"
نجومی کی اس پیشین گوئی پر ابھی بیس پچیس منٹ بھی نہین گذرے تھے کہ حاجب نے آکر عرض کیا
"حضور عالی طبرستان سے شتر سوار آیا ہے اور یہ عرضی لایا ہے" اور بڑھکر ایک سربمہر لفافہ پیش کیا
یہ لفافہ اسکے وزیر سابق فضل کا تھا جسکی نسبت ابھی نجومی سے سوال کیا گیا تھا۔ اور
اسمین بھی لکھا تھا! "حضور کے اقبال سے طبرستان مین اب ہر طرح کا امن ہے یحییٰ اپنی بغاوت
پرخود نادم ہین اور امان طلب کرتے ہین۔ اگر جان بخشی کیجائے تو مین انہین لیکر بارگاہ
سلطانی مین حاضر ہون"
یہ ایک ایسا مژدہ جانفزا تھا کہ جس نے ہارون رشید کو کچھہ اسطرح بے انتہا خوش کیا کہ دلی انبساط کی
خبر دینے والی نشانیان چشم زدن مین دل سے ہوتی ہوئی چہرہ پر نمایان ہوگئین۔ اسنے

* یونانی مین اُسطر کے معنی ترازو کے ہین اور لاب آفتاب کو کہتے ہین چونکہ اس آلہ کے ذریعہ سے آفتاب اور ستارون کے
احکام دریافت کرتے ہین اسوجہ سے اسکو اسطرلاب کہتے ہین۔ یہ آلہ پیتل سے بصورت قرص کو بنایا جاتا ہے اور اسکے اندر بہت
سے اوراق ہوتے ہین جنپر دوائر اور خطوط منقوش ہوتے ہین۔ ارسطو اور بطلیموس نے لنفسہم کا جام دیکھکر ایجاد کیا تھا ۱۲

خدا کا شکر ادا کیا اور یہودی منجم کی پیشین گوئی چونکہ بہت صحیح نکلی اسوجہ سے ہارون رشید اس سے بہت خوش ہوا اور قدردانی سے بہت کچھ اس کی تعریف کی بہت انعام دیا اور بیٹھنے کی اجازت عطا کی۔

نجومی اب سلام کر کے بہت ادب کے ساتھہ علیحدہ بیٹھہ گیا ہے سب اہل دربار اسکی سچی پیشین گوئی کا امتحان کر کے حیرت سے اسکی صورت دیکھہ رہے ہین اور وہ خوشی و غرور کے مارے اسی طرح پھولا جامے مین نہین سماتا جس طرح دلتنگ اور کمظرف غنچے کسی بت نوخیز کے اُٹھتے ہوئے جوبن سے اپنے آپ کو مشابہ جانکر خوشی کے مارے ہنس دیتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ دو دن مین زمانے کی ہوا اُنکے ساتھہ کیا سلوک کرنیوالی ہے منجم خود ہی اپنی زبان سے اپنی تعریف کرتا ہے اور آپ ہی داد بھی دیتا ہے۔ نہ سلطانی دربار کا ادب ہے نہ لحاظ اور بیوقوف بیٹھا ہوا بڑھ بڑھ کر باتین مار رہا ہے "مین اس فن کو یون جانتا ہون یون جانتا ہون اور یون جانتا ہون۔ مین نے اسکو اس طرح حاصل کیا یہ دقتین پیش آئین۔ اس بادشاہ کے حضور مین میری یہ پیشین گوئی سچی نکلی اور اس بادشاہ نے میری یہ عزت کی۔ یہ کیا وہ کیا"

یہ اسی طرح بیٹھا ہوا بک رہا تھا کہ ہارون رشید کو خدا جانے کیا خیال آگیا کہ وہ پھر اسکی طرف متوجہ ہوا اور کہا "ہان تمہاری یہ پیشین گوئی تو واقعی بہت سچی نکلی اچھا ایک بات اور بتاؤ مگر نہین مشکل بات ہے تم نہ بتا سکوگے"

نجومی (بڑے دعوے کے ساتھہ) "نہین حضور عالی ارشاد تو فرمائین"

ہارون رشید "تم بتا سکتے ہو! اچھا بتاؤ اِنجناب کی عمر اور کس قدر باقی رہی؟"

نجومی "بہت اچھا۔ مین آپ کے اقبال سے کیا نہین بتا سکتا لیکن خداوند والا کا زائچہ اگر ایک نظر دیکھہ لیتا تو نہایت مناسب ہوتا"

ہارون رشید۔ (کچھہ سوچکر) ہان شاید زائچہ ہوگا تو سہی (خدام کی طرف رخ کر کے) "دیکھو کہان ہے لاؤ تو"

حکم ہوتے ہی فوراً زائچہ سلطانی لایا گیا اور نجومی اسکو بغور دیکھنے لگا۔ دیکھتے دیکھتے اس زائچہ کو ہاتھہ سے رکھدیا اور ایک اور زائچہ اپنے ہاتھہ سے تیار کیا۔ بروج قائم کئے سبع سیارہ کو شرف اور وبال پر نظر دوڑائی اور پھر اسطرلاب لیکر اُسی مقام پر گیا جہان آفتاب کی صورت اسکو پہلے دیکھنی نصیب ہوئی تھی۔ دھوپ مین کھڑے کھڑے دیر تک اسطرلاب کے عضادہ کو ادہر

اُدہر حرکت دیتا رہا اور پہر کچھہ متفکر ہوکر سوچنے لگا۔ یون ہی تہوڑی دیر گذر گئی پہر اُسطرلاب آفتاب سے مقابل کیا اور دیکھہ بہال کر بیٹھا۔ اَبْ تخت شاہی کے سامنے کھڑا ہوا دریاے فکر مین غوطے کہا رہا ہے پورا حساب لگا جاتا ہے کچھہ غلطی ہوجاتی ہے قلمزد کرکے پہر نئے سرے سے حساب شروع کرتا ہے پہر کاٹ دیتا ہے اور پہر لکھتا ہے۔ اسکی اسی حالت پر جب بہت دیر گذر گئی تو بادشاہ نے ایک تحیر لہجے مین استفسار کیا "کیون کیا حساب درست نہین آیا؟"

نجومی (جلدی سے) "جی نہین درست نہ آنا کیا معنی۔ مجکو کچھہ یونہی سا شک تہا۔ اب وہ بہی نہ رہا"

ہارون رشید "اچہا تو پہر بتائیے میری زندگی اَبْ اور کتنی رہی ہوگی؟"

نجومی "جناب عالی۔ یون خداوند تعالیٰ آپ کو اوسوقت تک صحیح سلامت رکہے جب تک فرات اور دجلے مین پانی اور پانی مین روانی۔ مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ حضور کے خانۂ حیات مین عنقریب مریخ آنیوالا ہے جسکے حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سال ہمارے بادشاہ پر بخیر و عافیت کسی طرح نہین گذر سکتا"

ہارون رشید (گھبراکر) "ایں! تو ایک سال بہی اَبْ مین زندہ نہین رہ سکتا"

نجومی "جی ہان حضور حساب سے تو یہی معلوم ہوتا ہے"

سب اہل دربار۔ (پُرغضب لہجے مین) "کیا بکتا ہے چُپ۔ بدخواہ دین۔ منحوس مرے تو ہمارے بادشاہ شامت کو اللہ تعالےٰ ہمیشہ صحیح سلامت رکہے۔ چلا ہے بڑا منجم بنکر۔ کافر۔ بدخواہ دین۔ خدا غارت کرے ملعون کو"

ہارون رشید۔ (اہل دربار سے مخاطب ہوکر) نہین نہین۔ یہ بُری بات ہے۔ اِس بیچارے کی اسمین کیا خطا (نجومی سے) "تم نے خوب اچہی طرح دیکھہ لیا؟"

نجومی (ہاتہہ جوڑکر) "جی ہان حضور مین نے خوب غور سے دیکھہ لیا ہے حساب مین کچھہ غلطی نہین۔ ایسی بڑی بات اور مین یونہی بے سوچے سمجھے کہدیتا!"

ہارون رشید۔ (پُرافسوس لہجے مین) زندگی کا یونہین کیا اعتبار تہا اور اتو دم بہر کا بہی نہین رہا اسی سال کے اندر سب کچھہ ہونا ہے۔ اسوقت ہو یا پہر۔ آج ہو یا کل۔ "افسوس" اتنا کہنے پایا تہا کہ اس متوحش پیشگوئی کے بے انتہا ہونیوالے غم سے اسکے نازک دلپر ایسی چوٹ لگی کہ بیچین ہوگیا طبیعت بگڑی۔ اختلاج بڑہا اور یہ غش کہاکر تخت پر گرا۔ بادشاہِ وقت کا اسطرح یک بیک بیہوش کر گرنا کچھہ تہوڑی بات نہ تہی۔ سارا دربار نمونۂ حشر بن گیا۔ سب کے سب گہبرا گیے۔ وزرات پناہ کو خبر دینے کے لیے سوار دوڑے۔ علاج شروع ہوا اور

اِس طرح گرنے کی خبر ایوان خاص سے نکلکر کوچہ و بازار مین عام ہو گئی ۔ محلسرا مین قیامت برپا ہو گئی اور
خواتین سلطانی گھبرا گھبرا کر بے اختیاری کے ساتھ اُن کمرون مین چلی آئین جو اسی ایوان سے
بالکل ملے ہوئے پشت پر واقع ہین اور جنکو فقط دروازون کے پڑے ہوئے پردون نے بیچ مین
حایل ہو کر علیحدہ کر دیا ہے ورنہ حقیقت مین وہ سب ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہین ۔ ان سب
عورتون مین دو کی حالت نہایت افسوس کے قابل ہے ۔ ایک تو ہارون رشید کی پیاری بی بی زبیدہ کی
صورت نہین دیکھی جاتی جو بیچینی کے ساتھ سارے کمرے مین ٹہل رہی ہے اور دوسری وہ کمسن
عورت جو ایک سراسیمگی کی حالت مین دروازے سے لگی ہوئی بدحواس کھڑی ہے ۔ اسوقت اسکا بڑھا
ہوا انتشار تو ہمکو اِس امر پر مجبور کر رہا ہے کہ ہم کچھ اسی کی تشریح کر چلین مگر اسکے حسن خداداد کے
بیتاب کر دینوالے کرشمے ہمسے پاکباز نیک نفس لوگون کی نظر کو بھی کچھ ایسا اپنا کیے لیتے ہین کہ آنکھین
تو آنکھین دل و دماغ بے قابو ہوئے جاتے ہین ۔ ہم اسکی اسوقت کی پریشانی بیان کرنا چاہتے ہین
اور خود بخود اسکے اُن گھونگروالے بالون کا خیال آجاتا ہے جو اسوقت کے اضطراب اور پریشانی مین
بل کھائے ہوئے جال کی طرح سر سے لٹکے ہوئے دوش پر پڑے ہین ۔ اُف بلا کا حسن ہے اور اسپر
اُٹھتی جوانی نے اور بھی غضب کر دیا ہے ۔ سانچے مین ڈھلا ہوا بوٹا سا قد ہے ۔ تناسب عضو عضو سے
ٹپک رہا ہے ۔ آنکھین بڑی بڑی ہین جو اِس اعتبار سے کہ اِسوقت گھبراہٹ کے عالم مین ہر سو نگران
ہین اُن آنکھون سے پوری مشابہت رکھتی ہین جو کبھی سبزہ زار کھلے میدانون مین چوکڑی بھرنے والے
آہوان ختن کے چہرے پر نظر آجاتی ہین ۔ گورا گورا پیارا چہرہ ہے جس پر ابھی بھولا پن برس رہا ہے
اور اسکی وہ رنگت جو اسوقت کے صدمہ دلی کی وجہ سے کم ہوتے ہوتے کچھ یونہی سی ہلکی ہلکی
ورق گل کے رنگ کی طرح باقی رہگئی ہے کچھ اور بھی غضب کر رہی ہے ۔ ہارون رشید کی ناسازی
مزاج کی وجہ سے رہ رہ کر اسکے دل پر ایک گھبراہٹ ہوتی ہے ۔ قلب کی بیچینی سے کچھ بخارات
اُٹھتے ہین ابر غم چھا جاتا ہے اور دلی انقباض سے دماغی رطوبات صدف چشم مین ہوتے ہوئے
موتیون کی لڑی بن بنکر نکلتے ہین اور گل عارض کا عکس پڑتے ہی سپید سے گلابی ہو جاتے ہین
یہ مہدی کی بیٹی ہے جو ہارون کا بھائی تھا اِس کے حسن و جمال کا شہرہ ایشیا سے یورپ تک
اسی طرح پھیلا ہوا ہے جس طرح خاص بغداد کی آبادی گو ایشیا مین واقع ہے مگر اسکی
شہرت کا سلسلہ پھیلتا ہوا یورپ کی طرف چلا گیا ہے ۔ اسکا پیارا نام عباسہ ہے اور اسمین
اور ہارون رشید مین ویسی ہی سچی محبت ہے جیسی نیچرل طور پر دو سگے بہن بھائی مین ہونی چاہیئے

جنکو باہم عزیز بناتے بناتے کارکنان قضا و قدر نے یہان تک عزیز بنا دیا ہو کہ دونون کی رگون مین چلنے پھرنے والا خون بھی آپس مین شریک ہو۔ ان دونون مین باہمی ایسی الفت ہو کہ دونون آپس مین ایک جان دو قالب کا حکم رکھتے ہین اور یہی ایک ایسی قوی وجہ ہے کہ جو اس وقت عباسہ کو آٹھہ آٹھہ آنسو رُلا رہی ہے۔ دروازے کے پاس بیچاری کھڑی ہے اور ایوان خاص سے جو کوئی عورت اسطرف کو آتی ہے اُس سے گھبرا گھبرا کے یہی دریافت کرتی ہے کہ بادشاہ سلامت کا اب مزاج کیسا ہے؟ اور ہاتھہ اُٹھا اُٹھا کر نہایت گریہ و زاری کے ساتھہ بادشاہ کی صحت و سلامتی کی دعائین مانگ رہی۔

اسکے سچے اور پاک دل کا خشوع و خضوع۔ اسکے پیارے پیارے ننھے ہاتھہ اُٹھے ہوئے۔ اسکی زبان کے ساتھہ اسکے نازک نازک پتلے ہونٹون کو دعا کے لیے جنبش کرتے ہوئے دیکھکر خدائے رحیم کو بھی کچھہ رحم آگیا دریاے رحمت موجزن ہوا اور تھوڑی ہی دیر مین بادشاہ کے ہوش و حواس بجا ہوگئے انتشار رفع ہوا اور سب لوگون کی حیرانی اور پریشانی اطمینان سے مبدل ہوئی صدقے پر صدقے اُترنے لگے خیرات بٹنے لگی فقیر امیر اور بے زر زردار ہونے لگے۔

گو اب ہر طرح سے خیریت ہے مگر ہارون رشید سے مستقل مزاج اور عقلمند بادشاہ کا ایک اسطرح کی طفلی اور بے اصل بات سے متاثر ہونا اور پھر اسقدر ایک ایسی تعجب خیز بات ہے کہ جس کے باور کرنے مین انسان کو بڑی حیرت سے سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مگر دنیا کے انتخاب مین زندگی ایک ایسی ہی از دلعزیز چیز ہے کہ جب اسپر کسی آنیوالی اتفاقی آفت کی اُڑتی ہوئی خبر بھی کسی کے کانون مین آجاتی ہے تو بشریت کا مقتضا تھوڑی دیر کے لیے تو ضرور اسکو دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیتا ہے اگرچہ وہ خبر سراسر غلط ہی کیون نہو۔

ہارون رشید کوئی عامی شخص نہ تھا جو ایک ایسے وقت کی تعین کے نسبت ایک یہودی نجومی کی پیشین گوئی کو باور کر لیتا جس کے مقررہ وقت سے خود عالم الغیب نے کسیکو مطلع نہین کیا۔ اسمین کوئی شک نہین کہ اس قسم کا سوال کرنا بھی ہارون رشید کی دانشمندی سے بالکل بعید تھا مگر نجومی نے تو اور بھی غضب کر دیا کہ اس بیباکی کے ساتھہ ایسی جانکاہ بد پیشین گوئی ہارون رشید کے سامنے کر دی۔ یہ تو خیر موت ہی تھی خوشی سی محبوب چیز بھی جب دفعتہً کسی کے کانون تک مژدہ بالفراغی ہوئی اس طرح پہونچ جاتی ہے تو چشم زدن مین انسان کا کام تمام ہو جاتا ہے۔ بادشاہون کے دل کی نزاکت کا بھلا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ انکی نزاکت تو معشوقون کے مزاج سے

بہی بڑہی چڑہی ہوتی ہے اور موت کا ہولناک نام سنکر بہلا کون خوش ہو سکتا ہے جو ہارون رشید
ہی خوش ہوتا - وہ چپ چُپ غمگین تخت پہ بیٹہا ہوا ہے چہرے پر زردی چہائی ہوئی ہے - روح خوف
کے مارے جا کر خانہاے دل میں چہپ رہی ہے اور اسی کے ساتہہ خون بہی مُنہ چہپائے رگوں کے
اندر ہی اندر خدا جانے کسطرف کو چلدیا ہے - چہرے پر اسی طرح زردی چہائی ہوئی ہے جسطرح خوفِ
خزان سے سب پہول زرد ہو جاتے ہیں - موت کا روح فرسا خیال دستِ ستم بنا ہوا دونوں ہاتہوں سے
اسکے نازک دل کو مسل رہا ہے - دنیا کی ساری جاہ و حشمت اسکی نظروں میں ہیچ ہوئی جاتی
ہے اور یہ ایک چیز کو حسرت بہری نظر سے دیکہہ دیکہہ کر اپنے دل سے کہہ رہا ہے -
"آہ یہ سب چہوٹنے والی چیزیں ہیں میرے کس کام کی مجہکو ان سے کیا تعلق - اب مرگ کے
سامان کرنے چاہئیں جو آنیوالی چیز ہے عاقبت کی فکر کرنی چاہیئے جس سے معاملہ پڑنیوالا ہے
لاحول ولا قوۃ اس تہوڑی سی زندگی کے لیے انسان کیا کیا بکہیڑے کرتا ہے استغفر اللہ - مگر کیا اب مجہکو نجومی
کا قول بالکل یقین کر لینا چاہیئے ؟ جہوٹ نہیں ہو سکتا ! (خود ہی) کیوں ہو کیوں نہیں سکتا - ان کی
صدہا باتیں ایسی غلط اور بے اصل ہوتی ہیں کہ جنکا کہیں ٹہکانا نہیں ہوتا اور شریعت محمدی میں
تو ایسے احکام پر یقین لانا انسان کو حدِ کفر تک پہونچا دیتا ہے - معاذ اللہ - اسوقت یہ مجہکو
کیا ہوا تہا ؟ خبط تہا بالکل خبط - معاذ اللہ - موت سے اندیشہ ہی کیا مسلمان موت سے
کہیں ڈرتے ہیں ! اگر یہ نجومی ہے اپنے فن کا بڑا اوستاد - اوس نے ابہی ایک پیشین گوئی کی تہی
کیسی سچ نکلی - سر مو بہی فرق تہا ؟ بالکل صحیح اور عجب نہیں جو اسکی یہ پیشین گوئی بہی سچ نکلے ورنہ
کوئی ایسی بات بادشاہِ وقت کے سامنے کہسکتا ہے - ہرگز نہیں - کواکب کی حرکات سے اسکو
ضرور ہی معلوم ہوا ہوگا اور یہ یقیناً سچ بہی ہوگی "
یہ کچہہ ایسے دل کے مایوس کر دینے والے خیال تہے کہ جس نے تہوڑی دیر میں اسکو ان باتوں سے ہی
خاموش کر دیا جو وہ اس پریشانی کی حالت اپنے بگڑے ہوئے دل سے دل ہی دل میں
چُپ بیٹہا ہوا کہہ رہا تہا - طبیعت نے پہر پلٹا کہا یا پہر خیال بدلا اور پہر اسی طرح کی حسرت آمیز
باتیں شروع ہو گئیں "مجہکو اب کس بات کا غم ہے سلطنت بہی خوب کر لی - ہر طرح کی آرام
و آسایش بہی اچہی طرح سے اُٹہائی - امین اور مامون کو خدا زندہ رکہے اب وہ مملکت کا
کاروبار دیکہہ لینگے - اور مہماتِ سلطنت کو یادش بخیر جعفر (آج ابتک نہیں آیا) اچہی طرح انجام
دیتے رہے گا - اب میں گوشۂ عافیت میں بیٹہکر اللہ اللہ کروں - آہ - دیکہیے سب کچہہ جانتا ہوں اور

زبان سے بھی کہتا جاتا ہوں مگر موت کیسی بری چیز ہے - دل کی کیا حالت ہوئی جاتی ہے - نجومی نے بتایا ہے کہ اس سال میں مرجاؤں گا لیکن دل کی اس بےچینی سے معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی میرا کام تمام ہو جائیگا خدا کی پناہ کس بلا کی الجھن ہے - حکیم مطلق نے مقررہ وقت سے اسی لیے کسی کو مطلع نہیں کیا ہے اسمیں یہی حکمت ہے ورنہ ہر شخص کی زندگی تلخ ہو جاتی" موت کا اندیشہ ہارون رشید کے ذہن کے سامنے یہی حسرتناک خیالات پیش کر رہا تھا کہ سامنے صدر دروازے کی چلمن اٹھی اور ایک معزز نوجوان اندر داخل ہوا گویا چمکتا ہوا آفتاب تھا جو نظر کو خیرہ کرتا ہوا مشرق کی طرف سے نکل آیا اور جس نے سارے ایوان کو روشن کر دیا - ریاست اور امارت کا ستارہ پیشانی پر چمک رہا ہے جسامت اعتدالی درجے کو لیے ہوئے ہے اور قد میانہ ہے - اس کے چہرہ کا نقشہ دست قدرت نے نکمت سے کچھ ایسا بنایا ہے کہ بزم شہود میں ہوے مژگان کی چلمن ڈالکر بیٹھنے والے مردم دیدہ شوق دید کے مارے اپنی سطح سے کچھ ابھر ابھر کر رہجاتے ہیں اور رنگ بھی کچھ اتفاق سے ایسا مناسب مل گیا ہے کہ اسکے سامنے گلاب کے وہ پھولے ہوئے پھول پژمردہ ہوکر اپنا سر جھکاے لیتے ہیں جنکا منہ خیر سے پہلے ہی تمتمایا ہوا تھا - اس شکل و شمائل کے ساتھ چہرہ رعب دار بھی اسقدر ہے کہ کوئی آنکھ اٹھا کر دیکھ نہیں سکتا - اور قیافہ اچھی طرح بتا رہا ہے کہ علمیت لیاقت عقل اور دانش میں بھی یہ شخص یگانہ روزگار ہے - بیس پچیس برس کا سن ہے اور گل عارض کے آس پاس وہ چھوٹا چھوٹا سبزہ بھی لہلہا رہا ہے جس کو جوانی کی حرارت نے جوش بھرے دل سے دہوان نبا نبا کر اٹھایا ہے اور اب وہ آتشین رخسار سے نورانی شعاعیں نکلتی دیکھکر محاسن کا جامہ پہنے حیرت اور اچنبے کے عالم میں سبزہ خوابیدہ کی طرح چپ ساکت رہ گیا ہے - اعلی درجے کا قیمتی لباس پہنے ہوئے ہے - اور قدم بردashته اندر چلا آتا ہے - اسکے رعب داب نے سب پر کچھ ایسا اثر ڈالا ہے کہ سب نے درباری قواعد کو بھی طاق نسیان پر رکھکر اپنے اپنے نشست کی جگہ چھوڑ دی ہے اور سب تعظیم کے لیے سرو قد کھڑے ہوگئے ہیں - یہ ہاتھ کے اشارے سے سبکو اس بیموقع تعظیم سے منع کرتا ہوا جلدی جلدی چلا آتا ہے - تخت سلطانی میں اور اسمیں تھوڑا ہی سا فرق ہے - ادب سے اسکا سر تسلیم خم ہوگیا اور شاہی آداب بجا لاکر تخت کے پاس چپ مودب کھڑا ہو گیا ہارون رشید اپنے انہیں خیالات میں اسوقت کچھ ایسا ازخود رفتہ ہو رہا تھا کہ اسکو یہ بھی نہیں معلوم ہوا کون آیا ہے کون نہیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد ایک آہ سرد کھینچی سر اٹھایا اور اس

معزز جوان کی طرف دیکھکر کہا "اہا جعفر! مین تو تمکو صبح سے کئی بار یاد کرچکا ہون کہان تھے؟" محبت کے لہجے مین اسیقدر کہا اور اسیکے ساتھ خدا جانے کیا اسکے دل مین خیال آیا کہ یکبارگی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور یہ سر جھکا کر چپ ہو رہا ہے۔

اس شخص کا نام جعفر ہے یہ یحییٰ برمکی کا بیٹا اور اسی بادشاہ کا وہ اولعزیز وزیر اعظم ہے کہ جسکی ذکاوت فصاحت - بلاغت - اور عقلمندی کا شہرا انکی باہمی الفت ومحبت کے تذکرے کی طرح چار دانگ عالم مین پھیلا ہوا ہے - ہارون رشید کے تمام قلمرو مین سیاہ سپید کرنے کا جو آجکل اسکو اختیار حاصل ہے وہ کسیکو نہین اور جنس ذکور مین بادشاہ کو جیسی الفت اسکے ساتھ ہے ویسی محبت اپنے لخت جگر نور دیدہ امین و مامون کے ساتھ بھی نہین اسکی علمیت لیاقت اور اسکی بذلہ سنجیون نے ہارون رشید کا دل اپنے قابو مین اسطرح کرلیا ہے کہ اسکی تھوڑی دیر کی مفارقت ہارون رشید کو بیتاب کردیتی ہے - اسنے اپنے قدردان بادشاہ کی تقریر سُنی اور اسکو غمگین اور آبدیدہ دیکھکر دست بستہ اسطرح عرض کرنے لگا "بیشک حاضری مین آج مجکو بہت عرصہ ہوگیا جسکا مجکو خود افسوس ہے اور بڑے ادب کے ساتھ جسکی معافی بھی مین چاہتا ہون مین نے صبح سے کئی بار حاضری کا قصد کیا مگر اتفاق سے آج یکے بعد دیگرے کچھ ایسے موانعات پیش آتے گئے کہ حاضری سے اسوقت تک قاصر رہا - وہی موانعات ابتک میرا دامن پکڑے ہوئے تھے کہ نصیب دشمنان حضور کی ناسازی مزاج کی وحشت اثر خبر میرے کانون نے سُنی جان تن سے نکل گئی اور

* یہ خاندان برمک کے لقب سے اسوجہ سے ملقب ہوا کہ ابوالا باء یعنی انکا جعفر بن جاماس جب دمشق مین گیا اور اسکی لیاقت اور بذلہ سنجیون کی خبر معتبر ذرائع سے عبدالملک کے کانون تک پہونچی تو وہ اسکی ملاقات کا مشتاق ہوا لیکن حسب الطلب جب وہ حضور مین حاضر ہوا تو عجب اتفاق پیش آیا کہ عبدالملک اسکی صورت دیکھتے ہی بہت ناخوش ہوا اور دربار سے نکالدیا - اسوقت تو کس کو یارا تھا کہ چون وچرا کرتا مگر ہان مقربین بارگاہ نے پھر کسی دوسرے وقت موقع محل دیکھکر اوسوقت کے غضب سلطانی کی وجہ دریافت کی جسکے جواب مین ارشاد ہوا جعفر بڑا بدسلیقہ آدمی ہے اسکو بادشاہون کے حضور مین حاضر ہونے کا مطلقاً وقوف نہین - انجناب کے بازو پر دو مہرے بند ہین جسوقت زہر کی بو انکے پاس پہونچتی ہے تو وہ حرکت کرتے ہین جسوقت جعفر حاضر ہوا تو دونون مہرون کو سخت حرکت ہوئی اور مین سمجھ گیا کہ اسکے پاس زہر ہے" یہ خبر جب جعفر نے سنی تو اقرار کیا کہ "زہ راست است وزہر زیر نگین انگشتری من است بہر احتیاط داشتہ ام کہ اگر کسے باہانت ازارنگ کند آنزہر بکم و از مزلت برہم" پس اسیوقت سے برمک لقب ہوگیا - بادشاہ کو جسوقت یہ خبر پہونچی تو اسکے حزم اور احتیاط سے بہت متعجب ہوا اور خوش ہوکر پھر طلب فرمایا جب اسکی لیاقت اور عقلمندی اچھی طرح سے بادشاہ پر ظاہر ہوگئی تو اپنے اسکو اپنا وزیر کیا - یہ بلخ کا رہنے والا تھا اور آتش پرست تھا لیکن عبدالملک کی صحبت مین بیٹھکر بہت ہی جلد مسلمان ہوگیا - اسی جعفر کے وقت سے اس خاندان نے ترقی کرنی شروع کی اسکے بعد اسکا بیٹا خالد ابوجعفر منصور کا وزیر ہوا اور اسکے بعد اسکا بیٹا یحییٰ ہارون رشید کا وزیر ہوا جو اسکے زمانے کے وزیر کا باپ ہے - حدیقۃ الاقالیم و تاریخ علامہ ضیاء برنی ۱۲

افتان وخیزان یہان پہونچا۔ خبر تو ہے! نصیب اعدا کیا ہوا تہا۔ اب تو مزاج اچہا ہے؟"

ہارون رشید "آہ۔ کیا کہون۔ خدا کا شکر ہے اچہا ہون۔ اب میرا مزاج ہی کیا چراغ سحری ہو رہا ہون"

جعفر "خدا نکرے خدا نکرے۔ یہ کیا حضور فرماتے ہین۔ اللہ تعالی حضور عالی کو باد ولت و اقبال ہمیشہ صحیح و سالم رکہے (ذرا سکوت کر کے) یہ ہے آج کیا معاملہ ہے حضور کس طرح کی باتین فرماتے ہین! ادہر انہہ حال ابہی دشمنون کو غش آگیا تہا خدانخواستہ شاید کچہہ اسی کا اثر ابتک باقی ہے جو خلاف معمول اسطرح کے کلمات زبان مبارک پر آتے ہین"

ہارون رشید "نہین نہین مین سچ کہتا ہون۔ تم یقین کرو اب میری صبح زندگی کی شام قریب ہے بہت ہی دن کم رہ گیا ہے۔ مرگ کی ہولناک صورتین میری آنکہون کے سامنے پہر رہی ہین اور موت کا فرشتہ بلائے ناگہانی کی طرح عنقریب میرے سر پر پہونچنے والا ہے۔ تم میری ان باتون کو بہت حیرت سے سنتے ہوگے۔ تمہارا خیال ہوگا کہ مین غلط کہہ رہا ہون لیکن ایسا نہین ہے تم کو اگر شک ہے تو تم (اشارہ کر کے) اس منجم سے دریافت کرلو"

جعفر۔ (تعجب کے لہجے مین) "منجم! منجم سے کیا مطلب۔ وہ کیا جانے اور اس سے پوچہنا ہی کیا! مین سب سن چکا ہون۔ لیکن گستاخی معاف حضور عالی اوسکے پاس کچہہ وحی تو آتی نہین ہے اور نہ اوسکا کہنا نعوذ باللہ۔ قرآن و حدیث کی طرح واجب العمل ہے جو خواہمخواہ اوس پر ایمان ہی لے آنا چاہیے"

ہارون رشید "تو کیا کچہہ آپ کو موت کے آنے مین کلام ہے؟"

جعفر "نہین۔ ہرگز نہین۔ دنیا مین سب سے زیادہ بدیہی اور یقینی جو چیز ہے وہ موت ہی ہے نعوذ باللہ خدا کی خدائی مین شک ہو سکتا ہے مگر موت کے آنے مین کسی طرح کا شک و شبہہ نہین ہو سکتا۔ ہوا کے ہچکولون سے پانی مین اوٹھنے والے حباب کو کچہہ قیام ہے مگر انسان کی حیات ایسی نقش بر آب چیز ہے کہ اسکا کچہہ بہی قیام نہین۔ مین جس لفظ کو آیندہ ابہی کہنا چاہتا ہون جائز ہے کہ اوسکا پہلا حرف بہی ادا کرنے نہ پاؤن اور موت کا زبردست فرشتہ ہمیشہ کے لیے میرے ہونٹہہ سی دے اور مین مرجاؤن مگر یہ کسی طرح نہین کہہ سکتا کہ مین اتنے زمانے کے بعد ضرور ہی مرجاؤنگا۔ اسکا علم بجز عالم الغیب کے اور کسی کو نہین۔ اگر موت کا وقت کسیکو معلوم ہو سکتا تو ہمارے نبی برحق کبہی یہ نفرماتے اگر موت کا وقت مجہکو معلوم ہوتا تو مین بہت سی نیکیان جمع کر لیتا"

ہارون رشید نے خیر یہ تو ایک مذہبی بات ہے اسمین گفتگو کرنا فضول ہے مگر یہ تو فرمایئے کیا آپ کواکب کے وجود کے قایل نہین یا سبعہ سیارہ کی تاثیرات مین آپ کو کلام ہے ؟"

جعفر نے نہین انکا وجود مسلم الثبوت ہے اور مین انکی تاثیرات کا بھی قایل ہون لیکن متعلقات اور منسوبات کواکب اور بروج کے ساتھ جو تاثیرات رجماً بالغیب فرض کرلی گئی ہین اونکے ساتھ مجکو اتفاق نہین۔ نجوم سے جو احکام لگائے جاتے ہین انکا مدار تخمینہ اور قیاس پر ہوتا ہے اور وہ اس قابل ہرگز نہین ہوتے کہ اُن پر آنکھ بند کرکے یقین لے آیا جائے"

ہارون نے ہان یہ سچ ہے لیکن یہ شخص اپنے فن کا استاد کامل معلوم ہوتا ہے اسنے ابھی ایک پیشین گوئی تمہارے بھائی فضل کے نسبت کی تھی جو میری آنکھون کے سامنے ابھی حرف بحرف راست نکلی۔ دیکھو" اور یہ کہکر فضل کی وہ تحریر سامنے پھینکدی جو ابھی آئی تھی اور جسنے نجومی کی راست گفتاری اور لیاقت کا یقین دلایا تھا"

جعفر (اپنے بھائی کی تحریر دیکھکر) ہان حضور کا ارشاد بجا ہے مگر جناب عالی یہ اتفاقی بات تھی جو سچ نکل گئی اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ جو یہ کہے سچ ہی ہو۔ اور جائز ہے کہ اس نے اس خبر کو کسی ذریعے سے پہلی ہی سن لیا ہو اسوجہ سے کہ اسکے کہنے اور تحریر کے آنے مین مین سنتا ہون کہ چند ہی منٹ کا فرق تھا"

ہارون رشید۔ ہان فرق تو بیشک بہت ہی کم تھا لیکن سرکاری باتین اسطرح پہلے سے کسیکو نہین معلوم ہوسکتین"

جعفر نے حضور عالی یہ لوگ بڑے غضب کے ہوتے ہین جسکے پاس جانیکا قصد کرتے ہین تو پہلے وہان کے اور لوگون سے مل ملاکر اسکے کل خاندان کا حال دریافت کرلیتے ہین اور پھر وہی سُنی سُنائی باتون کو بتا بتاکر اپنے کمال کا اظہار کرتے ہین"

جعفر اسی طرح دیر تک سمجھاتا رہا اور ہزار طرح سے چاہا کہ اسکا غم غلط ہو مگر کسی طرح سے نہ تو اسکا خیال بدلا اور نہ اس رنج و غم مین کمی ہوئی جو اسکی حیات کے متعلق منجم کی پیشین گوئی سے اسکے نازک دل پر پہونچا تھا۔ ساعت بساعت یہ صدمہ ترقی کرنے لگا چہرے کی اداسی بڑھنے لگی اور اوسکی خراب حالت دیکھکر ہر شخص کو یقین ہونے لگا کہ اگر خدانخواستہ یہی حالت رہی تو بادشاہ کی زندگی دوروز بھی مشکل سے گذرے گی"

جب جعفر نے یہ دیکھا کہ کوئی تدبیر کارگر نہین ہوتی اور بادشاہ کی حالت کسی روٹھے ہوئے معشوق کے مزاج کی طرح لحظہ بلحظہ بگڑتی ہی چلی جاتی ہے تو پھر وہ منجم کی طرف مخاطب ہوا اور کہا ہان تمکو ہمارے بادشاہ سلامت

متعلق نجوم سے کیا معلوم ہوتا ہے؟ دیکھو۔ مگر اچھی طرح سمجھ کے کہنا!"

ہارون رشید (بات کاٹکر) یہ کیا؟ اِسکی سند نہیں تم اِس سے اب کچھ اور کہلانا چاہتے ہو۔ مین یہ ایک نہین مانون گا"

جعفر نے گو آنکھ کے اشارے سے بہی نجومی کو سمجھایا کہ وہ اپنی سابق کی پیشین گوئی سے پلٹ جائے مگر وہ بیوقوف بہلا کب سمجھتا تھا اسنے اپنی منحوس زبان سے پہر دہی کہا جو پہلے کہا تھا یعنی اِسی سال مین بادشاہ کا انتقال ہو جائے گا"

جعفر۔ (طیش کے لہجے مین) خدا غارت کرے۔ اور تو کب جہنم داخل ہوگا۔؟"

منجم "مین سمجھا نہین حضور۔ کیا آپ نے فرمایا؟ کیا آپ میرے جانے کو دریافت فرماتے ہین؟"

جعفر "نہین ہم یہ پوچھتے ہین تم کب دوزخ مین جاؤگے۔ کب مروگے؟"

منجم "اسکی تو مجکو خبر نہین نہ مین نے اسکے معلوم کرنے کی کبھی خواہش کی"

جعفر "اچھا اب سہی۔ اس سال مین مروگے کہ نہین۔ دیکھو"

منجم۔ (کچھ حساب لگا) "حضور اس سال مین کیا! مین ابھی تیس۳۰ برس تک تو مر نہین سکتا آیندہ کا حال مین نے دیکھا نہین"

جعفر "تم کیون مرنے لگے تم تو قیامت کے وعدے پہ آئے ہو۔ ساری دنیا مر جائیگی مگر ایک تم۔ (ہارون رشید کی طرف مخاطب ہوکر) حضور عالی! اگر اسکے قتل کا حکم ہو جائے تو ابھی دم بھر مین اسکے جھوٹ اور سچ کا سب حال کُھلا جاتا ہے"

ہارون رشید "یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مین بلا وجہ کسیکی جان لون ایسا ظلم مجھسے نہین ہوسکتا"

جعفر "حضور اِس سے زیادہ اور کیا خطا ہوسکتی ہے کہ یہ کمبخت غلط پیشین گوئی بیان کرکے ہمارے بادشاہ کی جان کا دشمن ہوگیا۔ اگر وہ فی النار ہوگیا تو آپ کو بہی یقین ہو جائیگا کہ جسطرح اوسنے اپنی موت کے آنے مین غلط بیانی کی اسی طرح حضور کی مدت حیات بتانے مین بہی وہ جھوٹا ہے اور اگر بقول اسکے ابھی اسکی موت ہی نہین آئی ہے تو ہم لاکھ قتل کرنا چاہین اسکا بال بہی بیکا نہین ہوسکتا وہ تو کہتا ہی ہے کہ مین ابھی تیس۳۰ برس تک تو مرتا نہین"

جعفر اور ہارون رشید مین اسی کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے اور نجومی گو وحشت کے عالم مین گھبرا گھبرا کر ادہر اُدہر دیکھ رہا ہے ہوش حواس باختہ ہین اور دل سے یہ کہہ رہا ہے کہ مین تو فیروز اسی پیشین گوئی کرکے کس آفت مین پھنس گیا ہون لینے کے دینے پڑ گئے۔ خدا خیر کرے۔ مجکو یہان کا رنگ بہت بگڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

دیکھیے جان بچتی بہی ہے کہ نہین "۔ مگر شیخی کے مارے زبان سے جو کلمات نکلتے ہین وہ یہی ہین یہ واہ مجکو کوئی قتل کرسکتا ہے اتیس برس تک تو مین کسطرح مرہی نہین سکتا جعفر رہ رہ کر منجم کے قتل پر زور دیتا ہے اور رحمدل بادشاہ اسکو جائز نہین رکہتا۔ تہوڑی دیر تک تو اسی تقریر کا سلسلہ کہنچتا رہا مگر بالاخر بادشاہ نے مجبور ہوکر اس معاملے کو جعفر کی رائے پر چہوڑ دیا۔

جعفر کوئی سفاک۔ ظالم اور نا ترس شخص نہ تہا بلکہ اوسکی رحمدلی کو زمانہ مانے ہوئے تہا وہ کبھی کسی کا خون بہانا جائز نہ رکہتا تہا لیکن وہ خوب جانتا تہا کہ جبتک اس منجم کی پیشین گوئی کا کذب بدیہی طور پر ثابت نہین ہوگا اوسوقت تک ہارون رشید کے دل سے موت کا خیال کسی طرح نہ نکلے گا اور عجب نہین جو یہی صدمہ اسکی موت کا قوی باعث ہو جائے!۔ اسی مجبوری نے اسکو منجم کے قتل پر آمادہ کردیا۔ منجم نے اپنی حیات مستعار کے باب مین جو کچھہ حساب لگایا تہا وہ سب غلط ٹہرا اور آسمان پر جتنے نحس و سعد ستارے تھے وہ سب اسکے حق مین مریخ بنگئے اور لوگ اسکو مقتل کی طرف کشان کشان لیچلے مشکین کس گئین آنکھون پر پٹی باندہی گئی اور جلاد تیغ بکف ہوکر آستین چڑہانے لگا۔

قتل کے دو حکم آچکے ہین اب فقط تیسرے حکم کی دیر ہے۔ تماشائی جمع ہین اور نجومی ہائے وائے مچارہا ہے۔ جلاد انتظار ہی مین کہڑا تہا کہ قتل کا تیسرا ناطق حکم پہونچا۔ تلوار تڑپ کر میان سے نکلی جلاد کا منجہا ہوا ہاتہہ چلا تیغ اجل کی طرح تلوار چلی اور صحیح چہوٹ مین فرق دکہاتی ہوئی اپنا کام کرگئی۔ سر الگ دہڑ الگ گرا اور کٹی ہوئی رگون سے خون کے فوارے چہوٹ چہوٹ کر اس کمبخت کی نعش پر آٹھہ آٹھہ آنسو رونے لگے۔[+]

+ اشجع سلمی نے اس عبرت خیز واقعے کو عربی کے ان چار شعروںمین نظم کیا ہے اور علامہ ابن خلکان نے اپنی تاریخ مین انکو نقل کیا ہے۔

سَلِ الراکبَ الموفی علیٰ الجذعِ ھَلْ رَأیٰ

جو شاخ پر لٹکایا گیا تہا اس سے پوچھو کہ کیا دیکھا

لِرَاکبہٖ نجماً بدا غیرَ اَعْوَرِ

بیشک اسنے اپنے ستارے کو اندہے پن سے دیکھا

یُعَرِّفنا موتَ الامامِ کانَّہٗ

امام وقت (ہارون رشید) کی موت سے وہ ہمکو اسطرح خبر دیتا ہے

یُعَرِّفُنَا اَنْبَاءَ کِسْرَیٰ و قَیْصَرِ

گویا اخبار کسریٰ اور قیصر کے ہمکو بتا دیتا ہے

ولو کانَ نجمٌ مُخْبِراً عن منیّۃٍ

اگر کواکب موت کی خبر دیتے

لَاَخْبَرَہٗ عَنْ رَأسِہٖ المتحیّرِ

تو بہت ہی ضرور ہی بات تہی کہ اسکو اسکے حال زار کی خبر دیتے

اَتُخْبِرُ عَنْ نحسٍ لِغیرِکَ شُؤْمُہٗ

تو بدی سے بدی پیشین گوئی اورون کے لیے کرتا ہے

ونجمک بادِی الشَّرِّ یا شرَّ مُخْبِرِ

حالانکہ تیرا ستارہ تو ظاہری مین تیری خرابی بتا رہا ہے

اسمین کوئی شک نہین کہ خدائے برحق نے انسان کو زبان ایک نعمت عظمیٰ دی ہے بشرطیکہ خود آدمی اسکی قدر کرے اور محل موقع دیکھکر اوس سے کام لے ورنہ وہ زہر کی بجھی ہوئی برہنہ اور بے پناہ ایک تلوار ہے جو ایک ایسے شخص کے ہاتھہ مین دیدی گئی ہے جو اچھے برُے۔ اپنے عزیز دوست و دشمن مین مطلق امتیاز نہین کرتا جو سامنے آجاتا ہے اوسپر آنکھہ بند کرکے ایک ہاتھہ جما دیتا ہے اور یہ نہین سمجھتا کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔ تلوارون کے کاری زخم مندمل ہوجاتے ہین مگر تیغِ زبان کے ادچھے زخم کبھی بھی التیام کی صورت نہین دیکھتے۔

اسی زبان سے آدمی آدمی کا دوست۔ اسی سے دشمن۔ اسی سے اچھا۔ اسی سے برُا اسی سے مومن اور اسی سے کافر ہوجاتا ہے۔ جو چاہے اس سے کہدے اور جیسا چاہے بنجائے مگر مقتضائے عقلمندی یہی ہے کہ جو کچھہ کہے سمجھہ کر کہے ورنہ زبان سے جو کچھہ نکلجاتا ہے پہروہ چھوٹے ہوئے تیر کی طرح ہاتھہ سے نکلجاتا ہے اور اکثر اوقات اسکا خراب نتیجہ انسان کے ساتھہ وہی سلوک کرجاتا ہے جو اس نجومی کی حماقت آمیز پیشین گوئی اسکی جان کے ساتھہ کرگئی۔

امرا اور سلاطین کی قربت اگرچہ آدمی کو مراتب عالی پر پہونچادیتی ہے مگر اسی کے ساتھہ ان کی جان بہی خطرے مین پھنس جاتی ہے۔ اون صحبتون اور دربارون مین اپنی زبان کہولنا۔ اِن کی طبیعت کا میلان دیکھنا بہت ہوشیاری اور احتیاط کا کام ہے اِنکی نازک اور آزاد طبیعتین کبھی اسکو پسند نہین کرتی ہین کہ کوئی ان کی رائے کے خلاف ایک کلمہ بہی کہے۔ اِنکے تنکی مزاج اِنکے سامنے بدشگونی اور فال بد زبان سے نکالنے کو بہت برُا سمجھتے ہین اور ان کے پاس بیٹھہ کر ذری ذری سی خطاؤن پر انسان کی ساری عمر کی عزت آبرو خاک مذلت مین ملادیتی ہے اور بات بات پر زبان مُنہ سے نکال لیجاتی ہے۔

منجم کا ادہر قتل ہونا تہا اور ادہر ہارون رشید کے مزاجی تغیر کا بدلنا تہا۔ اِس کے پہلو مین چپ بیٹھنے والے روٹھے ہوئے دل نے جلدی سے ایک انگڑائی لی سستی کم ہوئی۔ خیالات نے عالم کے انقلابات کی طرح پلٹا کہایا اور وہ موت کا ذرح فرسا اندیشہ جو نجومی کی پیشین گوئی سے پیدا ہوا تہا اسی طرح دل سے نکلکر روانہ ہاشد ہوا جس طرح عیش وستم مین پہنسکر اہل دنیا کے دل سے آنے والی موت کا خیال نکلجاتا ہے

چہرے کا اڑا ہوا رنگ اُڑے ہوئے ہوش و حواس کی طرح اصلی رنگ ڈہنگ پر آنے لگا اور ہاتہون سے نکلی ہوئی طبیعت پہر قابو مین آنے لگی - انبساط نے کسی کا دست حنائی بنکر ایک ادا کے ساتہہ اسکے پہلو مین گد گدا دیا بے اختیار ہونٹہون پر ہنسی آئی اور اپنے جعفر کو گلے سے لگا کر کہا "جعفر! حق یہ ہے کہ تمنے اسوقت میری جان بچائی اگر تم ایسے قوی ثبوت کے ساتہہ منجم کی پیشین گوئی کا بطلان نہ کرتے تو کسی طرح سے میرا خیال نہ بدلتا - اور یقیناً یہ کوفت یہ صدمہ سوہان روح بنکر دو ہی ایک روز مین میرا خاتمہ کر دیتا - لیکن افسوس ہے کہ میری وجہ سے ناحق ناحق ایک خون ہو گیا! افسوس!! مگر اسی کے ساتہہ پہر مین یہ بہی کہونگا اگر یہ تدبیر نہ کیجاتی تو میری جان بہی کسی طرح نہ بچتی!"

جعفر "جناب عالی یہ سب حضور کی خداوندی اور قدردانی ہے جو آپ اپنی خاص عنایت اور خسروانہ مراحم سے اپنے خادمون کے حق مین ایسا کچہہ فرماتے ہین ورنہ استغفر اللہ مین کیا اور میری تدابیر ہی کیا - یہ سب شاہی اقبال کی تائید تہی - مگر حضور منجم کے قتل پر خداوند عالم کو مطلقاً افسوس نہین کرنا چاہئیے - ایسے مفسد اور بیوقوف آدمی کا قتل ہی ہونا بہتر ہے جو اپنی حماقت سے ذری سی بات کہکر بڑی بڑی خرابیان برپا کردے - اور آپ کو اسکا خیال ہی کیا! اگر اسکا مواخذہ قیامت کے دن ہوگا بہی تو جعفر کی روح سے ہوگا جس نے اسکے قتل ہونے کی رائے دی مگر مین اپنے علم و یقین کی رو سے کہہ سکتا ہون کہ ظل الہی کی اگر انمایہ جان کے سامنے ایک یہودی کی جان کبہی خداوند تعالیٰ کو عزیز نہین ہو سکتی"

یحییٰ[1] "دو یقیناً حضور عالی کے دامن دولت اور صحت و عافیت کے ساتہہ ایک عالم کا رشتۂ حیات وابستہ ہے دو تو ایک کا فرتہا قیمتی سے قیمتی اور عزیز سے عزیز صد ہا جانین آپ کے سر صدقے ہو سکتی ہین اسکا رنج اور افسوس ہی کیا!"

---

[1] یہ وہی شخص ہے جس نے ہارون رشید کو سلطان بنانے مین بڑی بڑی کوششین کین اور جب اسکا وقت آیا تو خوشخبری بہی اسی نے سنائی - ہارون رشید جب تخت سلطنت پر بیٹہا تو یحیٰی کو اپنا وزیر کیا اور یہ سلطنت کے سب کامون کو نہایت لیاقت اور عمدگی سے انجام دینے لگا - مورخین کا بالاتفاق اسپر اتفاق ہے کہ جو مرتبہ اور اعزاز یحیٰی کو حاصل ہوا دنیا مین کسی وزیر کو نصیب نہین ہوا - یہ جعفر اور اسکا بہائی فضل اسی یحیٰی کے بیٹے ہین بالآخر دنیا کے سب رنگ دیکہکر اکہتر برس کے سن مین تیسری محرم سنہ ۱۹۰ ہجری مین انتقال کیا - مروج الذہب مسعودی ۱۲

یعقوب کندی۔ واقعی بندگان عالی کو اسکا مطلقاً خیال نہین فرمانا چاہیے! ایسے منحوس اور بدگو شخص کا زندہ رہنا اچھا نہین۔ مگر اسمین کوئی شک نہین کہ وزارت پناہ نے اسوقت جو مناسب تدبیر فرمائی اور جسنے بگڑے ہوے مزاج کو دم بھر مین منالیا انصافہ کی بات ہے کہ ہم لوگون کے ذہن مین بھی نہ تھی اور نہ کبھی کسیکو تمام عمر سوجھی۔ واللہ اعجاز مسیحائی کیا ہے۔ اعجاز مسیحائی سبحان اللہ
اور بادشاہ کا خوشی مین چہرہ بشاش دیکھکر سب اراکین دولت بھی جعفر کی ثنا و صفت کرنے لگے۔ لائق اور حاضر طبع شعرا نے تہنیت مین قصائد اور قطع پڑھنے شروع کر دیے اور ہر شخص کی زبان سے مبارکباد کا غلغلہ بلند ہوا۔ انعام اکرام تقسیم ہوا اور دربار برخاست ہوا بادشاہ سلامت خوش خوش محلسرا مین تشریف لے گئے اور اہل دربار شاداں اور فرحاں اپنے اپنے مکان کیطرف چلے۔
منجم کی نعش ایک بلندی پر لٹکا دی گئی اور ایک خوفناک اثر پیدا کر کے اپنی زبان حال سے بتانے لگی۔ کہ اے میرے عبرت خیز واقعے کے دیکھنے والو! اور اے آنے والے زمانے کے نجومیو، ہوشیار خبردار سلاطین کے دربار مین جو کوئی بے سمجھے آدھی بات بھی زبان سے نکالے گا تو اسکی یہی سزا ہوگی جو آج میری! کہان ہو منجمین جرمن اور مسٹر زیڈ کیل[++] صاحب کی عالم ارواح مین سیر کرنے والی روحو! تم کیا کرتی ہو؟

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو		میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

دوسرا باب

الٰہی خیر!

ہے تیوری چڑھی ہوئی اندر نقاب کے
ہے اک شکن پڑی ہوئی طرف نقاب مین

+ ہارون رشید کے زمانہ مین یہ ایک بہت بڑا فلاسفر تھا علوم حکمیہ مین اسکو اعلیٰ درجہ کی دستگاہ تھی! اسنے ہارون رشید کے حکم سے مختلف علوم کی کتابین غیر زبان سے عربی مین ترجمہ کین۔ طبقات الاطبا ۱۲

++ مسٹر زیڈ کیل صاحب ولایت کے ایک بہت بڑے منجم ہین جنہون نے ابھی حال مین ۱۸۹۲ع کی نسبت بہت خوف دلانیوالی پیشین گوئی کی ہے۔ اسیطرح ۱۸۹۱ع مین جرمن کے ایک نجومی صاحب نے قیامت کے آنے کے باب مین پیشین گوئی کی تھی اور شاید حکم لگایا تھا کہ ۹۱ء مہینے مین آجائیگی ۱۲

اُسیدن کی رات ہے جسدن ہارون رشید کو بیٹھے بٹھلائے مفت خلجان ہو گیا تھا اور بہر وہ خدا کی عنایت سے خار غم کی طرح فوراً دل سے نکل بھی گیا تھا - اہل بغداد نے اِس خوشی مین خوب دل کھول کر داد مسرت دی ہے اور اِس ذریعے سے انھون نے اوس محبت اور خصوصیت کو اچھی طرح سے دکھا دیا ہے جو انکو اپنے رحیم اور رعایا پرور بادشاہ کے ساتھہ تھی سارا شہر رشک ارم بنا ہوا ہے - دن عید کا تھا اور اَب رات شب برات یا شبِ قدر کا حکم رکھتی ہے - ہر جگہ پر روشنی ہو رہی ہے اور گھر گھر شادیانے بج رہے ہین لیکن اب رات جس قدر آتی جاتی ہے اُسی قدر اِن سب باتون مین کمی ہوتی جاتی ہے - رات کی چلنے والی تیز ہوائین اپنے دامن سے اون چراغون کو گل کرتی جاتی ہین جنھون نے اپنی روشنی سے شب تار کو روز روشن بنا دیا تھا اور رات کا کالا کالا مُنہ دیکھہ دیکھہ ہر شخص کی نورانی روح جھجک جھجک کر ظاہر جسم سے باطن کی طرف ٹہلتی جاتی ہے اور ڈر ڈر کر نیند آنکھون مین آتی جاتی ہے - رات کے تخمیناً نو بجے ہونگے اور رات کا قدرتی سناٹا اسوقت کی چلنے والی ہوا مین یہ قابلیت پیدا کر چلا ہے کہ وہ اُن آوازون کو قوت سامعہ تک پہونچا دے جن کا دن مین کانون تک پہونچنا بھی کسی قدر مشکل تھا - ہر طرف سے رہ رہ کر طرح طرح کی مختلف آوازین کانون مین آجاتی ہین مگر نہ ایسی ہمکو خواہش ہے کہ کان لگا کر انھین سنین اور نہ وہ خود ایسی صاف ہین کہ یونہی سمجھہ مین آجائین - انہین کے ساتھہ ایک طرف شاہی محل سے کچھہ نغمہ و ساز کی دلکش صدائین بھی آرہی ہین جو اپنی طرف متوجہ کر لینے کے ساتھہ دل ہی گوشہ مین بیٹھنے والی چیز کو بھی بچین کیے دیتی ہین -

گو ہم شاہی محل سے کچھہ دور نہین ہین اِسی کھونڈ کے آس پاس چکر لگا رہے ہین مگر تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیچین کرنے والی صدائین کسی قدر فاصلے سے آتی ہین جسکی وجہ شاید یہ ہوگی کہ وہ آوازین بہت سے حایل ہونے والے پردون اور روکنے والی بلند دیوارون سے بہت مدہم سروں مین ہو کر ہمارے کانون کے پردون تک پہونچتی ہین اور اپنی اوس نیساختی کیفیت سے جو نیچر کے حکم سے سمع کو روح کے ساتھہ ہے کسی کے نازک اور نرم نرم ہاتھون کی طرح بھلائے پہلو مین گدگدا دیتی ہین اور رہ رہ کر بے اختیار دل کھینچتا ہی ہوا جاتا ہی کہ کسطرح قریب سے سنتے - !

گو شبستان شاہی تک کون پہونچ سکتا ہی کسکی مجال ہے او ہان آواز ہی جاتی ہے تو پست

ہوکر تھرتھراتی ہوئی۔ اور ہوا بھی جو اندر قدم رکھتی ہے تو خوف سے رُکتی ہوئی۔
ایک بیخودی سی ہمپر طاری ہوگئی ہے اور عالم خیال مین تاریخی واقفیت نے سہارا
دیکر ہمکو اسی جلسے مین پہونچادیا ہے جہان سے یہ طرب انگیز نغمون کی صدائین دوش
ہوا پر سوار ہوکر ادہر اُدہر غُل مچا رہی ہین۔
سبحان اللہ عجیب صحبت ہے۔ بزم عیش و نشاط آراستہ ہے۔ نازنینان پری پیکر کا
اکھاڑہ ہے اور ہارون رشید اونکے جہرمٹ مین اسیطرح بیٹھا ہوا ہے جسطرح سلیمان پریون مین
ہارون رشید کی پابندی[1] صوم صلوٰۃ اسکی علمی واقفیت یہ ایسی چیز نہین ہے جسکو زمانہ جانتا ہو
مگر پہر بادشاہی مزاج ہے نفس کی خواہشین جوانی کے جوشون مین بہری ہوئی ابھی رد کے
نہین رکتی ہین اور یہ پہر تخلیے کی صحبت ہے۔
سارا مکان تکلفات سے آراستہ ہے۔ نہایت نفیس رومی قالین کا نیچے فرش
ہے اور چہت مین آسمانی رنگ کی چہت گیری بندہی ہوئی ہے جسمین زری کی چہوٹی بڑی
بوٹیان اسوقت روشنی مین چمکتی ہوئی کچھ ایسی معلوم ہوتی ہین کہ گویا آسمان پر تارے
چھٹکے ہوئے ہین۔ جابجا رنگ رنگ کے خوشنما حباب لٹکے ہوئے ہین جہاڑ فانوس روشن
ہین اور عنبر کی شمعین جل رہی ہین جنکی خوشبو انکی صاف روشنی کی طرح سارے
مکان مین پہیلی ہوئی ہے۔ ہارون رشید رندانہ وضع بنائے بیٹھا ہے حریر کا لباس
زیب تن ہے اور اسکی پیاری بی بی زبیدہ ایک طرف پہلو مین جلوہ آرا ہے۔
میکشی کا سامان سامنے رکھا ہوا ہے سلیقہ شعار کنیزین صف باندہے پیچھے مؤدب
کھڑی ہین اور بیس پچیس مغنیہ گل اندام کنیزین علیحدہ سامنے بیٹھی ہوئی ہین عود
و بربط بجا رہی ہین۔ اور دیک[2] الجن کی منجملہ اُن غزلیات کے ایک غزل گائی جاتی ہے

[1] ہارون رشید اپنی خلافت کے زمانہ مین ہر روز سو رکعت نماز پڑہتا تہا جسکو اسنے مرتے دم تک بغیر کسی
مجبور کردینے والی وجہ کے کبہی ترک نہین کیا۔ زکوٰۃ کے علاوہ وہ ہر روز ہزار درہم خیرات کرتا تہا اور
حج کا بہت شائق تہا۔ سیوطی۔

[2] دیک الجن اپنے زمانہ کا ایک مشہور شاعر تہا اسکا نام ابو محمد عبد السلام ہے۔ یہ حمص مین پیدا ہوا تہا
اور بمقام آرمینیہ ۲۴۲ ہجری مین انتقال کیا۔ تاریخ ابن خلکان ۱۲

جسکو اُسنے اپنی پیاری اور محبوبہ کنیز دنیا اور اسیکے ساتھ اپنے نمک حرام غلام کے قتل کرنیکے بعد ایک رنج و افسوس کی حالت مین کہی تھی۔

اِس غزل کا ایک ایک شعر نشتر و تیر کا حکم رکھتا تھا جو مغنیہ کے سوفار لب سے نکل نکل کر سُننے والون کے دل مین انھین تیرون کی طرح ترازو ہو جاتا تھا جو بجبر رہ کسنے کے لیے معشوقون کی فتنہ زا آنکھون سے تار شعاعی بنکر نکلتے ہین اور مغنیہ کنیزین اسوقت کچھ اِس خوبی سے ادا بہی کر رہی تہین کہ ہارون رشید لوٹا جاتا تھا۔

کنیز گاتے گاتے جب اِس شعر پر پہونچی [۱]

بِالْحَيِّ مِنْهُ يَبْكِي لَهُ فِي قَبْرِهِ	وَلَوْ كَانَ يَدْرِي الْمَيِّتُ مَاذَا بَعْدَهُ

تو ہارون رشید بیتاب ہو کر کہنے لگا "وہ اُف کیسا دردناک شعر کہا ہے۔ درد ہے بالکل درد۔ بلا کا مضمون باندہا ہے"

زبیدہ "ہان بیشک۔ مگر اِس سے زیادہ دردناک اِس غزل کا آخری شعر سنیئے (مغنیہ کیطرف اشارہ کر کے) ہان ذرا کہنا تو"

اور کنیز اِس شعر کو ایک دردناک لہجے مین گانے لگی [۲]

يَكَادُ يَخْرُجُ قَلْبُهُ مِنْ صَدْرِهِ	غُصَصٌ تَكَادُ تَفِيضُ مِنْهَا نَفْسُهُ

زبیدہ۔ اہا ہا۔ واہ (ہارون رشید سے مخاطب ہو کر) آپ نے سُنا؟ بس خاتمہ کر دیا۔ اُفوہ۔ اور محاورے کو کیسا نباہا ہے۔ واہ۔ خدا کی قسم یہ اِسی کا حصّہ تھا کیا کوئی کہے گا"

ہارون رشید "ہان اسمین شک نہین خوب ہی کہا ہے مگر بیگم! وہ بات کہان!! آہ۔ ولو کان یدری المیت ماذا بعدہ ÷ بالحی منہ یبکی لہ فی قبرہ۔ (ادہر ادہر دیکھ کر) اَین! ابھی عباسہ نہین آئین؟ وہ ہوتین تو ابھی اِس کا اچھی طرح فیصلہ ہو جاتا۔ ماشاء اللہ کیا ذہن پایا ہے۔ بلانا چاہیے۔ (خود ہی) مگر اُن کو ابہی نماز وغیرہ سے فرصت کیون ملی ہو گی! لیکن دیکھیے ایک اُسی کے نہونے سے مجلس کیسی سونی پڑی ہے (کنیزون کی طرف دیکھکر) کوئی جا کر دیکھ تو آؤ کیا کر تی ہین اگر فرصت ہو تو تھوڑی دیر کے لیے چلی آئین۔

[۱] ترجمہ۔ اگر میت کو معلوم ہوتا کہ اسکے بعد جو کچھ گذرتی ہے تو وہ میری حالت پر قبر ہی مین رو دیتا ۱۲

[۲] ترجمہ۔ یہ کچھ ایسا سخت رنج ہے کہ میرا دل رو دئے دیتا ہے اور عجب نہین جو تھوڑی ہی دیر مین تڑپ کر پہلو سے دل نکل آئے ۱۲

بہ حکم پاتے ہی چار پانچ کنیزیں ایک طرف دوڑیں اور دس پندرہ قدم چلنے کے بعد سب ایک ایک کوٹھی میں پہونچیں جو اسی شاہی احاطے کے اندر واقع ہے۔ یہ کوٹھی بھی ویسی ہی شبستان عشرت کی طرح بنی ہوئی ہے مگر یہاں عباسہ کے اتقا اور پرہیزگاری کی وجہ سے ایک قسم کی سادگی پائی جاتی ہے۔ نہ شیشہ ہے نہ ساغر ہے اور نہ وہ رقص و سرود کا سامان موجود ہے یہاں آپنے دیکھا تھا۔ وسط کمرے میں پلنگ کے قریب ایک جانماز بچھی ہوئی ہے کلام مجید کھلا ہوا رحل پر رکھا ہے اور عباسہ قرأت اور خوش الحانی کے ساتھ بڑے ذوق شوق میں تلاوت کر رہی ہے وہی عباسہ ہے جسکو آپ نے پہلے ایک انتشار کی حالت میں دیکھا تھا۔ اسکی پابندی صوم و صلوٰۃ اور پارسائی دنیا میں آج ضرب المثل ہے اور ذہن بھی وہ پایا ہے کہ شاید اس عقل و دماغ کی عورت دنیا میں بہت کم پیدا ہوئی ہوگی۔ ہارون رشید کو اسکے ساتھ جس قدر قلبی الفت[+] ہے اوس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا اور اسی محبت نے اسوقت بھی اس تخلیے کی صحبت کو اسکی آنکھوں میں بالکل بے لطف کر دیا اور بالآخر مجبوری کے ساتھ اسکو طلب ہی کرنا پڑا۔

گو ان آنے والی کنیزوں کی رفتار کو یہاں کی عظمت و جلال نے بالکل سست کر دیا تھا مگر تاہم اونکے آنے کی آہٹ اور پاؤں کی چاپ نے اسکی جھکی ہوئی نظر کو ایکبار اُٹھا ہی دیا سب نے ادب سے سر تسلیم خم کیا اور یہ دیکھ کر پھر پڑھنے میں مشغول ہو گئی تھوڑی دیر تک پڑھتی رہی اور پڑھتے پڑھتے خدا جانے کیا خیال آیا کہ پھر سر اُٹھایا اور ہاتھ کے اشارے سے پوچھنے لگی "یہاں تم کیوں آئی ہو!"

وہی کنیزیں "حضور عالی! بادشاہ سلامت آپ کو یاد فرماتے ہیں"

عباسہ۔ (ہاتھ کے اشارے سے) اچھا ٹھیرو" اور پھر پڑھنا شروع کر دیا جب تلاوت سے فارغ ہوئی تو کہا "کیوں کس لیے طلب فرماتے ہیں؟ شبستان عشرت میں ہونگے؟"

وہی کنیزیں "جی ہاں حضور وہیں تشریف رکھتے ہیں۔ آپ کو یاد فرما کر کہنے لگے

+ عباسہ کے ساتھ ہارون رشید کی زیادہ محبت کرنیکی بڑی وجہ یہ تھی کہ "ہادی" اپنی خلافت کے زمانے میں جب یہ خیال کرکے ہارون جس طرح کہ جود و جفائیں کرتا تھا کہ تخت سلطنت کا دعویدار ہے تو یہی بن عباسہ آڑے آیا کرتی تھی اور ہادی کو سمجھاتی تھی کہ کیوں سطرح کی سختیاں اچھی نہیں دنیا کا اعتبار ہی کیا ذری دیر میں کیا ہو اور ذری دیر میں کیا۔ پھر ہارون رشید آپکا بھائی ہے اور آپ کے بعد ولیعہد ہے اسکو کیونکر پہونچ سکتی ہے" ہارون کو جب تخت سلطنت ملا تو عباسہ کی پہلی سفارشوں کو یاد کرکے بہت خلوص کے ساتھ اسکا حفظ مراتب کرنے لگا اور باہم سچی اور پاک محبت روز بروز ترقی کرنے لگی۔ تاریخ طبری ۱۲

بغیر انکے کیسی مجلس سونی پڑی ہے۔

عباسہ۔ (کسیقدر سکوت کے بعد) بھئی میرا تو ناچ رنگ کی صحبتون مین بالکل جی نہین لگتا۔ مین کیا کرون۔ اور اوسپر یہ اور غضب ہے کہ وہان تو (جھجک کر) وہ کمبخت بھی پی جاتی ہے معاذ اللہ۔ فقط خیال ہی کرنے سے دل کانپا جاتا ہے۔ خدا سمجھے یہان کے ملون کو انہون نے اینچ کھینچ کر نبیذ کو حلال بھی کر دیا۔ موے کہین نہ کہین سے اپنے مطلب کی نکال ہی لیتے ہین اور بھائی جان ہین کہ کسی طرح مانتے ہی نہین کس مصیبت مین جان پڑی ہے۔ جاتی ہون تو مشکل نہین جاتی ہون تو مشکل۔ اگر چلو چلتی ہون" یہ کہکر لباس پہنا اور بن سنور کر طاؤس طناز کی طرح چلی۔ پیچھے پیچھے سہیلیون کا پرا ہے۔ آگے آگے کافوری شمعین اپنی آنکھین فرش راہ کرتی چلی جاتی ہین جنکو قدم ناز سے یہ پامال کرتی ہوئی شبستان عشرت کی طرف چلی جارہی ہین۔ ہارون رشید اسی انتظار مین بیٹھا ہوا تھا کہ عباسہ کی آمد کی خبر سنی اور سنتے ہی جوش مسرت سے اُٹھہ کھڑا ہوا۔ سب کنیزین آداب و مجرا بجالائین اور بادشاہ نے بہت محبت کے ساتھہ اپنے قریب بٹھایا۔ زبیدہ نے بھی تعظیم دی اور ہنسکر اس طرح کہنے لگی "معاذ اللہ۔ بہن آپ کا تو آنے کو جی ہی نہین چاہتا تھا۔ ایسی ہی عبادت کیا۔ توبہ۔ انتظار کرتے کرتے دل گھبرا گیا۔ آپ حکم قرار دی گئی ہین ذرا فیصلہ تو کر دیجیے (وہی شعر پڑھکر) ان مین سے کون شعر بڑھا ہوا ہے؟ فرمائیے۔ میرے اور ان کے (ہارون رشید کی طرف اشارہ کرکے) اسی کے متعلق کوئی جھگڑا ہے"

عباسہ "مین حکم قرار دی گئی ہون! تو بہ مین کس قابل۔ آپ سے اور بھائی جان سے زیادہ اور کون لائق ہے! آپ خود ہی فیصلہ کر لیجیے"

زبیدہ (مسکرا کر) یا اللہ بی نہ بہرہی ..... کی! ہمکو اگر خود ہی تصفیہ کرنا منظور ہوتا تو آپ کو کیون تکلیف دیتے۔ بتا ہی دیجیے"

عباسہ "یہ فرمائیے! طبیعت اسوقت کچھہ بہت تیز ہے۔ کیون نہین"

زبیدہ "نہین میری بہن۔ مین قربان جاؤن۔ بتا دیجیے کون شعر اچھا ہے؟"

عباسہ۔ (ہارون رشید سے) بھائی جان آپ ان دونون شعرون مین کسکو ترجیح دیتے ہین؟

زبیدہ۔ (بات کاٹ کر) یہ مین ایک نہین مانونگی۔ انکی سند نہین۔ مین بتانے

نہین دون گی (ہارون رشید سے) دیکھو تمہین میری قسم کہین کہنا نہین بہئی میری ہی جیتی رہئے جو بتائے (عباسہ سے) یہ چالاکی! آپ بہی بڑی اُستاد ہین جسمین معلوم ہو جائے تو طرفداری کا موقع ملے۔ بس آپ یونہی بتادیجئے"

عباسہ (ہنسکر) معاذ اللہ۔ آپ کی بہی بدگمانی کی کوئی حد ہے۔ مجکو طرفداری سے مطلب! لیجئے میرے ذہن ناقص مین جو آتا ہے عرض کیئے دیتی ہون۔ سُنیئے مین دونون شعرون کو پسند کرتی ہون مگر میرے نزدیک ترجیح پہلے شعر کو ہے۔ اور آپ؟"

ہارون رشید (قہقہا لگاکر) اہا ہا ہا۔ وہ مارا۔ اب کہیئے کیون! (عباسہ سے) یہ تو دوسرے شعر کو پسند کرتی ہین"

زبیدہ۔ (ہارون رشید سے) واہ! یہ کوئی بات نہین۔ تمنے اشارے سے بتایا ہوگا مین سمجھ گئی"

ہارون رشید۔ یہ! اب ہارین تو یون بات بنائی اشارے سے بتادیا ہوگا تمنے دیکھا تہا۔؟ حقیقت مین باجی سچ کہتی ہین تم بڑی بدگمان ہو"

عباسہ۔ نہین بہن خدا کی قسم بہائی جان نے مجھسے کچھ نہین کہا وہ تو یہی بات ہے آپ خود ہی غور فرمالین۔ آپ جس شعر کو پسند کرتی ہین اسمین تو شاعر اپنے رنج و صدمے کو رنج وہ فقط اپنی ہی ذات تک محدود رکہتا ہے مگر بہائی جان جس شعر کو ترجیح دیتے ہین اسمین شاعر اپنے رنج و غم کی ترقی کو اس درجے تک دکہاتا ہے کہ اوس غلام کے مردہ کو بہی میرے دلی صدمات اور آلام کا حال معلوم ہو جائے جسکو مین نے اپنی محبوبہ کنیز کے ساتھ مشکوک پاکر قتل کیا ہے تو وہ بہی باوجود میرے دشمن ہونے کے قبر مین ایکبار ضرور میرے حال پر رو دے پہر اسکو ترجیح ہو سکتی ہے یا اوسکو آپ سمجہین تو"

زبیدہ کو خدانے چونکہ خود منصف مزاج پیدا کیا ہے اسوجہ سے اسکو بہی اب عباسہ کے فیصلے کے قبول کرنے مین کچھ بہی عذر نہ تہا۔ مگر اسی کے ساتھ وہ اسوقت کی اپنی غلطی رائے سے کچھ ایسی مکدر و ملول ہوئی کہ اسکا صدمہ اسکی نازک طبیعت برداشت نہ کرسکی۔ تہوڑی دیر تک تو اپنی طبیعت پر جبر کیئے ہوئے بیٹھی رہی مگر پہر بالآخر نیند کا بہانہ کرکے آرام کرنے کے لیے چلی گئی۔ ہارون رشید اور عباسہ دونون ابہی اسی طرح انجمن کی رونق بنے ہوئے بیٹھے ہین۔ صحبت ابہی عین شباب پر ہے۔ اور

ہارون رشید کی پُرخمار آنکھون کے اشارے کے ساتھہ شیشہ وساغر کا دور چل رہا ہے عباسہ رنگ صحبت دیکھتی ہے اور رہجاتی ہے اور بعض اوقات اسکی پیشانی پر خط ساغر کی طرح کچھہ بل پڑجاتے ہین جنکو ہارون رشید آنکھہ بچابچا کر کسی وقت دیکھہ لیتا ہے اور یہ کہتا ہے "کیون تمہارا مزاج کیسا ہے باجی! اگر خلاف طبیعت ہو تو یہ سب سامان اٹھادیا جائے۔؟"

عباسہ "نہین نہین مین آپکی عنایت سے اچھی ہون مگر اسوقت کچھہ دل نہین چاہتا اور اسوقت پر کیا موقوف ہے اب تو میرا دل چاہتا ہے کہ اسکو چھوڑدون بری چیز ہے۔ اور جرأت کرکے آپ سے بھی یہی عرض کرتی ہون کہ اگر حضور بھی اس سے احتراز فرمائین تو اچھا ہے"

ہارون رشید۔ (مسکراکر) تو کیا تم اسکو شراب سمجھتی ہو! لاحول ولاقوۃ۔ مین حرام چیز پی سکتا ہون توبہ! یہ نبیذ ہے۔ کھجور کی تاڑی"

عباسہ "ہان یہ حضور صحیح فرماتے ہین اور مین یہ بھی جانتی ہون کہ یہان عراق کے علمانے اسکی حلت کا فتویٰ بھی دیدیا ہے مگر تاہم نشے سے تو خالی نہین"

ہارون رشید۔ ہان یہ تو تم سچ کہتی ہو۔ گناہ تو ضرور ہے۔ تمنے اسوقت مجکو خوب متنبہ کردیا بیشک چھوڑدینا چاہئیے۔ مین بھی اب توبہ کرون گا زندگی کا کیا ٹھکا نا بجومی نے تو آج ہی فیصلہ کردیا تھا"

عباسہ "اے ہے توبہ۔ آپ تو آپ۔ آپ سے دور اسوقت آپ کا حال سُن سُنکر میرا دہ برا حال ہوگیا تھا کہ معاذ اللہ۔ مگر خدانے بڑا ہی فضل کیا کہ اُس کمبخت کے قتل ہوتے ہی آپکے دل سے وہ خیال نکل گیا"

ہارون رشید "بیشک یادش بخیر جعفر اسوقت اگر یہ تدبیر نکرتا تو کسی طرح زندہ نہین رہسکتا تھا"

عباسہ "اللہ آپ کو ہمیشہ صحیح سلامت رکھے مگر اسمین شک نہین کہ اسوقت اُنکی تدبیر بہت کام کرگئی حقیقت مین بڑا عقلمند آدمی ہے"

ہارون رشید۔ عقلمند! باجی اُس لیاقت ودانائی اور اسکے پیدا انسان ہوتے ہین۔ خدا ایسا لائق وزیر سبکو دے۔ مگر افسوس کہ کچھہ اندیشے کی بات بیان نہین ہے ورنہ اس صحبت کا لطف اور بھی ترقی کرجا

تمہارے بعد اگر مجکو کسی اور سے محبت ہے تو وہ جعفر ہی ہے اسوقت بُلانا چاہیئے۔
(ذری بلند آواز سے) کوئی باہر جاکر کہدو کہ انجناب کی خاص سواری وزیر السلطنت کے
لیے بہیجی جائے مگر جلد"
اِس جملے معترضہ کے بعد پہر وہی باتین ہونے لگین جو اس سے پہلے ہو رہی تہین۔ ابہی
تہوڑی دیر بہی نہ گذری تہی کہ حکم کی تعمیل ہوگئی اور ایک کنیز نے آکر عرض کیا "حضور عالی
وزارت پناہ کی سواری آگئی"
ہارون رشید۔ (خوشی کے لہجے مین) آگئے پہر پوچہنا ہی کیا ہے آنے دو"
عباسہ "اے ہے توبہ۔ بہائی جان ذری ٹہر جائیے مین چلی تو جاؤن پہر بلا لیجیے گا۔ وزیر
کیا آیا خدا نخواستہ کوئی آفت آئی۔ ایسی جلدی ہی کیا!"
ہارون رشید "کیا تم یہان سے اب چلی جاؤگی؟"
عباسہ "اور کیا بیٹہی رہونگی۔ خدا جانے آپ اسوقت باتین کیسی بہکی بہکی کرتے ہین غیر شخص
کے سامنے ہو سکتی ہون؟ اور کیا آپ اسکو جائز ہی رکہین گے؟"
ہارون رشید۔ (تہوڑے سکوت کے بعد) ہان اور کسی شخص کے سامنے تو کبہی اِس
امر کو جائز نہین رکہتا مگر جعفر سے مجکو مطلق مغائرت نہین۔ اسپر مجکو ہر طرح کا اعتبار ہے
وہ بہت ہی اچہا آدمی ہے"
عباسہ "اے بہائی جان لاکہہ کسی پر اعتبار ہو مگر پہر غیر غیر ہی۔ اور آپ کے سامنے
[illegible] کہونا ہی حماقت ہے آپ کو کیا نہین معلوم ہے بہلا غیر محرم شخص کے سامنے کوئی عورت
[illegible] ہے یا ایک مین ہی ہونگی۔ آپ غور تو فرمائین"
[illegible]رشید۔ (کچہہ بیدلی سے) خیر تمہاری خوشی۔ لیکن اگر تم چلی گئین تو پہر یہان
[illegible] ہے گا۔ خدا کی قسم میری زندگی کا لطف فقط ایک تمہارا ہے اور ایک
[illegible] ہے جسوقت تم دونون مین سے ایک کو بہی دیکہہ لیتا ہون تو زندگی کا
[illegible] ہے اور مین سمجہتا ہون کہ مین زندہ ہون لیکن اتفاق سے جب
[illegible] میری آنکہون کے سامنے نہین ہوتا ہے تو پہر زندگی بالکل
[illegible] اسوقت یہ صحبت مجکو کچہہ اچہی معلوم ہوتی تہی مین نے
[illegible] وقت کامل لطف اُٹہاؤن جسپر کامیاب ہونے کے لیے

مین نے جعفر کو بلایا تھا لیکن مین نہین جانتا کہ تمہارے یہ خلاف ہو اگر تمہاری مرضی نہین ہے تو مین بھی ایسے امر کے کرنے پر تمکو مجبور نہین کرسکتا جو شریعت کے کسی قدر خلاف ہے خیر جعفر آیا ہے چلا جائے گا تم کیون جاتی ہو "

عباسہ "نہین اپنے دل مین وہ برا مانین گے اور یہ بھی کسی قدر بیموقع "

ہارون رشید "نہین کچھہ بیموقع نہین ۔ وہ اس قسم کے آدمی نہین ہین ۔ یا ایسا ہی ہے تو مین خود جاکر انُ سے مل لون گا "

عباسہ "تو اسکی ضرورت ہی کیا ہے ۔ آپ کیون تکلیف فرمائین ۔ میرے پاؤن مین کچھہ مہندی تو لگی نہین ہے جو چھوٹ جائے گی ۔ یا مین ہین کسی دوسرے کرے مین چلی جاؤن گی آپ اونکو یہان بلا لیجئے گا "

ہارون رشید "یا تم اپنا چہرہ نقاب سے نہ چھپا لو ۔ وہ ذری دیر بیٹھہ کر چلے جائین گے اس مین تو کوئی ہرج کی بات نہین ۔ آخر ان کے بھائی باپ محل مین سب کے سامنے آتے جاتے تھے کہ نہین ؟ "

عباسہ ۔ (اپنے دل مین) گویا بڑا اچھا کام کرتے ہین ۔ کیا غضب کی بات ہے نقاب کی وجہ سے اگر مجکو کسی نے نہ دیکھا تو مین تو اسکو دیکھہ سکون گی ۔ مگر خدا جانے آج بھائی جان کو کیا ہو گیا ہے کسی طرح مانتے ہی نہین اب اگر زیادہ حجت کرتی ہون تو ایسا نہ ہو کہین برا مانین ۔ ان کو میرے ساتھہ محبت ہے مگر پھر بھی سلطنت کا غرا برا ہوتا ہے (ہارون رشید سے) بہتر ہے جو آپ فرمائین (اپنی حبشی دوستون کیطرف دیکھکر) لاؤ نقاب لاؤ "

حکم ہوتے ہی نقاب لایا گیا اور اوس گورے گورے چہرے پر اسکو جگہہ دی گئی جسکو دیکھتے ہی دیکھتے تاب نظارہ نہ لانے والی نظرین بیخودی سے جھککر نقاب کا کام دیتی ہین جعفر کو آنے کی اجازت ملی اور اسکو دور ہی سے آتے دیکھکر عباسہ شرم وحیا سے ذرا سی تیوری چڑھاکر بیٹھہ گئی جعفر نے آتے ہی آداب وتسلیمات عرض کیا اور پھر بادشاہ کے پاس ایک نقاب پوش عورت کو دیکھکر کچھہ رکا ۔

ہارون رشید "آئیے آئیے ۔ بسم اللہ ۔ ٹھٹکتے کیون ہین ۔ کچھہ اندیشے کی بات نہین ہے ۔ آئیے "

جعفر نے یہ سنتے ہی آگے قدم بڑھایا۔ سب اہل انجمن آداب و مجرا بجالائے مگر ایک عباسہ تھی کہ جسکو شرم و حیا نے اپنی جگہ سے جنبش کرنے کی بھی اجازت نہین دی۔ جعفر نے گو بپاس ادب علیحدہ بیٹھنا چاہا مگر بادشاہ نے بہت اصرار کے ساتھ اپنے برابر بیٹھنے پر مجبور کیا۔

اُسدن تو جعفر کی شکل اور صورت کو ایسکا درباری لباس اپنے دامن مین کچھہ اسطرح سے چھپائے ہوئے تھا کہ ایسکی عظمت و جلال کے مارے نظر کو اچھی طرح سے دیکھنے کا یارا ہوتا مگر ہان آج اسوقت کا پُر تکلف اور بے تکلفی کا لباس آئینہ بنا ہوا اسکے حسن و جمال کو اچھی طرح دکھا رہا ہے۔ رنگ چہرے سے ٹپکا پڑتا ہے اور دیکھنے والی نظر بیقابو ہو کر آنکھہ سے گری پڑتی ہے سر سے پانو تک خدا کی قدرت ہی قدرت نظر آتی ہے بیساختہ زبان سے صلِّ علیٰ نکلا جاتا ہے اور کبھی یہ خیال نہین گذر سکتا کہ اسکو جوش جوانی مین بھری ہوئی کوئی عورت دیکھے اور اوسکا پاک سے پاک سینہ ہی تلملا کر دبی زبان سے اسکے کانون مین کچھہ کہہ نہ دے۔

کھانا ہو رہا ہے اور نشست کا طریقہ اس طرح پر واقع ہے کہ ہارون رشید بیچ مین رونق افروز ہے۔ داہنی طرف عباسہ جلوہ آرا ہے بائین جانب جعفر ہے جو بادشاہ کی طرف رخ کیے دوزانو بیٹھا ہوا ہے اور یہ باتین ہو رہی ہین۔

ہارون رشید۔ (محبت کے لہجے مین) معاف کیجیے گا اسوقت بیوقت آپ کو تکلیف دی گئی۔

جعفر (ہاتھہ جوڑ کر) نہین حضور عالی تکلیف کیسی عین راحت۔ آپکے حکم کی تعمیل مین مجکو کبھی تکلیف ہو سکتی ہے! خیر ہے کیا حکم ہوتا ہے؟

ہارون رشید۔ نہین کوئی کام نہین ہے آج کی صحبت کسی قدر اچھی تھی میرے دل نے نہین مانا کہ تنہا لطف اوٹھاؤن آپ کو بھی بلا لیا۔

جعفر (سر و قد کھڑا ہو کر) آداب بجالاتا ہون (اپنی جگہ پر بیٹھکر) اللہ تعالےٰ حضور کو اسی طرح بادولت و اقبال ہمیشہ عیش و عشرت مین رکھے۔ یہ حضور کی بندہ نوازی اور عزت افزائی تھی جو ایسی خاص صحبتون مین شریک فرمایا ورنہ کجا مین اور کجا یہ صحبتین۔



ہارون رشید "تو اچھی طرح بے تکلفی کے ساتھہ آرام سے بیٹھیے"

جعفر "جی ہان - مین بہت آرام سے بیٹھا ہون"

اِس قدر گفتگو کے بعد ہارون رشید کے اشارے سے پہر ساز چھیڑا گیا - ناچ شروع ہوا خوش گلو کنیزین الاپنے لگین اور اونکی سریلی اور پاٹ دار آوازین مستی کے عالم مین اودہر اودہر در و دیوار سے ٹکرا کہا کہا کر سارے مکان مین گونج اُٹھین سب پر ایک کیفیت طاری ہوگئی - جلنے والی شمعین وجد مین آ آ کر جہومنے لگین اور اُنکے عاشق زار پروانے اِن کی یہ مستانہ حرکتین دیکھہ دیکھہ ایک بیخودی کے ساتھہ فرش پر ناچنے اور لوٹنے لگے -

یہ بیخودی کا اثر یہین تک محدود نہ تہا بلکہ اِن کی پاٹ دار آوازین دیوارون سے رو کے رُکتی بہی نہ تہین اور اُن کا بیخود کر دینے والے اثر کا عمل اِس شبستان سے باہر بہی اچھی طرح بیٹھا ہوا تہا - ہوا بندہ گئی تہی اور اِسنے اِن دلکش صداؤن کے سننے کے لیے ایک سکوت کے ساتھہ اپنے کان لگائے تہے سناٹا برپا تہا - ستارے آسمان سے تاک جہانک رہے تہے اور بزم فلک کی زیب و زینت دینے والی زہرہ جو ابہی تک آسمانی رنگ کے نیلے نیلے نقاب مین منہ چہپائے ہوئے تہی اب آسمان پر نکل کر کان لگائے سُن رہی ہے دیکہیے اِسکے وہ کان کے جہمکے تک بہی نظر آ رہے ہین - وہ جگنو بے مذاق لوگ عقد ثریا عقد پروین کہتے ہین - چاندنی کسی حسن پرست کی للچائی ہوئی نظر کی طرح بیخود ہو ہو کر آسمان سے زمین پر گرتی ہے مگر یہان کسکی مجال ہے جو اندر قدم بہی رکہہ سکے یہان خود اہل انجمن کی آنکہین تو اچھی طرح اُٹھتی نہین - ایک طرف شرم و حیا سے بہائی ہوئی عباسہ آنکہین نیچے کیے بیٹھی ہے اور یہ باتین اپنے دل سے کر رہی ہے "خدا کی قسم بہائی جان نے آج بڑا غضب کیا - میری بالکل بے پردگی کی - اب ایسی ہی محبت کیا ایک غیر شخص کو میرے سامنے بٹہا دیا - معلوم ہوتا ہے آج بہت پی گئے ہین یہین کہتی ہون دشمنون کے دماغ مین کہین خلل تو نہین آگیا - اِن کو یہ بہی خیال نہین کہ لوگ سنین گے تو کیا کہین گے - ہاے جعفر اپنے دل مین کیا کہتا ہوگا! ہین مجہکو دیکہتا تو نہین ہے! اللہ دیکہون تو سہی - زدزدیدہ نظر سے جعفر کی طرف دیکہہ کر ہم نہین دیکہتا نہین ہے حقیقت مین

جعفر نے یہ سنتے ہی آگے قدم بڑھایا۔ سب اہل انجمن آداب و مجرا بجالائے مگر ایک عباسہ
تھی کہ جسکو شرم و حیا نے اپنی جگہ سے جنبش کرنے کی بھی اجازت نہین دی۔ جعفر نے
گو بپاس ادب علٰحدہ بیٹھنا چاہا مگر بادشاہ نے بہت اصرار کے ساتھ اپنے برابر
بیٹھنے پر مجبور کیا۔

اُسدن تو جعفر کی شکل اور صورت کو اسکا درباری لباس اپنے دامن مین کچھہ اسطرح سے
چھپائے ہوئے تھا کہ اسکی عظمت و جلال کے مارے نظر کو اچھی طرح سے دیکھنے کا یارا نہوتا
مگر ہان آج اسوقت کا پُرتکلف اور بے تکلفی کا لباس آئینہ بنا ہوا اسکے حسن و جمال کو
اچھی طرح دکھا رہا ہے۔ رنگ چہرے سے ٹپکا پڑتا ہے اور دیکھنے والی نظر بیقابو ہو کر آنکھہ سے
گری پڑتی ہے سر سے پانو تک خدا کی قدرت ہی قدرت نظر آتی ہے بیساختہ زبان
سے صل علی نکلا جاتا ہے اور کبھی یہ خیال نہین گذر سکتا کہ اسکو جوش جوانی مین بھری
ہوئی کوئی عورت دیکھے اور اوسکا پاک سے پاک دل بھی للچا کر دبی زبان سے اسکے کانون
مین کچھہ کہہ نہ دے۔

دکانا ہو رہا ہے اور نشست کا طریقہ اس طرح پر واقع ہے کہ ہارون رشید بیچ مین رونق افروز
ہے۔ داہنی طرف عباسہ جلوہ آرا ہے بائین جانب جعفر ہے جو بادشاہ کی طرف رُخ کیے دوزانو
بیٹھا ہوا ہے اور یہ باتین ہو رہی ہین۔

ہارون رشید۔ (محبت کے لہجے مین) معاف کیجیے گا اسوقت بیوقت آپ کو
تکلیف دی گئی۔

جعفر (ہاتھہ جوڑ کر) نہین حضور عالی تکلیف کیسی عین راحت۔ آپکے حکم کی تعمیل مین مجکو کبھی
تکلیف ہو سکتی ہے! خیر ہے کیا حکم ہوتا ہے؟

ہارون رشید۔ نہین کوئی کام نہین ہے آج کی صحبت کسی قدر اچھی تھی میرے دل نے
نہین مانا کہ تنہا لطف اوٹھاؤن آپ کو بھی بلا لیا۔

جعفر (سرو قد کھڑا ہو کر) آداب بجالاتا ہون (اپنی جگہ پر بیٹھکر) اللہ تعالے
حضور کو اسی طرح بادولت و اقبال ہمیشہ عیش و عشرت مین رکھے۔ یہ حضور کی
بندہ نوازی اور عزت افزائی تھی جو ایسی خاص صحبتون مین شریک فرمایا ورنہ کجا
مین اور کجا یہ صحبتین۔



ہارون رشید "تو اچھی طرح بے تکلفی کے ساتھہ آرام سے بیٹھیے"

جعفر "جی ہان - مین بہت آرام سے بیٹھا ہون"

اِس قدر گفتگو کے بعد ہارون رشید کے اشارے سے پھر ساز چھیڑا گیا - ناچ شروع ہوا خوش گلو کنیزین الاپنے لگین اور اونکی سریلی اور پاٹ دار آوازین مستی کے عالم مین ادہر اودہر درودیوار سے ٹکرا ٹکرا کر سارے مکان مین گونج اُٹھین - سب پر ایک کیفیت طاری ہوگئی - جلنے والی شمعین وجد مین آ آکر جہومنے لگین اور انکے عاشق زار پروانے اِن کی یہ مستانہ حرکتین دیکھہ دیکھہ ایک بیخودی کے ساتھہ فرش پر ناچنے اور لوٹنے لگے -

یہ بیخودی کا اثر یہین تک محدود نہ تہا بلکہ اِن کی پاٹ دار آوازین دیوارون کے روکے رُکتی ہی نہ تہین اور اُن کا بیخود کر دینے والے اثر کا عمل اِس شبستان سے باہر بہی اچھی طرح بیٹھا ہوا تہا - ہوا بندہ گئی تہی اور راستے اِن دلکش صداؤن کے سننے کے لیے ایک سکوت کے ساتھہ اپنے کان لگائے تہے سناٹا برپا تہا - ستارے آسمان سے تاک جہانک رہے تہے اور بزم فلک کی زیب و زینت دینے والی زہرہ ابہی تک آسمانی رنگ کے نیلے نیلے نقاب مین منہ چہپائے ہوئے تہی اب آسمان پر نکل کر کان لگائے سُن رہی ہے دیکہیے اسکے وہ کان کے جہمکے تک ہی نظر آرہے ہین - وہ جگنو بے مذاق لوگ عقد ثریا عقد پروین کہتے ہین - چاندنی کسی حسن پرست کی للچائی ہوئی نظر کی طرح بیخود ہو ہو کر آسمان سے زمین پر گرتی ہے مگر یہان کسکی مجال ہے جو اندر قدم بہی رکہہ سکے یہان خود اہل انجمن کی آنکہین تو اچھی طرح اُٹہتی نہین - ایک طرف شرم و حیا سے لجائی ہوئی عباسہ آنکہین نیچے کیے بیٹہی ہے اور یہ باتین اپنے دل سے کر رہی ہے "خدا کی قسم بہائی جان نے آج بڑا غضب کیا - میری بالکل بے پردگی کی - اب ایسی ہی محبت کیا ایک غیر شخص کو میرے سامنے بٹہادیا معلوم ہوتا ہے آج بہت پی گئے ہین مین کہتی ہوئی دشمنون کے دماغ مین کہین خلل تو نہین آگیا - اِن کو یہ بہی خیال نہین کہ لوگ سنین گے تو کیا کہین گے - ہائے جعفر اپنے دل مین کیا کہتا ہوگا! نہین مجہکو دیکہتا تو نہین ہے! لاؤ دیکہون تو سہی - زدزدیدہ نظر سے جعفر کی طرف دیکہہ کر ہم نہین دیکہتا نہین ہے حقیقت مین

بہت اچھا آدمی ہے بیچارہ سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہے آنکھ اُٹھا کر کسی طرف دیکھتا بھی نہیں۔ شریف آدمی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ وہ اچھے آدمی کا کیا کہنا اسی وجہ سے بھائی جان کو ان سے بہت محبت ہے" اور دوسری طرف جعفر سر جھکائے ہوئے اپنے دل سے یہ باتیں کر رہا ہے "یہ نقاب پوش کون عورت ہے؟ لباس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شاہی خاندان میں سے ہے اور اگر شاہی خاندان سے نہ ہوتی تو بادشاہ کے پاس کس طرح بیٹھ سکتی۔ بیشک شاہی خاندان سے ہے۔ اسی وجہ سے میری تعظیم کے لئے سرکی بھی نہیں۔ پھر کون ہے؟ ملکہ عالیہ زبیدہ ہونگی۔ اور ایسے عیش و عشرت کے جلسہ میں اور کون شریک ہو سکتا ہے یا حضور کی بہن صاحبہ ہونگی اون سے بھی تو بے انتہا محبت ہے لیکن ان دونوں میں سے یا شاہی خاندان میں سے اگر کوئی ہوتا تو بادشاہ سلامت اس طرح کبھی مجکو نہ بلا لیتے (خود ہی) تو کوئی محبوبہ کنیز ہوگی جو اسطرح کا قیمتی لباس پہنے بیٹھی ہے دیکھوں تو کون ہے۔ اگر کوئی کنیز ہوگی تو یقیناً میں پہچان لونگا (جلدی سے ایک مرتبہ دیکھکر) اوہوں نقاب کی وجہ سے کچھ نہیں معلوم ہوتا ہے مگر ہے کوئی حسین عورت۔ آپ دیکھتے ہیں اس کے حسن عالم سوز کی جھلکیاں نقاب کے روکے رکتی ہی نہیں ہیں۔ لیکن حال ہیں تو اور ہی کنیز خریدی بھی نہیں گئی ہے ورنہ مجکو ضرور معلوم ہوتا اور یہ کیا ممکن تھا کہ بادشاہ سلامت مجکو تعظیم کے ساتھہ لیتے اور وہ اپنی جگہ سے سرکتی بھی نہیں۔ کبھی نہیں ممکن تھا۔ تو پھر وہی ملکۂ عالیہ یا شاہزادی عباسہ ہی ہوں گی۔ لیکن اگر وہ ہوئیں تو مجھسے اور بھی خطا ہوئی کہ میں نے انکے آداب و لحاظ کو فرو گذاشت کیا۔ لیکن اس میں میری کیا خطا کچھ مجکو علم غیب تو ہے نہیں"

اِن خیالات نے اس کو کچھہ ایسا اُلجھاوے میں ڈالدیا ہے کہ کسی بات پر اسکی رائے قائم نہیں ہوتی۔ نہ تو بادشاہ سے کچھہ پوچھتے ہی بنتا ہے اور نہ یہ خیالات ہی اس کو اس امر کا موقع دیتے ہیں کہ وہ ان سے قطع نظر کرکے اپنی طبیعت کو دوسری طرف متوجہ کرے۔ اسی کے ساتھہ بعض بعض اوقات یہ خیال بھی آجاتا ہے کہ "بادشاہ میرے یہ سکوت کی

یہ حالت دیکھہ دیکھہ کر اپنے دل مین کیا کہتا ہوگا!! اوسنے تو کس محبت سے
اپنی دلچسپی کے لیے مجکو بلایا اور مین اس طرح بت بنا بیٹھا ہون یہی ایک ایسا
مجبور کر دینے والا خیال ہے کہ جو گانے والی کنیزون کی دلکش آوازون کے ساتھ
مل ملاکر اسکی حیرت زدہ طبیعت کو متنبہ کر دیتا ہے اور یہ چونک کر موقع موقع سے
اونکے گانے کی تعریف بھی کر کے اُن کے حوصلون کو بڑہا دیتا ہے - گو یہ لطف خیز
صحبت اپنی خوبی کی حیثیت سے دونون کو ایک ہنسا دینے والی چیز تھی مگر افسوس
ہے کہ اِسکا دل خوش کن اثر اسوجہ سے مطلقاً عباسہ پر نہین پڑتا تھا کہ ایک غیر محرم
شخص کے سامنے اسوقت وہ جبراً بٹھائی گئی ہے - حیا شرم - طیش غضب اور
پھر اوسکی مجبوری یہ سب بطرح اسکے نازک دل کو ستا رہے ہین اور وہ غصے سے کچھ
ایسی بگڑی بیٹھی ہے کہ آنکھ اُٹھا کر یہ بھی نہین دیکھتی کہ یہان کیا ہو رہا ہے بعض بعض اوقات
غصے کے ہاتھون سے مجبور ہو کر یہان سے چلے جانے کا قصد کرتی ہے مگر جسوقت
جعفر پہ اسکی نظر پڑ جاتی ہے تو خدا جانے جعفر کی دلکش صورت زبان شوق بنکر اسکی شرمیلی
نگاہون کے کان مین کیا کہدیتی ہے کہ یہ زانو بدل بدل کر رہجاتی ہے - پھر کچھہ قصد کرتی ہے
اور پھر وہی معاملہ پیش آجاتا ہے اور پھر کچھہ اسیطرح حیرت زدہ ہو کر رہجاتی ہے کہ گویا کسی مشکل بات
کو وہ سمجھنا چاہتی ہے مگر کچھہ سمجھہ مین نہین آتی - اور ذہن مین آتی تو کسطرح! وہ اس مزے
سے واقف ہی نہ تھی کہ ہے یہ کیا!! -

اصل یہ بات تھی کہ جعفر کا خداداد حسن اسکے بھولے بھالے دل کے ساتھہ آج اسوقت پہلے پہل
بیطرح لگاوٹین کر رہا تھا مگر چونکہ اِس سے پہلے آج تک اسکو کبھی اس قسم کا اتفاق نہین پڑا تھا
اسوجہ سے وہ نہین جان سکتی تھی کہ پردے ہی پردے مین یہ کیا ہو رہا ہے -
اِس حالت نے تھوڑی ہی دیر مین گو اسقدر ترقی کی کہ اوسکا بڑہا ہوا غصہ بھی اس کو دیکھہ
دیکھہ کر دم بخود ہو کر رہا لیکن پھر بھی اسکا اثر اسوقت تک بجز اسکے اور کچھہ نہ تھا کہ عباسہ
کی شرمگین آنکھین بعض بعض اوقات نقاب کی آڑ سے مژہ کی پڑی ہوئی چلمن اُٹھا
اُٹھا کر جعفر کو دیکھہ لے - یا اسوقت تک یہان بیٹھی رہے جب تک یہ صحبت
برخاست نہو -

گو عباسہ کے لیے بے انتہا حجاب و شرم اور جعفر کے بڑہے ہوئے ادب لحاظ نے محفل مین

کچھ آپ ہی آپ اپنے دل سے

سنبھل سنبھل کے بگڑتا ہے کچھ دل بیتاب

الٰہی آج یہ صدمہ ہے جان پر کیسا

پچھلا پہر ہے۔ سناٹا ہے اور رات کی سیاہی حرمان نصیبون کی تیرہ بختی یا شبہاے فراق کی تاریکی کی طرح ہر طرف چھائی ہوئی ہے۔ آفتاب کو تو مدتین ہوئین کہ وہ دن بھر کا سفر کر کے مسافرون کی طرح شام کو منزل پر پہونچکر آرام کرنے کے لیے کسی اور سرا ے مین ٹھہر رہا تھا مگر خدا جانے شب زندہ دار ماہتاب کو کیا ہوا ہے کہ اسکا بھی اسوقت کہین پتہ نہین۔ شاید اوسکی بھی آنکھ کسی آسمانی ماہ پیکر زہرہ جبین سے لگ گئی جسپر وہ مدتون سے اپنی للچائی ہوئی نظر سے ڈورے ڈال رہا تھا جو آج نکلے ہوے گریبان کی طرح کسی طرف نکل گیا یا یاس و ناامیدی سے کسی گوشۂ تنہائی مین اسطرح چھپکر بیٹھ رہا کہ کہین ڈھونڈے نہین ملتا۔ ہان ستارے تو ضرور ہین جو ہجران نصیب عشاق کی کھلی ہوئی آنکھون کی طرح ابھی آسمان پر چھٹکے ہوے نظر آتے ہین لیکن انپر بھی اسوقت اسیطرح اوداسی چھائی ہوئی ہے جس طرح سے اُن باسی پھولون پر پائی جاتی ہے جو رات بھر سونے مین کسی بدمست حسین کی کروٹون مین مل گجل کر بالکل مرجھا گیے ہون جنگل۔ پہاڑ اور میدانون کے سناٹے کا تذکرہ ہی کیا ہے۔ آباد سے آباد مقامات بھی اسوقت شہر خموشان کا حکم رکھتے ہین دور کیون جائیے گا بغداد ہی کو نہ دیکھ لیجیے۔ اسوقت اسکی کیا حالت ہو رہی ہے! ہر در و دیوار سے دہشت برس رہی ہے سڑکین بے رونق پڑی ہین بازار سنسان ہین۔ کوئی کہین آتا جاتا نظر نہین آتا اور نہ کسی طرف سے کوئی آواز کانون مین آتی ہے۔ اور کچھ عجب اتفاق کی بات ہے کہ نہ تو ابھی صبح کا تارا کہین آسمان پر نمودار ہوا ہے نہ مرغان سحر کی نواسنجیان شروع ہوئی ہین اور نہ ابھی وے ساتھ چوکیدارون کی وہ ہیبت ناک آوازین کسی طرف سنائی پڑتی ہین جو عموماً راتون مین سونے والون کو جگا دیا کرتی ہین۔

خیر بغداد تو بغداد خود ایوان خلافت ہی پر اسوقت کیسا سکوت برس رہا ہے دیکھیے وہ شبستان عشرت جو ابھی تھوڑی دیر پہلے پرستان بنا ہوا تھا۔ جس مین

ساز چھڑ رہا تھا ہنسی ہو رہی تھی قہقہے اُڑ رہے تھے ۔ ناچ رنگ ہو رہا تھا اور خوش گلو کنیزیں آلاپ رہی تھیں وہ اسوقت ایک ایسا سنسان مقام بنا ہوا ہے کہ جلدی پہچانا بھی نہیں جاتا ۔ نہ وہ جلسہ ہے نہ وہ صحبت اور نہ کہیں وہ پہلا سا سمان نظر آتا ہے ۔ دس پندرہ قدم چل کر اس سامنے والی کوٹھی کو بھی ایک نظر دیکھ لیجیے جس میں آغاز شب کو عباسہ بیٹھی ہوئی لحن داؤدی کے ساتھ کلام مجید کی تلاوت کر رہی تھی اسپر بھی ویسا ہی سناٹا اور سکوت چھایا ہوا ہے جسکا یہ وقت مقتضی ہے ۔ دروازے بند ہیں پردے پڑے ہوئے ہیں اور پہرے والیاں سبزہ خوابیدہ کی طرح ادھر اُدھر پڑی سو رہی ہیں ۔ خواب کا پر اثر جادو جو عموماً راتوں کو خوب چلتا ہے سب کو بیہوش کیے ہوئے ہے اور کوئی کروٹ نہیں لیتا ۔ شام کے اعتبار سے روشنی بھی عموماً کم باقی رہی ہے ۔ ہاں شام سے جلتی ہوئی ایک شمع ہے جو ابھی تک روشن ہے جسکے آس پاس بے پر و بال پروانوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے مگر وہ بھی شب فراق کے صدمے اُٹھائے ہوئے بیچاں عشاق کی طرح کوئی دم میں اب دم توڑا چاہتی ہے اور کسی طرف سے کسی قسم کی آہٹ نہیں ہوتی ہاں رہ رہ کر اگر کوئی آواز کانوں میں آجاتی ہے تو وہ وہی خراٹے ہوتے ہیں جو ڈوبی ہوئی نیندوں میں آلات تنفس کی بے اختیاری کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں مگر نہیں دیکھو اس پلنگ پر تو کوئی پڑا جاگتا ہے ! کسی نے کروٹ لی !! کون ہے ۔ شاہزادی عباسہ ہوگی ۔ کیوں ؟ ہاں ہاں وہی ہوگی اُسی کی تو یہ کوٹھی ہے ۔ مگر اسنے یہ کروٹ کیوں لی ! ہاں نازک بدن بہت ہے ایک طرف کا پہلو دیر سے پڑے پڑے دکھنے لگا کروٹ لے لی ہوگی مگر جوانی کی نیندیں تو غضب کی ہوتی ہیں ۔ اور دیکھیے پھر اسطرف سے اسطرف پہلو بدلا ۔ معلوم ہوتا ہے ۔ شاید اسوقت سوتی نہیں ہے ورنہ یہ بار بار پہلو بدلنا کیا معنی بیشک آرام نہیں کرتی ہے ۔ سُنیے کسیکو پکارتی بھی ہے وہ پکاری ۔ کوئی ہے سوسن نرگس نسترن ۔ بھئی اللہ میرا تو اکیلے جی گھبراتا ہے اور یہ کمبختیں بولتی نہیں ۔ ایک سرے سے سبکو سانپ سونگھ گیا (مُنہ کھول کر) اے ہے توبہ کیسی بھیانک رات ہے ۔ رونگٹیں کھڑے ہوئے جاتے ہیں (پھر مُنہ چھپا کر) سوسن سوسن ۔ اے سوسن !!

ایک عورت (چونک کر) ”جی حضور ——— اون ——— ” اور پھر سو گئی

عباسہ ۔ توبہ! کیا بُری نیند ہے کمبخت نے جواب بھی دیا اور پھر سو گئی ارے سوسن!"

وہی عورت (ہوشیار ہوکر) "وہ آتی ہون ۔ حاضر ہوئی حضور!"

اس کا نام سوسن ہے اور یہ شہزادی کی خواصون مین سے بہت ذی شعور اور نہایت ہی مقرب ہے اور شہزادی اسکو بڑی بہت رکھتی ہے ۔ یہ آنکھین ملتی ہوئی آئی اور پلنگ کے پاس پہونچکر ادب سے کھڑی ہو رہی

عباسہ (آہٹ پاکر) سوسن؟"

سوسن ۔ جی حضور ۔ حاضر ہون!"

عباسہ (مُنہ کھول کر) توبہ سوسن ۔ تم تو اب بڑی سونے والی ہو گئی ہو ۔ کوئی اسطرح بیخبر ہوکر سوتا ہے پکارتے پکارتے اسوقت مین پریشان ہو گئی اور تو کچھ نہین معاذاللہ"

سوسن ۔ (ادب سے سر جھکا کر) جی حضور رات بھر کی جگی ہوتی تھی ۔ پڑتے ہی غافل ہوکر سو گئی ۔ ابھی تو میری آنکھ لگی تھی ۔ کیون اسوقت حضور عالی خلاف معمول کسطرح بیدار ہو گئین شب بخیر مزاج تو اچھا ہے؟"

عباسہ ۔ ہان ہون تو اچھی مگر سوسن مین نے ابھی ایک ایسا پریشان خواب دیکھا ہے کہ میرے حواس بجا نہین ہین"

سوسن ۔ (گھبراہٹ کے لہجے مین) الٰہی خیر ۔ الٰہی خیر ۔ کیا حضور نے دیکھا؟ ذری مین بھی سنتی"

عباسہ ۔ کیا بتاؤن ۔ مین ابھی سو رہی تھی خواب مین دیکھتی کیا ہون گویا شبستان عشرت ہے ۔ بھائی جان ہین اور مین بھی بیٹھی ہون کہ کسی طرف سے ایک تیر میرے پہلو پر آکر لگا ۔ بس اس خواب کے دیکھتے ہی کچھ ایسی دل مین الجھن ہوئی کہ آنکھ کھل گئی ۔ اب اسوقت سے لاکھ لاکھ کوششین کرتی ہون کہ کسیطرح ذرا سو جاؤن مگر کسی طرح نیند نہین آتی"

سوسن ۔ اے بیوی حضور آپ آرام ہی فرمائین ۔ یہ خواب و خیال کی باتین ہین ۔ ان کا کوئی خیال کرتا ہے! شام کو شبستان عشرت مین اس مضمون کا کوئی شعر سنا ہوگا بس وہی خیال دل مین رہا"

عباسہ ۔ ہان شاید یہی ہو ۔ مگر نیند تو مجکو نہین آتی ۔ مین کیا کرون ۔ ارے رات اب کسقدر باقی ہوگی؟"

سوسن (گھڑی کی طرف دیکھ کر) ابھی تو چار بھی نہین بجے ہین - دو گھنٹے رات ہوگی ابھی تو حضور نے آرام فرمایا ہے - دیر ہی کیا ہوئی ہے آپ اِن خواب و خیال کی باتون مین پڑیے بس آنکھین بند کر کے سو جائیے "

عباسہ " نہین مجکو نیند نہین آتی - مین ابھی نہین سوؤن گی - تم میرے پاس بیٹھو - اکیلے میرا جی گھبراتا ہے "

سوسن قریب بیٹھ کر پاؤن دابنے لگی اور عباسہ نے کچھ ادہر اودہر کی باتین کر کے پھر وہی خواب کا ذکر چھیڑا " کیون سوسن! یہ کیسا خواب تھا - آخر کچھ تمھارے ذہن مین بھی آتا ہے؟ "

سوسن " اے ہے بیوی توبہ - آپ کو بھی تو بس ایک بات کا گھو ٹوان ہو جاتا ہے - خواب کا خیال ہی کیا - وہی شبستان عشرت کی صحبت کا سوتے مین بھی خیال رہا اور کچھ نہین "

عباسہ " ہان تم سچ کہتی ہو - وہی رات کا سمان خواب مین بھی نظر آیا اور کچھ نہین - مگر سوسن! خدا کی قسم رات مین غیرت کے مارے کٹ کٹ گئی - مجکو بھائی جان نے جعفر کے سامنے کر دیا - توبہ! بڑا ہی غضب ہو گیا کیون سوسن جعفر اپنے دل مین کیا کہتا ہوگا؟ "

سوسن " کہتے کیا ہونگے - اُنھون نے تو آپ کو دیکھ بھی نہین پایا - آپ تو نقاب ڈالے ہوئے تھین "

عباسہ " ہان انھون نے میری صورت تو بیشک نہین دیکھہ پائی ہوگی مگر یہ تو ضرور معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ عباسہ بیٹھی ہے - حقیقت مین بہت اچھا آدمی ہے - بیچارے نے سر اوٹھا کر دیکھا بھی نہین کہ کون بیٹھا ہے کون نہین - ایسے شرم و لحاظ کے بھی آدمی کم ہونگے "

سوسن - ہان حضور بجا فرماتی ہین مین بھی اسوقت علیحدہ کھڑی دیکھ رہی تھی اونکی جھکی ہوئی آنکھین کسیطرح اوپر اوٹھتی ہی نتھین - یہ سب حضور عالی کا بڑا رعب داب تھا - کیا آپ کی طرف دیکھنا کچھ ہنسی ٹھٹھا ہے! "

عباسہ - (کسی قدر خشونت کے ساتھ) نہین - رعب داب کی بات نہین - وہ

اس قسم کے آدمی نہیں معلوم ہوتے کہ کسی غیر محرم عورت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھیں مزاج میں شرم بہت ہے - اور سن بھی تو کچھ نہیں معلوم ہوتا کیوں سوسن ؟"

سوسن "جی ہاں بیوی ابھی اُنکا سن ہی کیا ہے - کوئی بیس پچیس برس کے ہوں تو ہوں"

عباسہ "ہاں اور کیا - اس سے زیادہ تو کسی طرح نہونگے - مگر اس سن پر بھی ماشاء اللہ کیسی عقل پائی ہے - دن میں تمنے دیکھا - کس طرح سے بھائی جان کی جان بچائی - واہ !"

سوسن - جی ہاں اگر ایسے لائق فائق نہوتے تو بادشاہ سلامت سلطنت کا سب کام کسطرح انکے اعتبار پر چھوڑ دیتے "

عباسہ "اور ان سب باتوں کے ساتھ شکل بھی کچھ بُری نہیں ہے کیوں - ؟"

سوسن "بُری نہیں ! بیوی اس شکل وشمائل کا آدمی ہونا مشکل ہے حضور فرماتی کیا ہیں - چہرا کیا ہے - چاند ہے چاند - چودھویں رات کا "

یہی باتیں ہورہی تھیں کہ گھڑی نے ٹن ٹن چار بجائے اور سوسن نے کہا "دیکھیے شاہزادی صاحب اب چار بجے - آپ اب تھوڑی دیر آرام فرمالیں "

عباسہ - (حیرت کے لہجے میں) اوہ اب چار بجے ! آج کی رات بھی پہاڑ ہوگئی ہے کمبخت نیند بھی کسی طرح نہیں آتی - اچھا اب میں سوتے رہتی ہوں "

یہ کہہ کر چپ ہو رہی مُنہ چھپا لیا اور آنکھیں بند کرکے سونے کا قصد کیا - بہت چاہا کہ نیند آجائے لیکن نیند کا کہیں پتا نہ تھا - تھوڑی دیر تک تو اسی طرح خاموش پڑی رہی مگر پھر دل گھبرایا اور یہ باتیں اپنے دل سے شروع ہوئیں - آج کی طرح کل پھر بھائی جان مجکو جعفر کے سامنے بیٹھنے پر مجبور کرینگے مگر اب میں کبھی ایسے وقت وہاں جاؤں گی نہیں جب جعفر وہاں بیٹھے ہوں - کوئی بہانہ کردوں گی - کیوں ؟ لیکن ہاں اس میں ہرج ہی کیا ہے - نقاب تو مُنہ پر ڈالے ہوں گی - اور ایسے پاک نفس مرد کے سامنے بیٹھی بھی رہوں گی تو کیا ہرج کی بات ہے پردہ تو اپنے دل سے چاہیے - مگر خدا کی قسم آج اسوقت جعفر کا سر جھکا کر بیٹھنے کا انداز کبھی نہ بھولے گا - اب اگر تھوڑی دیر

سو رہتی تو اچھا تھا لیکن نیند کیون آنے لگی (تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد) اونہون تو بڑا چکمہ - اُسنے تو آج آنے کی قسم کھائی ہے مگر اس مین شک نہین جعفر ہے بڑا عقلمند شخص - اُسنے کس دانائی سے کل دن مین بھائی جان کی جان بچائی ورنہ وہ کمبخت منجم اگر قتل نہ کیا جاتا تو خدا جانے دشمنون کی جان پر کیا بنجاتی (تھوڑی دیر کے بعد) لیکن عباسہ خدا جانے آج یہ کیا معاملہ ہے کہ رہ رہ کر مجکو جعفر کا خیال آجاتا ہے - ہان شاید اسکی وجہ یہی ہوگی کہ خلاف معمول آج اسکے سامنے مین جبراً بٹھائی گئی (تھوڑی دیر خاموش ہوکر) اور خیال تو خیال آج ایک اور نئی بات بھی دیکھتی ہون مگر خدا کرے غلط ہو - آج اپنے دل مین جعفر کی کچھہ محبت بھی پاتی ہون - یہ کیا بات ہے اگر چُپ (دانت کے نیچے انگلی دباکر) ہا - یہ جو کوئی سُنیگا تو کیا کہے گا - غیر مرد کی عورت ذات کو محبت کیسی ! این !! توبہ !!! خدا جانے آج یہ مجکو کیا ہوگیا ہے یہ کس قسم کی باتین کرتی ہون (خود ہی) مگر نہین - اچھے اور لائق شخص سے ہر شخص کو ایک قسم کی محبت ہوجاتی ہے - اگر مجکو بھی اسطرح کی ہوگئی تو کیا - اسمین بڑی بات کیا ہے - کیون ؟ لیکن نہین مجکو اپنے مُنہ سے ایسی بات کبھی نہین نکالنی چاہیئے کبھی نہین - خلقت تو بدگمانی ہوتی ہے ہر شخص بجاے خود خدا جانے اپنے ذہن مین کیا خیال کرے ''

(عباسہ کی) نیند اسوقت اسکے ہوش و حواس کی طرح اُڑی ہوئی تھی اور وہ چپ بیٹھی ہوئی اپنے دل سے اسی قسم کی باتین کر رہی تھی کہ رات کے قدرتی سکوت اور سناٹے کے برطرف کرنے کے لیے مرغان سحر یکبارگی چلا اُٹھے - مسجدون سے اللہ اکبر کی صدائین آئین اور سونے والے خواب راحت سے بیدار ہوکر حوائج ضروری سے فارغ ہونے لگے - عباسہ بھی پلنگ سے اُٹھی وضو کیا - نماز پڑھی اور پھر کلام مجید کی تلاوت مین مشغول ہوگئی -

جب تک یہ مذہبی مشاغل اسکے دل کو اپنی طرف متوجہ کیے رہے اسوقت تک تو اُسکی طبیعت بہلی رہی لیکن ادن سے فارغ ہوتے ہی پھر وہی خیالات دل مین آ آکر اسکے دل و دماغ کو پریشان کرنے لگے اسکی طبیعت معشوق طبعون کے مزاج کی طرح ساعت بساعت بگڑنے لگی - جعفر کا خیال رہ رہ کر دل مین جگہ کرنے لگا اور یہ

اپنی حالت دیکھہ دیکھہ کر اسطرح اپنے دل سے کہنے لگی وہ عباسہ! آج یہ ماجرا کیا ہے میری طبیعت کو کیا ہوگیا ہے؟ کہین مجکو کمبخت عشق کا روگ تو نہین ہوگیا ہے۔ یہ رہ رہ کر جعفر کا تذکرہ کیسا؟ اَیَن! آخر اس کی وجہ!! بیشک قرائن سے کچہہ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ مین جانتی ہون میری طبیعت کچہہ رنگ لائی۔ آہ! اب مین رات کا خواب سمجہی۔ یہ کہیے یہ جعفر ہی کے عشق کا تیر تہا جو میرے پہلو پر لگا۔ اُف۔ یہ اوسی کی بیچینی تہی۔ مین کہتی تہی یہ خلش کس چیز کی ہے۔ اب معلوم ہوا۔ مگر نہین ایسا نہین ہو سکتا۔ میری طبیعت اس طرح کی نہین ہے۔ اس طرح تہوڑی دیر ایک جگہ بیٹہنے سے کہین عشق ہو جایا کرتے ہین عشق نہ ہوا کہیل ہوا (تہوڑی دیر غور کرکے) مگر نہین دور ہی سے فقط ایک نظر دیکہتے ہی انسان کو عشق ہو جاتا ہے مین تو اونکے سامنے بہت دیر بیٹہی رہی اور بیٹہنے اور دیکہنے پر کیا موقوف ہے فقط سن سُنکر نہین ہو جاتا ہے لیکن اگر ایسا ہوا تو بڑا غضب ہوا اب مین کیا کرون گی! ہائے عشق و محبت کے نام سے تو مین کمبخت کبہی واقف ہی نہ تہی۔ اور بہائی جان غیر محرم شخص کے سامنے بٹہائین! بے پردگی کا اور کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ کوئی شریف آدمی اس طرح اپنی بہو بیٹیون کو غیر شخص کے سامنے کرتا ہے۔ افسوس! مین اوسوقت کسقدر انکار کرتی رہی مگر کون سنتا تہا۔ بیٹہے بٹہائے میری جان عذاب مین پہنسا دی ہائے خداوند یہ کیا ہوا جاتا ہے"

یہ کچہہ ایسے نئے نئے خیالات اور تعجب خیز باتین تہین کہ نہانخانہ باطن سے دیوانخانۂ دماغ تک اور قلب سے زبان تک آتے ہی آتے عباسہ کو ششدر کر گئین۔ اچنبہا سا ہوگیا سناٹا گذر گیا اور یہ آپ ہی آپ اپنی آنکہین نیچی کرکے رہ گئی۔ شرم سے پسینے پسینے ہوگئی اور اسکا پاک اور بہولا دل ایک حیرت کے ساتہہ اسکا مُنہ دیکہکر چپ رہ گیا۔

عباسہ کا دل جو اس قسم کی قیودات سے ابہی بالکل آزاد تہا اس کے لیے کچہہ اور ہی سامان ہونے لگے اور وہ خیال ہی جو ابہی معرض وہم و گمان مین ایک بے اعتنائی سے پڑا ہوا تہا وہ رفتہ رفتہ الیقین کے درجے پر درجہ بدرجہ

ترقی کرنے لگا۔ طرح طرح کے خیالات ذہن مین آنے لگے دل کی حالت اور سے اور ہوئی اور شبستان عشرت مین ہر روز جعفر کے ساتھہ نشست عباسہ کا دل مین عشق و محبت کی چھپی ہوئی آگ کو اشتعالک دینے لگی۔ عباسہ گو خودداری سے اپنی طبیعت کو بہت سنبھال رہی تھی مگر انصاف کی یہ بات ہے کہ آئے ہوئے دل کا روکنا نہایت مشکل کام ہے۔ روز بروز اس کی حالت بگڑنے لگی۔ عشق کے غماز اس کے حرکات سکنات سے ظاہر ہونے لگے۔ چہرے پر زردی ہونٹھوں پر خشکی آئی ہوئی طبیعت کی طرح دوڑ چلی اور بات چیت نشست برخاست مین فرق آنے لگا۔

اب عشق و محبت کا جادو آہستہ آہستہ اپنا پورا اثر کر رہا ہے سہلیان خواصین اس کا حال دیکھہ دیکھہ کر تعجب کر رہی ہین اور یہ اپنے اخفاے راز مین پوری کوشش کر رہی ہے۔

چوتھا باب

آپ نے سنا؟

فلک پردہ بنا اہلِ زمین کی پردہ پوشی کو

مگر اس دشمن جان نے کسی کا عیب کب ڈھانکا

آدہی رات ہے اور چرخ چارم کی وہ قندیل جو ماہوشون کے نورانی چہرے کے بدمقابل بننے کے لیے کاسۂ گدائی لئے کر ہمیشہ آفتاب عالمتاب سے کسب ضیا کرتی رہتی ہے آج قمری مہینے کی دوسری تیسری تاریخ ہونے کی وجہ سے اسوقت بالکل گل ہے۔ آسمان سونا پڑا ہے۔ زمین پر اندہیرا ہے۔ سناٹا ہے اور اس تاریکی مین کچھہ نہین سوجھتا نظر ڈرتے ڈرتے آنکھون سے نکلتی ہے اور اس وقت کی پھیلی ہوئی تاریکی دیکھہ کر کچھہ ایسی سہم جاتی ہے کہ آنکھون کے سات پردون کے اندر بھاگ کر چھپ رہتی ہے دل و دماغ کا انقباض اسوقت خیالات کو آمد رفت کا موقع نہین دیتا۔ ہان

اس تاریکی مین مناسبت کے اعتبار سے اگر کوئی خیال بھی آجاتا ہے تو حسینون کے
ان گھونگھر والے بالون کا جنکا بندھا ہوا جوڑا اسوقت بدمستی کے ساتھ کسی کے
گلے لپٹ لپٹ کر سونے مین راز سربستہ کی طرح کھل گیا ہو اور اسکی سیاہی آنکھون نے
بہے ہوے سرمے مین بلکہ رات کی ظلمت کو اسوقت ترقی دے رہی ہو۔ یا ان
حرمان نصیب عشاق کی طرف ہمدردی کی وجہ سے خیال چلا جاتا ہے جو اسوقت
اپنے ظلمت کدہ مین شب غم کا جوش دیکھ دیکھ کر بیچینی کے ساتھ کروٹین لے رہے ہین۔
رات کا اندھیرا دیکھ دیکھ کر وہ نورانی روح جو عالم مجردات مین ہمیشہ تجلیات اور
انوار الہی کی ہمیشہ دیکھ بھال کرتی رہی ہے اسوقت ظاہری جسم کے تعلقات چھوڑ کر
مدتون کے چھوٹے ہوئے اپنے یار آشناؤن سے ملنے کے لیے عالم ارواح کو چلدی ہے
سبزہ تو ہمیشہ بخت عشاق کی طرح خوابیدہ ہی رہتا ہے مگر اسوقت تو جمادات سے
لے کر نفوس انسانیہ تک سب آرام مین ہین - ہر شخص کی آنکھیں بند ہین
اور ہر درجے اور ہر طبقے کے آدمی ڈوبی ہوئی نیند رن مین پڑے سو رہے ہین نیچر کی
سب دستکاریان قدر دان آنکھون سے چھپی ہوئی ہین اور دنیا کے کل کارخانون پر
اسوقت بڑی زیادتی کے ساتھ بیرونقی کی اوس پڑ رہی ہے - ہان اسوقت تو ضرور ہے کہ
اہل بغداد کے آرام سے سونے اور انکے مال و اسباب کی حفاظت کے لیے چوکیدار
ہر طرف بیدار باش اور خبردار باش کا غل مچا رہے ہین اور ہر مکان کے دروازے
سونے والون کی آنکھون کی طرح بند ہین - سارے شہر کو دیکھتے بھالتے اب
اس مقام پر پہونچے ہین جہان پر بغداد کی آبادی نے ایک تالاب کے پاس پہونچکر اپنے
جنوبی کنارے کو ختم کر دیا ہے -
یہ تالاب بہت نشیب مین واقع ہے اور اسکے کنارے پر کچھہ تھوڑے فاصلے سے
وہ عمارتین ایک سکوت کے عالم مین کھڑی ہوئی ہین جنھون نے اپنی تعمیر کے لیے
مٹی کا بہت بڑا ذخیرہ لے کر اس تالاب کو گہرا کر دیا ہے - کنارہ بہت بلند ہے
اور اس پر مختلف قسم کے چند بلند اور گنجان درخت بھی کھڑے ہین جنھون نے اپنی شہنون
اور پتیون سے آڑ کر کے اس اندھیری رات مین اور بھی اپنے نیچے اندھیرا کر رکھا ہے
دیکھنے کے لیے نظر آنکھون سے نکلتی ہے اور جب تاریکی کی وجہ سے اسکو قدم بھر بھی آگے بڑھنے

کا موقع نہین ملتا تو مجبوری سے پھر پلٹ جاتی ہے - مگر نہین اب تو یہان کسی کے آنے کی
کچھ آہٹ معلوم ہوتی ہے زمین پر پڑے ہوئے اِن خشک پتون مین کچھ کھڑ کھڑاہٹ ہوتی ہی
جو زمانے کی ناموافقت سے کسی حرمان نصیب عشاق کے اُڑے ہوے رنگ
کی طرح زرد ہو ہو کر اپنی شاخون سے گر پڑے ہین - یہ کھڑ کھڑاہٹ رہ رہ کر زیادہ ہوتی
جاتی ہے اور ایک طرف سے دو آدمی آتے ہوئے نظر آتے ہین - اَیَن - یہ کون ہین!
اور اسوقت آدہی رات مین یہان اِن کا کیا کام؟ چور ہونگے یا کوئی اور آوارہ مزاج
شخص! مگر ہارون رشید سے بیدار مغز بادشاہ کے عہد معدلت مین چور وغیرہ کیسے!!
اسنے تو اپنی رعایا کی اصلاح - آرام اور حفاظت کے لیے خاص اپنی ذات پر وہ وہ
تکلیفین گوارا کی ہین اور وہ امن وچین اپنے قلمرو مین پیدا کر دیا کہ جس کی نظیر
دنیا کے انتخاب مین شاید بہت مشکل سے ملے گی - آپ دنیا کے سب فرمانرواؤن
کی لائین دیکھہ جائیے گا مگر ہارون رشید کی طرح رعایا پرور بادشاہ شاید
ایک بھی نہ پائیے گا - پھر یہ آنے والے کون آدمی ہین! کچھہ نہین
معلوم ہوتا -

اب یہ دونون شخص اون درختون کے سایے سے نکل کر اسطرف اور آگے بڑھ آئے
ہین لیکن اِس اندھیرے مین اسقدر دور سے ہم یہ تو شناخت کر سکتے نہین کہ یہ
کون ہین مگر ہان اِن کی وضع موصل کے تاجرون سے ملتی ہوئی معلوم ہوتی ہے -
یہ دونون خموشی کے عالم مین اسی طرح آہستہ آہستہ چلے آتے تھے کہ اِن مین سے
ایک نے کہا "اوہون - لاحول ولا قوۃ - کیسی بو آتی ہے - توبہ" اور رومال
سے ناک بند کر لی -

دوسرا شخص "جی ہان بہت بو آتی ہے - معلوم ہوتا ہے یہانکے رہنے والے
اپنے گھرون کا کوڑا نکال نکال کر تالاب کے کنارے ڈالدیتے ہین - وہی شاید پانی
مین سڑا ہے - اسی کی یہ بو پھیلی ہے"

پہلا "پھر یہ تو بہت بڑی بات ہے - اس سے تو یہان کے رہنے والون پر
بہت برا اثر پڑے گا - یہان کی متعفن اور زہریلی ہوا تنفس کے ذریعے سے
جسم کے اندر پہونچکر ہر متنفس کے کشت حیات کے ساتھہ وہی کام نہ کرے گی جو

یا دھر صرصر کے قیامت خیز جھونکے چلے ہوئے گلشن کے ساتھ کر جاتے ہین - مگر اس کا بندوبست بیچارے غریب آدمیون سے کیا ہو سکتا ہے اچھا ۔ اسکا انتظام خود سلطنت کی طرف سے ہونا چاہیئے -

یہ باتین گو بہت سرگوشی اور دبی زبان سے ہو رہی ہین مگر تاہم ان کی یہ پست آواز بھی ہمارے کانون کو کچھ ایسی آشنا معلوم ہوتی ہے کہ ہم بے اختیاری کے ساتھ انکے تفتیش حال پر مجبور ہوتے ہین - اب جسقدر یہ قریب ہوتے جاتے ہین اسقدر ان کی آواز کے ساتھ ان کی صورت بھی آشنا معلوم ہوتی جاتی ہے اور کچھ ایسا خیال گذرتا ہے کہ شاید یہ ہارون رشید اور جعفر ہین - مگر وہ اس وقت یہان کہان - وہ اسوقت اپنے پرتکلف مکانون مین آرام سے پڑے سو رہے ہونگے - مگر نہین ہارون رشید کا تو ہمیشہ یہ معمول ہے کہ وہ اپنی رعایا کی تفتیش حالات اور ان کی تکلیف اور آرام سے مطلع ہونے کے لئے راتون کو بھیس بدل بدل کر نکلتا ہے - تو بیشک وہی ہوگا اس وجہ سے کہ ان کی ابھی کی انتظامی باتین بھی اسی امر پر دلالت کرتی ہے -

اب یہ بالکل ہمارے قریب آگئے ہین اور بغور دیکھنے سے ہمارے اوسی خیال کی تصدیق بھی ہوتی ہے جو ابھی اس سے پہلے ہمارے ذہن مین آیا تھا حقیقت مین ان دونون مین سے ایک تو خلیفۂ وقت ہارون رشید ہے اور دوسرا اسکا دلی ہمراز دل عزیز وزیر ہے جو سایے کی طرح کسی دم اس سے علیحدہ نہین ہوتا -

یہ دونون آپسمین اسی طرح آہستہ آہستہ باتین کرتے ہوئے چلے آتے تھے کہ چلتے چلتے خدا جانے ان کے دل مین کیا خیال آیا کہ یکبارگی ایک جگہ پر کھڑے ہو گئے اور پھر راستہ کو چھوڑ کر ایک مکان کی طرف مڑے جو داہنے ہاتھ پر واقع ہے -

یہ مکان دو منزلہ ہے اور اسکی پختہ اور خام ملی ہوئی عمارت دیکھنے والے کو اپنی زبان حال سے بتا رہی ہے کہ اسکے رہنے والے بھی معمولی حیثیت کے آدمی ہین مکان کا صدر دروازہ مشرق کی طرف ہے اور پشت کی جانب جس طرف اسوقت ہارون رشید اور جعفر جا رہے ہین - تین دروازے لگے ہوئے ہین جنھون نے

اسطرف بھی ایک کمرہ کی ہئیت پیدا کر دی ہے۔
اس کمرے کے دروازے اس وقت بند ہیں اور روشنی کی شعاعیں اُن دروازوں کی راہ اندر سے دب دب کر نکل رہی ہیں جو دروازے کے تختوں کے باہم وصل ہوتے ہیں رہ گئی ہیں۔ انہیں شعاعوں کے ساتھ اندر سے کچھ باتیں کرنے کی بھی آواز آرہی ہے جسکو زنانے لب و لہجہ سے بالکل تعلق معلوم ہوتا ہے۔ دروازوں کے پاس ہارون رشید اور جعفر دونو بیٹھے کان لگائے سُن رہے ہیں اور کوئی عورت یہ کہہ رہی ہے "دو کہو بہن تمہاری سسرال والے تم سے اب کسطرح پیش آتے ہیں کچھ اچھی طرح تمکو رکھتے ہیں یا نہیں؟"
دوسری عورت "باجی یہ نہ پوچھیے۔ خدا کی قسم ذری ذری بات پر ساس سسرے اس طرح بگڑتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ اُٹھتے بیٹھتے طعن طرو ز کی باتیں رہا کرتی ہیں کبھی ابتو میرا کلیجہ سنتے سنتے پک کے پھوڑا ہو گیا۔ معاذ اللہ"
پہلی "ہے ہے بہن گھر گھر یہی رونا ہے۔ کوئی کہانتک اسکا خیال کرے۔ تم اسکا مطلق رنج نکرو۔ وہ بیچاریاں کیا کرتی ہیں جنکی خاوند سے بھی ایک گھڑی نہیں بنتی۔ تمکو خیر اسی کا شکر کرنا چاہیے کہ جس سے تمھارا سابقہ ہے وہ بیچارے تو اپنے دم سے اچھے ہیں"
دوسری "ہاں اور کیا۔ یہ بھی غنیمت ہے ورنہ میں تو بے موت ہی مرجاتی۔ مگر باجی بعض بعض اِن کی بھی ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ آٹھ آٹھ آنسو رُلا ہی کے چھوڑتے ہیں ابھی کوئی مہینے بھر کا عرصہ ہوا ہو گا کہ وہ۔ دیکھو۔ تو یہ۔ نام ہی بھولی جاتی ہوں۔ وہ نا کاظم خالو جان کے منجھلے بیٹے۔ (عزیز) جو ابھی شام سے آئے تھے۔ وہ ایکدن میرے دیکھنے کے لیے آئے میں نے لاکھ لاکھ چاہا کہ میں اُنکو دیکھوں وہ مجکو دیکھیں مگر آپ کے بہنوئی صاحب نے ایک نہ مانا کسیطرح سامنے آنے جانے نہیں دیا۔ بس آپا جانی کیا بتاؤں۔ اُس دن مجکو اسقدر رنج ہوا کہ آپ کے سر کی قسم آج تک میرا دل ہی جانتا ہے"
پہلی "تو اس میں رنج کی کونسی بات تھی۔ بہن یہ تمہاری زیادتی ہے اگر انہوں نے عزیز سے پردہ کرنے پر تمکو مجبور کیا تو اس میں بُری بات کیا ہوئی۔ پردہ تو اچھی چیز ہے"
دوسری "باجی۔ ہزار اچھا سہی لیکن آپ ایسا بھی کیا کہ جن کے ساتھ

مدتوں کھیلا کی ہوں انہیں سے پردہ ایدہ عزیزہ، کوئی غیر نہ تھا اور نہ کوئی آوارہ شخص۔ واہ اچھا پردہ نکالا ہے۔ کیا عزیز نے مجکو کبھی دیکھا نہ تھا!"

پہلی "لڑکپن سے زمانہ تے اکیا۔ اُس زمانے مین کون کس سے پردہ کرتا ہے مگر پھر آخر جوان ہونے پر پردا کیا ہی جاتا ہے۔ عزیز نے ہزار بار آپ کو دیکھا سہی مگر پھر بھی اب شرع کی رو سے پردا تو کرنا چاہیئے آپ کے میاں شرع کے پابند بہت ہین اگر انھون نے ایسا کیا تو کوئی بےموقع بات نہین ہے۔ تمکو اسکا ذرا بھی ملال نہین کرنا چاہیئے۔ سب شریف زادیان پردہ کرتی ہین"

دوسری "واہ شرع کی بھی آپ نے ایک ہی کہی۔ بڑی بڑی امیرزادیان آخر ضرورت کے وقت باہر نکلتی ہین کہ نہین۔ پھروہ پردہ نہین ہوتین؟"

پہلی "تو یونہین نکل کھڑی ہوتی ہین۔ بےنقاب ڈالے کیون؟"

دوسری "اُنھہ۔ نقاب سے کون بڑا پردہ ہوجاتا ہے اور دنیا مین آپ وہی بڑے شرع والے ہین اور کوئی نہین۔ خدا سلامت رکھے ہمارے خلیفہ کو کیا اُن سے بھی زیادہ شرع شرع کے جاننے والے ہین؟ اگر اسطرح کی بےپردگی ابھی طرح بالکل ناجائز ہوتی تو وہ اپنی پیاری اور عصمت مآب بہن کو اپنے وزیرالسلطنت کے سامنے کیون کردیتے!"

پہلی "(تعجب کے لہجے مین) ہان بہن دو چار روز ہوئے مین نے بھی یہ اُڑتی ہوئی خبر کسی کی زبانی سنی تھی۔ مگر مین تو سمجھتی تھی کہ یہ جھوٹی خبر ہوگی۔ کیا کچھ اس کی اصلیت ہے؟ تمکو معلوم ہے۔؟"

دوسری "ہان ہان باجی بالکل سچ۔ روز رات کو وزارت پناہ شبستان عشرت مین بادشاہ سلامت کے اصرار سے بلائے جاتے ہین اور بادشاہ کی بہن صاحب بھی شریک ہوتی ہین۔ خوب ناچ گانا ہوتا ہے"

پہلی "نہین بہن۔ ایسا کبھی نہین ہوگا!"

دوسری "نہین باجی! آپ کے سر کی قسم مین سچ کہتی ہون۔ یہ خبر تو سارے شہر مین آجکل گھر گھر پھیلی ہوئی ہے۔ کون نہین جانتا کچھ چھپی ہوئی بات ہے"

پہلی۔ (کچھ سوچ مین آکر) ہوگا! مگر بہن میری سمجھ مین کچھ نہین آتا۔ خدا جانے

امیرالمؤمنین نے بے پردگی کو کسطرح جائز رکھا! انکی دانائی اور احتیاط سے تو بہت بعید معلوم ہوتا ہے مگر نہین جو بات بُری ہے وہ کسی کے کرنے نکرنے سے اچھی نہین ہوسکتی۔ بادشاہ کو اپنے فعل کا اختیار ہے اُن کو کون کہہ سکتا ہے۔ خرابی تو غریب آدمیون کی ہی۔ تم سے اور عزیز سے اگر پردہ ہوا تو ہوا اسمین قباحت ہی کیا ہی جو تم اسقدر رنج کرتی ہو۔ کیا سامنے آنے جانے سے غیر اپنے ہوجاتے ہین! یا پردہ کرنے سے اپنے پرائے ہوجاتے ہین۔ سمجھو تو۔ پردہ ہونے سے کچھ محبّت وقرابت جاتی تو رہتی نہین ہے۔ جسقدر جس سے ہی۔ ہی۔ وہ کہین کم کرنے سے کم ہوتی ہے؟ خدا جانے تم اپنے ذہن مین پردے کو کیا بُری چیز سمجھتی ہو۔ ہن یہ تو اپنی آنکھون کے لحاظ کی بات ہے جس سے ہوا اچھا ہے۔"

اِسی قسم کی باتین ہو رہی ہین اور ہارون رشید اور جعفر دونون سکتے کے عالم مین چُپ بیٹھے ہین حیرت مضبوطی کے ساتھ دونون طرف اپنا عمل کیے ہوئے ہی اور دونون مین سے ہر ایک اپنے دلی افسوس اور غیرت کے ساتھ اپنے چہرہ کی حالت کا اندازہ کرکے گھبرا گھبرا کر دوسرے کے مُنھ کی طرف دیکھنے لگتا ہے کہ کہین دوسرا تو میری اس حالت سے واقف نہین ہوا جاتا ہے مگر اسقدر غنیمت ہے کہ اسوقت کی تاریکی اپنے سیہ تاب دامن سے ہر ایک کے چہرے کے اُڑے ہوئے رنگ کی بہت پردہ داری کے ساتھ پردہ پوشی کر رہی ہے۔ اور آپس مین کوئی ایک دوسرے کی حالت سے واقف نہین ہوتا۔

اُسوقت تک تو یہ اسی حیثیت سے یہان بیٹھے رہے جبتک کہ اس کمرے کے اندر سے آتی ہوئی آوازین انکے کانون مین کچھ راز کی باتین کیا کین مگر جب آدھی رات کی جھوم جھوم کر آنیوالی نیند نے اُن باتین کرنے والی عورتون کو بھی اُنکی چلتی ہوئی زبان کے ساتھ بیقابو کرکے سُلا دیا اور ہر طرف کے چھائے ہوئے سنّاٹے کیطرح یہان بھی سکوت برپا ہوگیا تو ہارون رشید اور جعفر نے بھی یہان سے اُٹھ کر اپنا رستہ لیا۔

اَب یہ دونون ایوانِ خلافت کی طرف چلے جاتے ہین مگر ان دونون عورتون کی اُسوقت کی باتون نے خدا جانے کانون سے دل تک اور دل سے دماغ تک پہونچتے پہونچتے اِن دونون کا کیا حال کر دیا ہے کہ آپسمین ایک دوسرے سے کچھ باتین کرنا تو دوسری بات ہے اسوقت خود اپنے دل سے بھی کوئی کسیطرح کی بات نہین کرتا۔

تھوڑی دور تک تو اسوقت کے چھائے ہوئے سنّاٹے کی طرح یہ بھی چُپ سنّاٹے مین چلے گئے

مگر پھر رفتہ رفتہ اس سکوت کی حالت نے کمی اختیار کی اور اس خود رفتگی کے عالم مین ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھے رہنے والی قوت خیالیہ کو بھی عرصے کے بعد اس امر کی اجازت ملی کہ ہان اب وہی اگر دماغ کی تنگ گذرگاہون مین سیر کرے تو ہارون رشید نے جعفر کی طرف رخ کرکے ایک تعجب کے لہجے مین کہا وہ آپنے سُنا ؟"

جعفر وہ جی ہان - کیا عرض کرون کچھ عجیب بات ہے - بات کو مشہور ہوتے کچھ دیر ہی نہین لگتی - کچھ سمجھ مین نہین آتا - عجیب معاملہ ہے"

ہارون رشید وہ معاذ اللہ اور کوئی بات بھی نہین - کچھ ایسی بات ہو تو خیر یہ بھی سہی بھلا یہ کون ایسا واقعہ تھا ! - استغفر اللہ (ذرا سکوت کرکے) یہ گھر کسکا ہے اور یہ کون عورتین تھین ؟"

جعفر وہ حضور - مکان تو نہین معلوم کس شخص کا ہے مگر باتین کرنیوالی عورتین باتون سے تو آپس مین بہن بہن معلوم ہوتی تھین - کیون ؟"

ہارون رشید وہ کچھ نہین - وہ تو خود ہی کہہ چکی ہین کہ سارے شہر مین یہ بات مشہور ہے اگر کسی کا نام لیتین تو البتہ کچھ دارو گیر کا موقع تھا - اب کس سے کوئی پوچھے - اور پوچھنا ہی کیا نہ تو کچھ ایسے عیب ہی کی بات ہے کہ بدنامی کا اندیشہ ہو اور نہ واقع مین غلط ہے پھر پوچھنا ہی کیا ! لیکن آج یہ کیا کل کو اگر اسپر کچھ اور حاشیے چڑھائے تو بڑی مشکل ہوگی - اسکی کوئی تدبیر کرنی چاہیئے"

جعفر وہ حضور عالی اسکی تدبیر ہی کیا - کوئی کس کس کے مُنھ پر ہاتھ رکھے گا - خداوند عالی نے جس امر کو جائز رکھا ہے گو وہ فقط بمقتضاے محبت ہے مگر خلقت تو انتہا درجے کی بدگمان ہوتی ہے اسکا کیا علاج - میرے دل مین تو پہلے ہی دن سے یہ بات کانٹے کی طرح سے کھٹک رہی تھی اور مجھکو اسکا اندیشہ لگا ہوا تھا مگر شاہی ادب و لحاظ کسیطرح مجھکو کچھ عرض کرنے کا موقع نہین دیتا تھا - میری رائے ناقص مین تو یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ بس اب آیندہ اگر ایسے امور سے کنارا کیا جائے تو اچھا ہے - اسمین ہرج ہی کیا ہے"

ہارون رشید وہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے ! کسیطرح نہین - مجھکو تمپر اگر ہر طرح سے اطمینان اور اعتبار نہ ہوتا تو مین اسکو جائز ہی کیون رکھتا"

اب یہ دونون اسی قسم کی باتین کرتے ہوئے ایوان خلافت تک پہونچ گئے ہین تھوڑی دیر تک ٹہلتے ٹہلتے کھڑے بھی یہی باتین ہوتی رہین مگر پھر بادشاہ نے جعفر کو رخصت کیا اور خود خوابگاہ خاص مین آرام کرنے کے لیے تشریف لے گیا - گو اُسنے اپنی مکدر طبیعت کے صاف کرنے اور جعفر کے

دل خوش کرنیکے لیئے اپنے خیالات کو بالکل خفیف کر کے جعفر کے سامنے بیان کیا تھا مگر اُس کا
کوئی نتیجہ نہ تھا ان باتون سے اسکے نازک دل کو ایک سخت انتشار پیدا ہوگیا جب اِس الجھن مین
کسیطرح کی کمی نہوئی تو اُس نے اپنے خادم مسرور کو طلب کیا اور جھک کر اُسکے کان مین دیر تک کچھ
اسطرح آہستہ آہستہ باتین کین کہ ہم تو ہم اُن باتون کی اس غماز ہوا کو بھی خبر نہ ہوئی جو زبان خلق بنکر
ادہر کوئی بات مُنھ سے نکلی اور اُدھر اُسنے مشہور کردی - مگر ہان قراین سے معلوم ہوتا تھا کہ شاید یہ باتین
اسوقت کی سُنی ہوئی باتون کے متعلق ہونگی - مسرور کے بشرے سے بعض بعض اوقات ایک قسم کا
تحیر اور سوچ مترشح ہوتا تھا اور وہ بھی جو کچھ کہتا تھا دبی زبان سے کہتا تھا جعفر اب باہر
چلا گیا ہی اور ہارون رشید پلنگ پر لیٹا ہوا ہے پہلو بدل بدل کر آرام کرنے کا قصد کرتا ہی -
مگر طبیعت کی اُلجھن ہے کہ نیند سی آنیوالی چیز کو بھی اسیطرح آنکھون کے سامنے سے ہٹا دیتی ہی
جسطرح سے کسی مکروہ چیز کو - اسکی پیاری بیوی زبیدہ اِسکے پہلو مین بیٹھی ہوئی اس انتشار کی
وجہ دریافت کر رہی ہے مگر یہ بلطائف الحیل ٹال دیتا ہے اور اسطرح چپ چپ ٹڑے ٹڑے اپنے
دل سے یہ باتین ہو رہی ہین بڑی مشکل کی بات ہی - مینے اپنی دلچسپی کے لیئے ایک فعل کیا تھا
اور خلقت نے اِسکو اسطرح طشت از بام کردیا کیئے اسمین کسی کا کیا اجارہ تھا - جعفر میرا
وزیر عباسہ میری بہن - اور پھر کیسی بہن - ؟ عصمت مآب - پارسا اگر مینے اپنی موجودگی کی
حالت مین ایک مقام پر اُن دونون کو بیٹھنے کی اجازت دی تو اسمین کونسا عیب ہوگیا - مگر
وہی خلقت کی بدگمانی اور عیب جوئی - ابھی یہانتک مشہور کیا ہی آگے چلکر کچھ اور بھی اسمین
لگا دین گے - خدانخواستہ یہ خبر اگر کہین عباسہ کے کان تک پہونچ گئی تو پھر غضب ہی ہوجائے
گا - اِس قسم کی نشست تو یوہین اُنکے خلاف تھی - اس خبر کو سُنکر وہ تو پھر شبستان عشرت کی
طرف بھولے سے کبھی رُخ بھی نہین کرینگی اور جعفر نے تو صاف الفاظ مین اسیوقت کہدیا کہ آیندہ یہاں
سے احتراز کرنا چاہیے اور حقیقت مین جوان مرد اور جوان عورت کا ایک جا بیٹھنا کیسقدر ہی بھی ہو بیموقع
تو پھر مجکو جعفر ہی کی رائے پر عمل کرنا چاہیئے ! اسکو شبستان عشرت کی صحبتون مین شریک کیا کرون ؟
(تھوڑی دیر غور کر کے) مگر بغیر جعفر کے تو صحبت بالکل بے لطف ہوجائے گی اُسکے منتخب اشعار اُس کی
بزلہ سنجیان تو بعض اوقات بڑا مزا دے جاتی ہین بڑے مذاق کا آدمی ہی اور اب اس خبر کے مشہور
ہوجانیکے بعد جعفر اگر شریک کیا جائے گا تو خلقت کو اور بھی بدگمانی کا موقع ملے گا سب کہین گے دیکھیئے نا
آخر کوئی بات تو ایسی ہوئی جس سے خلیفہ نے خلاف معمول جعفر کو اپنی صحبت مین شریک

نہین کیا! اور عجب نہین جو خود جعفر کو بھی اسکا کسیقدر ملال ہو۔ وہ اپنے دل مین کہے گا نہین کہ اگر خلیفہ کو میری طرف سے کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی تو فقط رات کا تذکرہ سُنکر میری شرکت کو کیون ناجائز قرار دیا! آخر کچھ تو بے اعتباری پیدا ہوئی" (اس کے بعد کچھ غور مین آجاتا ہے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد اسطرح کہنے لگتا ہے) "اونھ ابھی لوگون کو بکنے بھی دیجیے۔ اسمین ہرج ہی کیا ہے۔ جعفر سا متدین اور معتبر آدمی ہونا مشکل ہے وہ شاہی خاندان مین سے کسی عورت کی طرف بُری نظر سے دیکھنے کا نہین وہ اس قسم کا آدمی نہین ہے۔ رہی عباسہ وہ ایک ایسی عصمت مآب اور پاکدامن عورت ہے کہ پارسائی کو بھی بجائے خود اُسپر ناز ہوگا۔ اسکے باب مین خدانخواستہ کسی قسم کا گمان فاسد بھی لیجانا سراسر گناہ ہے۔ اگر تھوڑی دیر وہ دونون میرے حکم سے ایک مکان مین بیٹھے بھی ہین تو تنہا نہین عام جلسے اور بھری صحبت مین جہان چالیس پچاس کنیزین حاضر رہتی ہین وہ بھی میری موجودگی مین۔ غیبت مین نہین اور پھر نقاب ڈالے ہوے اسمین قباحت ہی کیا ہے۔ کون سی بے پردگی ہے کچھ بھی نہین کہنے والون کی فقط حماقت ہی حماقت ہے۔ بس جعفر جس طرح شریک ہوتا ہے اُسی طرح شریک صحبت ہوگا مگر ہان کوئی تدبیر ایسی ضرور کرنی چاہیے کہ کسی طرح کی بدنامی نہ آنے پائے اور یہ سب لوگون کو اچھی طرح سے معلوم ہو جائے کہ جعفر اور عباسہ کے درمیان بے پردگی نہین ہوتی ہے میرے نزدیک اسقدر پردا تو شرعًا کافی ہوگا۔ لیکن یہ عوام کے خیالات کا بدلنا ذرا مشکل ہے۔ پھر کیا کیا جائے!"

خیر یہ تو اب انھین خیالات مین پھنسا ہوا ہے دیکھیے ان سے کس وقت اسکو نجات ملتی ہے آئیے جب تک ذرا جعفر کی تو خبر لین۔ چلو چلکر دیکھین تو وہ کیا کر رہے ہین۔

جعفر کا عشرت پسند مزاج اور نشہ شباب سے اس کی انگڑائیان لینے والی طبیعت کی بدمستیان دیکھ دیکھ کر بدگمانی کے ساتھ ہر شخص اپنے دل مین کہتا ہوگا "معلوم نہین اب شبستان عشرت مین عباسہ کے ساتھ ہر روز کی نشست نے جعفر کے دل کے ساتھ کیا کیا ہوگا اور کیا کیا فکرین ہو رہی ہون گی" مگر نہین جوش جوانی اور جوانی کی امنگ نے تنگ ظرفون کی طرح اسکو بھی ایسا خارج از اختیار نہین کیا ہے کہ وہ اپنی خواہشون کو روک نہ سکے۔ اچھے بُرے کا تمیز نہو اور جابجا کا خیال نرہے

گو وہ ہر ایک آنے والی رات جو کسی کے مقدر مین شب وصل بنکر آتی ہو اور کیسکے نصیب مین شب فراق یا شب غم ہو کر آتی ہے جعفر کے کاشانۂ عشرت مین ہر روز جب قدم رکھتی ہے تو شب عروسی ہی بنکر آتی ہو اور کبھی کوئی ایک رات بھی ایسی نہین گذرتی جو اسکا موافق زمانہ ایک نہ ایک اچھی سے اچھی صوت کی کوئی نئی کنیز اسکے پہلو مین لاکر نسلاوے مگر باوجود اس عشرت پسندی کے اس نے کبھی خدا کا گنہگار بنکر اپنی خواہشون کو ناجائز طور پر نہین نکالا - نہ کبھی کسی پردہ نشین کی پردہ دری کی اور نہ کبھی کسی کی بہو بیٹی پر بری طرح اپنی نظر ڈالی جب قدرتی طور پر اس کا طرز معاشرت اس قسم کا واقع ہوا تھا تو وہ خاص اپنے محبت کرنے والے ایسے بادشاہ پر کیا ہاتھ صاف کرتا جس نے ہمیشہ اسکو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھا - وہ شبستان عشرت کی صحبتون کو ہمیشہ بری نظر سے دیکھا کیا اور وہان کی آمد و رفت سے ہر روز اسی طرح دم چراتا رہا جسطرح کوئی بیوفا معشوق اپنے چاہنے والے اور پیار سے بلانیوالے عاشق کے گھر آنے جانے مین حیلے بہانے کرتا ہو - مگر بادشاہ کی محبت آمیز طلبی ہر روز منتون کے ساتھ اُسے سمجھا سمجھا کر وہان لیجایا کی یہان کے جانے سے وہ کارہ تھا -

گو عباسہ کی آئی ہوئی طبیعت اب پردے ہی پردے مین محبت کا چلتا ہوا جادو کر رہی تھی اور اس کے حسن عالم سوز کی جھلکیان چمکتے ہوئے آفتاب کی کرنین بنکر اس کے ہاتھ سے نکلی ہوئی طبیعت کی طرح نقاب سے چھن چھن کر روز جعفر پر ڈورے ڈالتی تھین اور اس کے حسن بیمثال کی تعریفین سُن سُن کر جعفر کو خود بھی خیال تھا کہ کسی طرح وہ اس کے حسن خداداد کے کرشمے اپنی آنکھون سے دیکھتا مگر اسکی پاک نفسی اور احتیاط نے اس کو کبھی اس امر کی اجازت نہین دی کہ وہ عباسہ کی طرف کبھی آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھے - مگر نہین معلوم محبت کرنے والے دلون مین باوجود ضعف اور ناتوانی کے خدا نے کس طرح کی بیچین کر دینے والی قوت بخشی ہے کہ وہ جسکو چاہتے ہین اسکو کسی نہ کسی طرح اپنا پرتو ڈالکر راہ پر لگا ہی لاتے ہین -

یہی حُب کا عمل آجکل جعفر کے پاک دل پر بھی چل رہا تھا اور خود بخود اب اسکی طبیعت عباسہ کے ساتھ ایک قسم کی مناسبت بھی ہو چلی تھی کہ اتفاق سے آج یہ گل کھلا - اور بیٹھے بٹھائے جعفر کی طبیعت کو ایک طرح کا خلجان پیدا ہو گیا -

وہ اسوقت اپنے محلسرا مین لیٹا ہوا ہے باادب کنیزین دست بستہ خدمت مین حاضر ہین مگر یہ چُپ پڑا ہے اور کسی سے کچھ نہین کہتا - وہ باتین جو ابھی ہارون رشید کی ہمراہی مین اِس نے ایک جگہ سُنی تھین وہ اسوقت سے کچھ انھین تیرون کی طرح کانون سے گذرتی ہوئی اِس کے دل مین کھٹک رہی ہین جو پلک مارتے حسینون کی فتنہ زا آنکھون سے یک بیک چل جاتے ہین اور دیکھنے والون کی آنکھون مین جگہ کرتے ہوئے سیدھے سینے مین اُتر جاتے ہین - اُلجھن ہے - بیکلی ہے اور اسوقت کروٹین لے لیکر ادھر اُدھر نیند تلاش کی جاتی ہے مگر کسی طرف نظر نہین آتی - اور رہ رہکر یہ باتین ہو رہی ہین "لیجیے! اکر نکر خدا کے غضب سے ڈر - اچھے بدنام ہوئے - واہ - ابھی عباسہ کی صورت بھی دیکھی نہین اور خلقت کی یہ حالت - معاذ اللہ - بھئی اب تو چاہے جو کچھ ہو جائے بندہ تو وہان نہین جائے گا! نہین جائے گا!! نہین جائے گا!!! معلوم نہین یہ خبر کسطرح سارے شہر مین مشہور ہو گئی - مگر ہان کسی ایسے ویسے غریب کے گھر کا تو ماجرا ہے نہین جو کسی کو کانون کان خبر نہو - یہ تو بادشاہون کے گھر کی بات ہی جسپر صد ہا آنکھین اور ہزارون کان لگے ہوئے ہین - لیکن ہان ایک بات تو ضرور ہے دو تین روز سے عباسہ کے تیور تو مجکو بھی کچھ اچھے نہین معلوم ہوتے! اگو نقاب کی وجہ سے کچھ اچھی طرح نہین ظاہر ہوتا مگر پھر بھی مین دیکھتا ہون کہ بعض بعض اوقات اُنکی نظرین چھپ چھپ کر مجھ پر بے طرح پڑتی ہین - خدا خیر کرے - مگر اوتھا مجکو کیا میرا تو اب وہان جانے کا قصد ہی نہین ہے لیکن دیکھیے خلیفہ مانتے بھی ہین کہ نہین خیر اور تو کچھ نہین مینے اِنکے حسن کا شہرہ بہت کچھ سُنا ہی ایک نظر دیکھ لینے کی ضرور تمنّا تھی مگر وہ بات اَب دور گئی - افسوس - دیکھیے بادشاہ سلامت اَب مجکو اِس صحبت مین بُلاتے بھی ہین کہ نہین - آج کی یہ باتین سُنکر اپنے دل مین کچھ کھٹک نہ گئے ہون - ذرا ہین وہ شکّی مزاج - لیکن اگر خدا نخواستہ انھون نے اَب مجکو نہ بلایا تو گویا میرے حق مین بہت اچھا ہوگا مگر خدا کی قسم مجکو اِس کا سخت ملال گذرے گا - آخر اسکی وجہ! مگر نہین ایسا وہ کبھی نہین کر سکتے - اُن کو میرا بہت اعتبار ہے" جعفر یہی باتین اپنے دل سے کر رہا تھا کہ ایک گل اندام حور وش کنیز نے سامنے آکر اپنے حسن دلاویز کے کرشمون سے اسکی طبیعت کو اُن خیالات سے علیحدہ کر کے

اپنی طرف متوجہ کرلیا اور یہ اس سے باتین کرنے مین مشغول ہوگیا۔

پانچوان باب

اے ہے!
فرشتے ہون مخبر تو کیا کیجیے
یہان بات کی وان خبر ہو گئی

ہائے کم سنی کا بھی کیا زمانہ ہوتا ہے! حسینان جہان کی کیسی شوخ رنگت ہوتی ہے۔ کیسا بھولا نقشا ہوتا ہے۔ اُن کے دل کی اُمنگ کے ساتھ حسن کی ترقی کس بلا کی ہوتی ہے اور اُنکا اُٹھتا ہوا جوبن دیکھنے والونکی چلبلی طبیعت کے ساتھ کیا کرجاتا ہے آپنے دیکھا؟ اُف کیسی بھولی بھولی پیاری پیاری باتین ہوتی ہین نہ وہ شکوے شکایت کرنا جانتے ہین نہ انکو بہت جھوٹی باتین بنا آتی ہین۔ ہر بات مین ایک نیچرل سادگی ہوتی ہے کہین بناوٹ کا نام نہین۔ اتفاق سے اگر کوئی چال کربھی جاتے ہین تو ہائے وہ بھی کس الھڑپنے سے اور اگر کہین بگڑ جاتے ہین تو وہ بھی ٹھنک ٹھنک کر۔ یہ کچھ انسان ہی پر نہین موقوف ہے۔ کوئی چیز ہو یہ سن یہ زمانہ سب پر بلا کا ہوتا ہے۔ دیکھیے وہ چھوٹے چھوٹے نئے درخت۔ وہ ہری ہری بوٹیان جو مٹی۔ خاک مین لوٹنا لڑکون کا کھیل سمجھ کر ابھی دامن جھاڑتے ہوئے سطح زمین سے ذرا بلند ہوئے ہین ان کا ننھا ننھا بوٹا سا قد ان کا ہرا ہرا ٹپکتا ہوا رنگ اور اس سبزی مین جابجا نکلتی ہوئی سُرخی مائل نرم نرم کوپل۔ ہوا کے جھونکون سے حسینان نازک کمر کی طرح اِس کا ادھر اُدھر بل کھا کر جھُک جانا یہ سین کسی اور زمانے مین بھی کسی نے دیکھے ہین! پہلوے گل مین بیٹھنے والے دلتنگ غنچے جب اپنے شرمیلے چہرے سے سبز دوپٹے کا آنچل ذرا سرکا کر مسکرا دیتے ہین تو سارے گلشن کی اسوقت کیا کیفیت ہوجاتی ہے صبح کا وہ ابتدائی زمانہ جسمین غنچہ صبح کھلکھلاتا ہے اور ہلکی ہلکی سیاہی مین صبح کی سپیدی ملی ہوئی ہوتی ہے۔ سچ کہیے گا کیسا سہانا وقت معلوم ہوتا ہے۔ دن کا وہ وقت جسمین آفتاب سنہرا ہوکر زرد اور زرد ہوکر سپید ہوجاتا ہے اور رات کی رہی سہی سُرخی اور آہستہ آہستہ بلند ہونے والے آفتاب کی کم کم گرمی یہ دونون

ملکر کس طرح کی اعتدالی کیفیت پیدا کرجاتی ہین۔ شام جب ہونے کو ہوتی ہی اور غروب ہوتے ہوئے آفتاب کا کچھ کچھ حصّہ مغربی افق پر باقی رہجاتا ہے۔ زردی مائل دھوپ مکانونکی سپید منڈیرون اور اونچے اونچے درختونکی سبز چوٹیون پر کچھ یونہی سی مٹی ہوئی رہجاتی ہے تو اسوقت سارے عالم کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟۔ رات کی تاریکی جب مشرق کی طرف سے مغرب کی طرف دوڑتی جاتی ہے اور آسمان کے زردار فرشتے خوشی مین بڑے بڑے آبدار موتی (ستارے) اس کے پیچھے لٹاتے چلے آتے ہین تونیچر کی صناعیان دیکھنے والی مشتاق آنکھین کس طرح بے اختیاری کے ساتھ اوپر اُٹھ جاتی ہین؟۔ خیر یہ سب تماشے ہر ایک چیز کے کم سنی کے اوقات کے ہین جو آپنے اکثر دیکھے ہون گے آئیے اب ہم آپ کو آخری زمانہ اور پیرانہ سالی کے وقت کا بھی ایک ایسا سین دکھا دین جس کو شاید آپ نے بہت کم دیکھا ہوگا۔ دیکھیے اُسی رات کا پچھلا پہر ہے جبین ہارون رشید اور جعفر نے ایک جگہ اپنی بدنامی کے متعلق کچھ دل پریشان کرنے والی باتین سُنی تھین۔ تخمیناً تین بجے ہونگے اور رات کا ختم ہونے والا سنّاٹا اسوقت اپنے انتہائی درجے پر پہونچا ہوا ہے۔ لیلائے شب کا وہ پختہ اور سیہ تاب رنگ جسکو سرشام بن سنور کر نکلنے والون کی کالی کالی زلفون سے ابھی آغاز شب مین ایک قسم کی اچھی مناسبت تھی اس وقت کچھ ایسا بے رونق کالی بلا سا معلوم ہوتا ہے کہ اسکے دیکھنے والون نے متنفر ہوکر اپنا مُنھ چھپا لیا ہے آنکھین بند کرلین ہین اور اسوقت اس کے اِس آخری وقت کے حسن کا نظارہ کرنے والا کوئی نظر نہین آتا۔ سب سے زیادہ اِس کی سانولی سلونی صورت کے عاشق زار ستارے جو آسمان پر نکل کر بڑے ذوق وشوق کے ساتھ علانیہ شام ہی سے تاک جھانک شروع کر دیتے ہین اب اُنکی بھی آئی ہوئی طبیعت اس وقت کا اسکا بالکل ڈھلا ہوا جوبن دیکھ کر کچھ ایسی ہٹ گئی ہے کہ ان مین سے اکثر نے تو آسمان کی نیلی نیلی چادر سے اپنا مُنھ چھپا لیا ہے اور جسقدر باقی رہ گئے ہین اُنھون نے بھی اسکی اس وقت کی بھیانک اور ہولناک صورت دیکھ کر دانت نکال دیئے ہین۔ اس کے خط وخال گو اسکی تیرگی رنگ کی وجہ سے اچھی طرح نہین معلوم ہوسکتے ہین لیکن اگر آپ دیکھنا چاہتے ہین تو ذرا اوپر آنکھ اُٹھا کر اسکے اُس عکس کو دیکھ لیجیے جو اس

آبگینہ حصار کی صاف سطح پر کسقدر پڑ رہا ہے - یہ جو ایک خمی سی آسمان مین معلوم
ہوتی ہے یہ اسکی اس جھکی ہوئی کمر کی نشانی ہو جو درازی عمر کی وجہ سے بڑھاپے نے اسکے قد بالا
مین پیدا کر دی ہو - اور یہ جو پھٹے پھٹے ابر کے سفید سفید ٹکڑے جو کسی کے ملگجے دوپٹے کی طرح
سمٹے ہوئے آسمان کی نیلگون سطح مین اسوقت معلوم ہوتے ہین یہ سب اسکی بدنما جھریون کے
عکس ہین جو اسطرح پر اسوقت کے رہے سہے تارونکی دھندلی روشنی مین آسمانکے کنارے کنارے معلوم
ہوتے ہین وہ آسمان پر ٹوٹنے والے ستارے جو شعلہ جوالہ کیطرح اسوقت ادہر سے اُدہر آجاتے ہین اور
جنکی نسبت لوگونکے مختلف خیالات ہین - کوئی کہتا ہے کہ جب دخانی اجزا زمین سے اُٹھتے ہوئے
آسمان کیطرف جاتے ہین تو کرہ نار کی گرمی اور حدت سے اُنھین آگ لگجاتی ہو - کوئی خیال کرتا
ہو کہ شیاطین جب آسمان پر چڑھنے کا قصد کرتے ہین تو ملائکہ آسمانی آگ کے انگارے پھینک پھینک
کر مارتے ہین - گو یہ سب خیالات کسی حد تک صحیح ہون مگر ہمارے نزدیک یہ وہ قدرتی ہوائیان
ہین جو اسوقت لیلی شب کے اُترے ہوئے مُنھ پر غیرت کے مارے چھُٹ رہی ہین - وہ کہکشان جسکو
شعرا غلطی سے حسینون کی مانگ سے تشبیہ دیتے ہین حقیقت مین اگر مانگ ہوگی بھی تو اسی لیلی شب کے
آخری سن کی ورنہ بھلا حسینون کی باریک اور خوبصورت مانگ سے اُس کو مناسبت - استغفراللہ -
ایسے وقت مین اوّل تو گھر سے باہر نکلتا ہی کون ہو لیکن اگر ہمسا کوئی شبگرد وحشت مین اگر اسوقت
بھی نکل کھڑا ہو تو ظلمت شب کے پہرے اسطرح ہر جگہ بیٹھے ہوئے ہین کہ کسیطرح نظر کو آنکھون سے
باہر نکلنے کی اجازت نہین دیتے - مگر نہین دیکھئے اُس سڑک کے قریب کیسی روشنی معلوم ہوتی ہو
جو ایوان خلافت سے جنوب کی طرف آئی ہو - آپ نے دیکھی ؟ یہ کیسی روشنی ہے ! کہین یہی
روشنی تو نہین ہو جو اندھیری راتون مین فاسفورس کے روشن ہو جانے سے جا بجا پیدا ہو جاتی
ہو اور جسکو عوام الناس اگیا بیتال سے تعبیر کرتے ہین - مگر اس کا وجود تو کھُلے میدانون مین ہوتا
ہو آبادی مین کہان اور پھر اسقدر قیام ! تو پھر سڑک پر کی لالٹین ہوگی - ہان البتہ یہ
یہ قرین قیاس ہو مگر یہ تو کچھ اسطرف کو آتی ہوئی معلوم ہوتی ہو اور پھر کچھ بلندی پر بھی نہین
بالکل زمین سے ملی ہوئی نظر آتی ہو - تو کوئی آدمی کسی ضروری کام کے لیئے کہین جاتا ہوگا -
بیشک آدمی ہی ہو - دیکھیئے نا اب وہ آدمی خود بھی معلوم ہوتا ہو مگر رات کی تاریکی ابھی
اس امر کا موقع نہین دیتی کہ ہم اسے دور سے پہچان سکین - یہ شخص لالٹین ہاتھ مین لیئے
اسطرف کو چلا آتا ہو - مگر خدا جانے اسوقت اسکی کیا حالت ہو کہ کبھی تو یہ بڑھ کر قدم رکھتا ہو

اور کہین پراسکی چال ایسی سُست ہوجاتی ہے کہ اگر اسکو کچھ مناسبت ہوسکتی ہی تو معشوقون کی نازک خرامی سے یا بیمارون کی رفتار سے - یہ اسیطرح اسطرف بڑھا چلا آتا ہی - اور خود بخود یہ کہتا جاتا ہی "واہ کیا اچھا حکم دیا ہی - معاذ اللہ جو مزاج مین آیا کہدیا - اِسکا ذرا خیال نہین کہ یہ ہو بھی سکتا ہے کہ نہین آپ یہ فرمائیے کہ مین کسطرح اس بے سر پا بات کو دریافت کرون - مگر اُنکو کیا - واللہ انکے حکمون نے تو اب ناک مین دم کردیا ہی - لاحول ولاقوۃ - اور غضب یہ ہی کہ ٹھکانا کہین معلوم نہین اور تاکید کیہ ابھی ہو ابھی - اور اُسپر یہ اور طرّہ کہ کسی کو خبر بھی نہو - بھلا اسوقت اور اس اندھیری رات مین کسکے گھر کوئی جائے"
یہ شخص اسیطرح باتین کرتا جاتا تھا کہ بیچ مین ایک حائل ہونیوالے چوراہے نے اسکی راہ مین کچھ شک پیدا کرکے اُسکو روک دیا اور یہ ششدر ہو کر اپنے دل سے کہنے لگا "بتائیے اب کسطرف جاؤن کس سے پوچھون یہان تو کوئی آدمی بھی نہین اور اگر ہوتا بھی تو کیا کام نکل سکتا تھا - خیر سے نام بھی تو نہین معلوم - گمنام آدمی کا ٹھکانا ہی کہان ! استغفر اللہ کس بلا مین پھنسا ہون (کچھ سوچکر) ہان شاید بتایا تو تھا کہ سڑک چھوڑکر جانا چاہیے - مگر یہ یاد نہین کہ داہنے ہاتھ پر جانے کو بتایا تھا - یا بائین ہاتھ پر - شاید بائین ہاتھ مڑنے کے لیے کہا تھا (لالٹین سے خوب دیکھ کر) ہان ہان بائین طرف - اسیطرف گلی بھی ہی اسیکو تو کہا تھا اِسمین سے راستہ ہی - تو اسیطرف چلنا چاہیے" اور سڑک چھوڑکر گلی کا راستہ لیا -
اب یہ گھبراہٹ کے عالم مین چارون طرف دیکھتا بھالتا چلا جاتا ہی اور دل مین یہی اندیشہ ہے کہ راہ کہین بھول تو نہین گیا مگر ابھی تک تو مین اپنے خیال مین ٹھیک اُسی پتے پر چلا آیا ہون جو بتایا تھا - (کچھ اور آگے بڑھ کر) لیجیے اب یہ گلی بھی ختم ہوگئی - وہ دیکھیے درخت بھی سامنے معلوم ہوتے ہین اسکے پاس تو تالاب بھی بتایا تھا (بہت خوش ہو کر) اہا وہ تالاب ہے - بس بس یہی مقام ہے - خوب ہی سیدھے راستے پر آیا - لیکن وہ مکان کونسا ہے - یہ بھی تو معلوم ہونا چاہیے - (ہر مکان کو بہت غور سے دیکھکر) یہان تو سب مکانون کی پُشت اسیطرف ہے - اِس مکان کے دروازے البتہ اسطرف ہین اور انھون نے تو بتایا تھا کہ دروازہ مغرب کے رُخ ہے - لیکن اسمین یہ تین دروازے کیسے ! - کیا وہی کمرہ تو نہین ہے جسکا پتا دیا تھا - اچھا تو پچھان کی طرف چلکر دیکھنا چاہیے دروازہ ہے کہ نہین (اسطرف جاکر) ہان ہی تو یہ کیا - بس یہی مکان ہے یہین پکارنا چاہیے - مگر بھئی پھر اچھی طرح سے خوب دیکھ بھال لو ایسا نہو کہ کسی اور کا مکان ہو جو مفت مین درست کیے جاؤ" یہ سوچکر اپنے خیال کی طرح پھر پلٹا کھایا - آپ صاحبون کو نہین معلوم ہوگا کہ یہ کون شخص ہے مگر اب ہم آپ کو زیادہ انتظار کی تکلیف ندین گے - ہم بتاتے

دیتے ہین - یہ وہی "مسرور" ہے جس کے ساتھ آپنے اس سے پہلے والے سین مین ہارون رشید کو بہت آہستہ آہستہ باتین کرتے دیکھا تھا - یہ اپنے بادشاہ کے حکم سے یہان اس غرض سے آیا ہی کہ وہ ان باتون کی نسبت سراغ لگائے جنکو بادشاہ نے جعفر اور عباسہ کی نشست کے متعلق ابھی تھوڑی دیر پہلے دو عورتون کی زبانی سُنا تھا - "مسرور" اس وقت عجیب گھبراہٹ مین کبھی صدر دروازہ کی طرف جاتا ہی اور کبھی اسطرف کمرہ کے پاس آکر ٹھہر جاتا ہی اور اسطرح اپنے دل سے کہتا ہی "کیون اتنو یہ وہی مکان ہے جسکا پتہ بادشاہ سلامت نے دیا تھا مشرق رُخ کا دروازہ بھی ہی اور پشت پر کمرہ بھی - اندر کچھ روشنی بھی ہوتی ہی - بس یہی تو پتے بتائے تھے - دروازے پر چلکر آواز تو دیجیے پھر دیکھا جائے گا (دروازے کے پاس آکر اپنے دل سے) مگر کسکو پکارون نام بھی تو نہین معلوم - مشکل تو یہی ہی - ہان اور یہ بتائیے کہ دریافت کسطرح کرونگا! بھئی اگر کسی بیدھب کا مکان ہوا تو سمجھ لیجیے کہ آج اچھی طرح سے آپکی مرمت ہوگی - مگر اُنھ کیا کوئی کرسکتا ہی - بادشاہ کا خادم ہون یا کسی ایسے ویسے کا - بسم اللہ کرکے پکارو بھی (زنجیر کھڑکھڑا کر بلند آواز سے) کوئی گھر مین ہے ؟ - ارے میان سوتے ہو"

گو مسرور نے بہت زنجیر کھڑکھڑائی اور کئی مرتبہ پکارا بھی مگر یہان اسوقت کے سونے والے کچھ ایسی ڈوبی ہوئی نیندون مین سو رہے تھے کہ کسیکو مطلق خبر بھی نہوئی - لیکن جب "مسرور" نے بہت غل مچایا تو کسی نے چونک کر ایک گھبراہٹ کے ساتھ کہا - کون ہے - کون ؟"

مسرور "مین ہون مین ذرا باہر تشریف لائیے - آپسے کچھ کام ہے"

وہی شخص - (اپنے دلمین) کون شخص ہے - ایسا کیا کام تھا جو اسوقت آیا (بلند آواز سے) آپ کہان سے آئے ہین ؟ کیا نام ہے ؟ آپ کا کیا کام تھا ؟"

مسرور "یا اللہ باہر بھی تشریف لائیے گا یا گھر ہی مین سے یہ باتین ہونگی - ذرا تکلیف کیجیے - کچھ ایسا ہی کام ہے"

اس باہمی گفتگو کی بلند ہونے والی آوازون نے اس گھر کے ایک دو اور سونے والون کو بھی جگا دیا اور کسی نے زنانے لب ولہجے مین کہا "ای ہی یہ کون اسوقت آیا ہی - دیکھو تم - باہر جانا اچھا! - خدا جانے کون ہے - چور ہے دشمن ہے - کیا معلوم"

وہی شخص "آپ ایسا بھی کیا! امیرالمؤمنین کے زمانہ مین کسی بات کا اندیشہ نہین مگر خدا جانے کون شخص ہی جاکر دیکھون تو کون ہی" اور دروازہ کھولکر باہر نکلا - اب شخص اور مسرور دونون باہر کھڑے ہین سلام علیک

بعد اسطرح باتین ہورہی ہین -
وہی شخص "کیون جناب کیا کام ہے - فرمایئے اسوقت آپنے کیون تکلیف کی ؟"
مسرور "حضرت یہ آپ ہی کا مکان ہے"
وہی شخص "جی ہان ہے تو - اس سے غرض - آپ اپنا مطلب کہیئے"
مسرور "جی ہان کہتا ہون - معاف کیجیئے گا - مین نے آپکو اسوقت بہت تکلیف دی - آپکا نام ؟"
وہی شخص "جناب میرا کچھ نام ہے - آپ کو اپنے مطلب سے مطلب - نام سے کیا کام ؟ یا آپ میرا نام پوچھنے آئے ہین ؟"
مسرور "یا اللہ تو اسقدر آپ گرم کیون ہوتے ہین - بغیر سمجھے مین کسطرح کہون"
وہی شخص "(اپنے دل مین) لاحول ولاقوۃ عجیب جاہل شخص ہے - (مسرور سے) جناب مجکو قاسم کہتے ہین - پھر کچھ کہیئے گا بھی"
مسرور "یہ کہیئے آپ کا قاسم نام ہے - آپ کا کوئی صاحبزادہ بھی ہے ؟"
قاسم "جی نہین کوئی نہین"
مسرور "افسوس - اور صاحبزادیان ؟"
قاسم - (بگڑ کر) "جناب آپ مردم شماری کرنے آئے ہین یا خانہ تلاشی لینے - بیفائدہ کی بک بک لگائی ہے - اگر کچھ کہنا ہے تو کہیئے - ان باتون سے آپ کو کیا مطلب - آئے ہین بڑے قاضی بن کے - ہونھہ"
مسرور "افوہ - تو اسقدر آپ جامہ سے کیون ہوتے ہین - معاذ اللہ شاید ابھی آپنے مجکو پہچانا نہین - بتادون مین کون ہون - مسرور! امیر المومنین کا خاص خادم - اب پہچانا ؟"
مسرور کا نام ایسا نہ تھا کہ جسکو بغداد مین کوئی نہ جانتا ہو - اسکی نمک حلالی اور جان نثاری نے بادشاہ کے حضور مین اسکو بہت مقرب کر رکھا تھا اور قربت سلطانی نے اسکو اسقدر شہرت دیدی تھی کہ بغداد کا وہ ہر ایک بچہ بھی اسکو پہچانتا تھا جس نے اپنی عقل ہیولانی کے مرتبہ سے قدم بھی باہر نہ نکالا ہو"
قاسم مسرور کا نام سنتے ہی کانپ گیا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا - حضور معاف کیجیئے گا مجھ سے خطا ہوئی - مینے پہچانا نہین تھا - (بلند آواز سے) کچھ بیٹھنے کو لانا - (مسرور سے) تشریف رکھیئے - تشریف رکھیئے - اسوقت آپ نے کہان تکلیف فرمائی خیر تو ہے"

مسرور "ہان خیر ہے آپ گھبرائیے نہین - ذرا آپ میرے اس سوال کا مجکو جواب دیدیجئے تو پھر مین کچھ کہون - آپ کے گھر مین کتنے آدمی ہین ؟"
قاسم "حضور ایک مین ہون - ایک میری بی بی - اور دو میری لڑکیان ہین بس"
مسرور "اور کوئی نہین - اچھا اور لڑکیون کا سن کیا ہے ؟"
قاسم "جناب ایک کا ابھی کوئی اٹھارہ اُنیس برس کا اور دوسری کا شاید پندرہ سولہ برس کا سن ہوگا"
مسرور "(اپنے دل مین) بس بس پتہ چلگیا - یہی دونون باتین کرتی ہونگی (قاسم سے) اور وہ دونون اسوقت سوتی کہان ہین ؟"
قاسم - (دل مین) "یا اللہ یہ کیا معاملہ ہے! کچھ سمجھ مین نہین آتا (مسرور سے) جناب اُسطرف مکان کی پشت پر (پورب کی طرف اشارہ کرکے) ایک کمرہ ہی اُسی مین شاید سوتی ہین"
مسرور - (اپنے دل سے) بس - بس اب یقین آگیا - وہی ہین - کچھ شک نہین - (قاسم سے مخاطب ہوکر) آپ مہربانی فرماکر ذرا اپنی صاحبزادیون سے دریافت تو کیجئے کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ شبستان عشرت کے متعلق باہم کیا باتین کرتی تھین - اور انھون نے اس واقعے کو کس سے سُنا"
قاسم "جناب! وہ شبستان عشرت کا کیا حال جانین - انکو کیا خبر - وہ کچھ نہین جانتین"
مسرور "نہین جناب - ابھی ابھی بادشاہ سلامت کا خود اسطرف سے گذر ہوا تھا - انھون نے خود اپنے کانون سے سُنا - آپ فرماتے کیا ہین! آپ ذرا اندر تو جائیے پھر کہیے گا"
مسرور کی یہ تقریر سنتے ہی قاسم کو حیرت ہوگئی سناٹا گذرگیا - بیچارے کیطرح اعضا خوف سے کانپ رہے ہین ہوش و حواس باختہ ہین - کہتا کیا ہی اور زبان سے نکلتا کیا ہی - بیچارہ گھبرایا ہوا مکان کے اندر گیا اور اسکی بی بی اپنی تھرّاتی آواز مین اسطرح پوچھنے لگی "ہی ہی - کیا ہی کچھ کہو تو"
قاسم "ہی کیا - ان کمبخت لڑکیون نے بیٹھے بٹھائے عذاب مین ڈالدیا - کہان ہین ذرا بلاؤ تو"
اور یہ کہتا ایک کمرے کی طرف چلا - یہ وہی کمرہ ہی جسکے پاس بیٹھکر ابھی جعفر اور ہارون رشید نے اُنکی باتین سُنین تھین - ایک چراغ روشن ہی اور دو عورتین جوانی کی پرجوش ڈوبی ہوئی نیند مین بیخبر سو رہی ہین - یہ دونون اسی قاسم کی بیٹیان ہین اور یہ وہی دونون سگی بہنین ہین جنھون نے شبستان عشرت کے متعلق کچھ گفتگو کی تھی - انہین سے چھوٹی کا نام احمدی ہی اور بڑی کو رضیہ کہتے ہین - رضیہ فقط سن ہی مین نہین بڑی ہی بلکہ عقل اور ذہانت مین بھی اپنی چھوٹی بہن سے

بہت بڑھی چڑھی ہے اور گو یہ ایک جاہل گھر مین پیدا ہوئی ہے مگر تاہم اُسکے طبیعی میلان اور
قدرتی شوق نے اُسکو کسیقدر لکھا پڑھا بھی دیا ہے جس نے اُسکی خداداد ذہانت کو اور بھی ترقی دیدی ہے
احمدی بالکل جاہل ہے اس نے کچھ لکھنا پڑھنا نہین سیکھا اور اپنا اسقدر سن محض کھیل کود مین ضایع کردیا۔
لیکن اسکے ساتھ اسنے مبدءِ فیاض کے ہاتھون سے حسن اس بلا کا پایا ہی کہ اگر عباسہ کی پیاری صورت
کے بعد کسیکی صورت نظر مین کسیقدر جچتی بھی ہے تو اسی احمدی کی۔ قد میانہ ہی۔ نزاکت عضو عضو سے
اسکے شوخ رنگ کی طرح ٹپکی پڑتی ہے۔ بھولا بھالا آفتابی چہرہ ہے۔ آنکھین سیاہ اور بڑی بڑی ہین
اور وہ بھی وہ جنمین عشوہ۔ جادو اور شوخی نے سماکر اسکے پیارے چہرہ کے ساتھ کچھ اور بھی دلفریبی
پیدا کردی ہی یہ دونون بہنین ابھی اُسیطرح غافل سو رہی تھین کہ قاسم نے کمرہ کے اندر پہونچکر پکارا
"رضیہ۔ احمدی۔ اے احمدی"

رضیہ۔ "(چونک کر) کیون ابا جان۔ کیا ہے۔؟"

قاسم۔ "ہے کیا۔ ایک ناگہانی آفت ہی۔ کیا ابھی تھوڑی دیر پہلے تمسے اور احمدی سے کچھ
شبستان عشرت کی باتین ہوئی تھین؟"

رضیہ۔ "نہین تو ابا جان۔ مجکو شبستان عشرت کی کیا خبر مجھسے تو کچھ بھی باتین نہین ہوئی تھین"

قاسم۔ "نہین نہین کچھ تو تم سچ سچ کہنا۔ خوب اچھی طرح خیال کرلو۔ بادشاہ سلامت خود اپنے کانونسے ابھی
سُن گئے ہین اور اب دریافت کرنیکے لیے خاص سلطانی خادم مسرور آیا ہے"

رضیہ۔ "(کچھ غور کرکے دبی زبان مین) ہان شاید ابا جان کچھ احمدی بہن نے وزارت پناہ اور
امیرالمومنین کی بہن صاحبہ کا تذکرہ تو کیا تھا مگر مجکو یاد نہین۔ دیکھیے احمدی کو جگاتی ہون۔
احمدی۔ احمدی۔ (ہاتھ سے جگاکر) اے احمدی بہن"

احمدی۔ "(ایک انگڑائی لیکر) اُونہون۔ توبہ۔ باجی تم تو سونے نہین دیتی ہو" اور پھر کروٹ
لے کر سو گئی۔

رضیہ۔ "ای ہی توبہ بہن تمھاری بھی کس غضب کی نیند ہی۔ ذرا ہوشیار تو ہو۔ دیکھو تو اماں جان
اور ابا جان کھڑے ہین۔ ایک ضروری کام ہے"

احمدی۔ "کیا ہی بھئی اللہ تم تو مانتی نہین۔ سونا مشکل کردیا ہی (آنکھین ملتی ہوئی) کچھ کہوگی بھی۔ کیا ہی"

رضیہ۔ "بہن جب ہم تم سونے کیلیے لیٹے ہین اُسوقت تم نے شبستان عشرت کا کیا تذکرہ کیا تھا؟"
(قاسم کی طرف متوجہ ہوکر) ہان ہان ابا جان مجکو خود ہی یاد آگیا۔ بہن اُسوقت اپنی

سسرال کی کچھ شکایت کرتی تھین اور افسوس کرتی تھین کہ عزیز بھائی سے مین پردہ کرنے پر مجبور کی گئی تو مین نے انکو سمجھایا کہ پردہ تو کچھ بُری چیز نہین ہے - اس کا تم ناحق رنج کرتی ہو - پردہ تو شرع کی بات ہی - اس کے جواب مین اُنھون نے کہا (بہت دبی زبان سے) اگر ایسی بے پردگی شرعاً بُری ہوتی تو امیر المومنین شبستان عشرت مین اپنی بہن کو اپنے وزیر کے سامنے کیون بٹھاتے جسکو سُنکر سخت تعجب ہوا اور مینے کہا - نہین مجکو بادشاہ کی احتیاط سے اسکی کسیطرح امید نہین ہوتی ایسا کبھی نہ ہوگا - لوگون نے یونہی جھوٹ اُڑا دیا ہوگا اور اگر بالفرض اُنھونے ایسا کیا بھی تو اُنکو اپنے فعل کا اختیار ہے ہم تم اُنکی برابری نہین کرسکتے ہین - بس اور تو مجکو کچھ یاد نہین - کیون احمدی بہن - یہی باتین تو ہوئی تھین "

احمدی "ہان ہان اور کیا - تو یہ بات ہی کیا تھی جسکے لیئے اسطرح جگا جگا کر تفتیش کیجاتی ہے ! معاذ اللہ کس مزے کی نیند آئی تھی "

قاسم "یہ - انکو اپنی نیند ہی کی پڑی ہے اور یہان جان عذاب مین پھنس گئی تمکو کچھ معلوم بھی ہے - بادشاہ سلامت کا خادم دریافت کرنے کے لیئے آیا ہے وہ خود اپنے کانون سے تمھاری یہ سب باتین سُن گئے ہین "

احمدی "ای ہی اُسوقت وہ کہان تھے - بڑا غضب ہوا خیر یہی خیریت گذری جو مینے اُسوقت کوئی بُرا کلمہ استعمال نہین کیا "

قاسم "خوب یاد ہے اور تو کچھ نہین کہا تھا "

احمدی "نہین ! ابّا جان اور مینے کچھ نہین کہا تھا - آپا جانی سے نہ پوچھ لیجئے کیون باجی بولتی نہین ہو "

رضیہ "ہان ہان مینے تو پہلے ہی کہدیا تھا "

قاسم "اچھا وہ یہ بھی پوچھتے ہین کہ یہ باتین تمکو کسطرح معلوم ہوئین اور کس شخص سے ؟ -

رضیہ "ابّا جان یہ انھین سے پوچھیے (احمدی کی طرف اشارہ کرکے) یہی کہتی تھین مین کچھ نہین جانتی ہون "

احمدی "اب مجکو نام تو کسی کا یاد نہین مگر ہان اسقدر یاد ہے کہ بہت عورتون سے سُنا تھا - وہان تو (سسرال مین) جو عورت آتی تھی یہی کہتی تھی "

اسقدر گفتگو کے بعد قاسم باہر آیا اور وہی سب واقعہ کہین کہین سے مناسب الفاظ مین مسرور کے

سامنے بیان کیا۔ دیر تک مسرور جرح کے سوالات کرتا رہا اور قاسم بہت نرم الفاظ مین اُن کا جواب بھی دیتا رہا۔ مگر اِس امر کا کسیطرح پتہ نہ چلا کہ شبستان عشرت کے محفوظ احاطے سے اس تیم نے کسطرح قدم باہر نکالا۔ اور کس خاص ذریعے سے احمدی کو اسکی خبر ملی۔ مسرور رہ رہ کر اس امر کا خوف دلاتا تھا کہ دیکھو اگر کچھ بھی غلط بیانی ہوئی تو پھر تم سب کے سب کچھے پچھروگے سچ سچ کہنا اور قاسم بار بار یہی کہتا تھا کہ خدا کے لیے مجکو سرکار دربار مین نہ بلائیے گا۔ لڑکیونکی آنے جانے مین بڑی بے عزتی ہوگی انھون نے تو باہر آنے جانیوالی عورتون سے سُنا ہی کسی نے تذکرہ کیا ہوگا۔ اَب نام تو اُنکو کسی خاص کہنے والی کا یاد نہین ورنہ ضرور بتا دیتین انکا اسمین ہرج ہی کیا تھا۔"

بالآخر بڑی منّت اور سماجت کے بعد مسرور راضی ہوا اور یہ کہکر چلدیا کہ اچھا مین خلیفہ کے حضور مین یہی حالات بہت حسن وخوبی کے ساتھ بیان کرونگا آیندہ اُنکو اختیار ہی مگر اَب تم بھی اسوقت کے میرے آنے کا تذکرہ کسی کے سامنے نہ کرنا۔"

قاسم اَب مشایعت کے طور پر باتین کرتا ہوا مسرور کے ساتھ چلا جاتا ہی اور احمدی دروازے سے گردن باہر نکالے جھانک رہی ہے۔ رضیّہ اسکی کیفیت دیکھتی ہی اور جھنجلا جھنجلا کر کہتی جاتی ہو۔ "اِی ہی بہن تمھاری بھی یہ کیا بُری عادت ہی۔ آپ گھر مین آکر بیٹھتی کیون نہین ہو۔"

احمدی "تو اسمین ہرج ہی کیا ہے۔ اسوقت یہان بیٹھا کون ہے جو دیکھ لے گا اور اس تاریکی مین کچھ معلوم ہوتا ہے۔"

رضیّہ "پھر جب معلوم نہین ہوتا ہے تو دیکھتی کیا ہو (ہاتھ پکڑکر) آؤ بھی چل کر سو رہین۔" اور دونون جاکر اپنے اپنے پلنگ پر لیٹ رہین۔ احمدی گھبرا گھبرا کر بار بار پوچھتی ہے کہ کیون باجی اَب کیا ہوگا؟ مگر رضیہ بہت استقلال کے ساتھ اِس کا اسطرح جواب دیتی ہے کہ "بہن ہوگا کیا۔ کچھ بھی نہین اسمین ہمارا قصور ہی کیا ہے اور نہ خدانخواستہ ہمارے خلیفہ غیر منصف اور ظالم ہین۔ پھر خوف ہی کیا۔"

احمدی "مگر باجی ایک بات ہی! یہ خبر پہلے پہلے مجھے انھون نے بیان کی تھی وہ جو ہماری ساس کی بھانجی ہین سوسن۔" وہ تو شاہزادی عباسہ کی سرکار مین نوکر ہین۔"

رضیّہ "اَب بہن خدا کے لیے چپ چپے رہو تو یہ کوئی سُن لیگا تو غضب ہی ہوجائیگا سب آئی گئی اُسی بیچاری کے ماتھے جائیگی۔"

احمدی "نہین مین ایسی بیوقوف نہین ہون۔ کیا مین جانتی نہین اسیوجہ سے تو مینے اُنکا نام ہی نہین لیا۔"

ابھی اسی قسم کی باتین ہورہی تھین کہ قاسم بھی مسرور کو رخصت کرکے آگیا۔ رضیّہ اپنے باپ اور اُسکے ساتھ

اپنی مان کو بھی اسطرف آتے دیکھکر ادب سے بیٹھ گئی مگر احمری کو اسکی پروا نہ تھی وہ اُسیطرح پلنگ پر بیٹھی ہے
گو اوسکی بے قصوری نے اُنکو کسیقدر مطمئن کر دیا ہو مگر پھر بھی یہ سب اسی انتشار میں بیٹھے ہین کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے

چھٹا باب

دیکھیے کیا ہو

لائیگی پیچ زُلف پریشان نئے نئے
یہ سادگی دکھائیگی سامان نئے نئے

صبح ہوئے تو دیر ہو چکی ہی مگر ہان آفتاب نے البتہ اب ایک ادا کے ساتھ کچھ اسیطرح نقاب شب اُلٹ کر دریچہ مشرق سے مُنھ نکالا ہی جسطرح کوئی غیرت خورشید سوتے سوتے ابھی چونک پڑا ہو اور ان بالون کو دونون ہاتھون سے ہٹا کر جلدی سے رُخ تابان کھولدیا ہو جو رات کے سوتے مین اسکو غافل پا کر موقع محل سے للچائی ہوئی نظرون کی طرح اسکے پیارے چہرے پر گر کر کچھ اسطرح لوٹ گئے ہون کہ کسی معشوق کے بگڑے ہوئے مزاج یا کسی عاشق کی بیڈھب آئی ہوئی طبیعت کی طرح سنبھالے سنبھلتی ہی نہون - وہ خاک نشین ذرّے جو ابھی صبح تک ریگ روان کی چادر سے مُنھ چھپائے ہوئے ایک سکوت مین پڑے تھے اب قدرتی روشنی کی جھلکیان دیکھتے ہی پہلو بدل بدل کر آفتاب عالمتاب کی جناب مین کچھ رات کی باتین، اشارے ہی اشارون مین عرض کر رہے ہین اور آفتاب کی کرن سیڑھی لگا لگا کر گوشہ نشینی کے لیے انکو اوپر چڑھا رہی ہے سلطان خاور دنیا کے سب رنگ ڈھنگ دیکھ رہا ہے اور اسکی کرنین حکمائے اشراقین کی اشراقی قوت کی طرح سارے عالم مین دوڑ رہی ہین - سُنہری سُنہری دھوپ پھیلی ہوئی ہے اور آفتاب مشائین کے عالم کی طرح درجہ بدرجہ ترقی کے درجے طے کر رہا ہے - اسکا رنگ اسوقت کچھ اُسی شعلہ رو کی آنکھون کی طرح سُرخ ہو جو حسین رات کے رہے سہے نشۂ صہبا کے ساتھ نیند کا خمار اور خمار کے ساتھ دیر کر آنکھ کھلنے کا غصّہ بیطرح بھرا ہوا اور کرنین کسی کی خشم آلود نگاہون کی طرح ترچھی ہو ہو کر زمین پر گر رہی ہین -

یہ کرنین گو اب مشرق سے مغرب تک پھیلتی جاتی ہین مگر ہماری نظر مین ان سب کا جھکاؤ بعداُ کی اُسی ایک خاص عمارت دار المناظر کی طرف معلوم ہوتا ہے جہان ہم اسوقت کھڑے ہین - یہ کیون ! کیا وجہ !! آفتاب کی نسبت تو سارے عالم کے ساتھ برابر ہے پھر ؟ شاید اسکی وجہ اور سبب آفتاب کی کرویت اور اس کا مدور ہونا ہوگا جسنے اُس کے

اُس حصّہ کو جو ہمارے مدِ مقابل ہے اسوقت اُسکا رخ والا حصّہ بنا کر ہماری آنکھون کے سامنے کر دیا ہے جس سے یہ دھوکا ہمکو گذرتا ہے یا اِس عمارت ہی مین کچھ ایسی خوبی ہے کہ جسکے دیکھنے کے لیے وہ آفتاب کی کرنین مشتاق نگاہون کی طرح اسکی طرف ٹوٹی پڑتی ہین - یہ عالیشان عمارت ایوان خلافت کے قریب کچھ پیچھے کو ہٹی ہوئی داہنی جانب کو واقع ہے جسکی نفاست - صفائی - عمدگی اور پائداری اہلِ عرب کے حسن تعمیر اور صناعی کا اچھی طرح ثبوت دے رہی ہے - اور اسکے اُن پتھرون کی بڑی بڑی چٹانین جو زمین کی کشش سے لڑ جھگڑ کر چھین لی گئی ہین اور بہت بلند چھتون اور اونچے اونچے مینارون پر پہونچا دی گئی ہین گو انکو مبدء فیاض نے گویائی کی قوت بھی نہین دی ہے مگر تاہم اظہار حق کے لیئے وہ اُسی بلندی سے پکار پکار کر کہہ رہی ہین کہ "اے قدیم زمانہ کی صناعیون کے انکار کرنیوالے لوگو! تم کیا کہتے ہو - آؤ اور دیکھو! اگر عرب مین جرّ ثقیل کا علم اور اسکے آلات پیشتر نہ تھے تو ہم کس طرح زمین سے اُٹھا کر یہان پہونچا دیئے گئے"

یہ خوشنما عمارت زمین کے ایک ہموار تختے پر واقع ہے جس کے چارون طرف کے وسیع میدانون نے نظر کو آزادی کے ساتھ لطف تماشا اُٹھانے کے لیے اپنا دامن پھیلا دیا ہے اور اُس کسل و تکان کے دفع کرنے کے لیئے جو نظر کو ایسے وسیع میدان کی سیر کرتے کرتے عموماً عارض ہو جانا چاہیئے آنکھون مین تر و تازگی بخشنے والا وہ ہرا ہرا سبزہ اپنا لہلہاتا ہوا رنگ دکھا رہا ہے جس کے بال بال مین شبنم نے رات بھر مشاطہ بنکر وہ خوش آب موتی پرو دیے ہین جو اسوقت آفتاب کی روشنی مین کچھ ایسے بھلے معلوم ہوتے ہین کہ نور نظر کی شعاعین بھی انکے دیکھنے کے لیے اسیطرح بیتابانہ آنکھون سے نکل پڑتی ہین جسطرح آفتاب کی للچائی ہوئی کرنین ٹوٹی پڑتی ہین -

یہ سبزہ اپنے رنگ کی بہار دکھاتا ہوا خود رو سبزہ کی طرح دور تک چلا گیا ہے - جس کے درمیان درمیان مین کہین کہین باغبانون نے کانٹ چھانٹ کر نیچرل سادگی مین اصلاح اور ترمیم کر دی ہے مگر وہ بھی بہت کم کم - ایک قاعدہ کے ساتھ جس نے کچھ اور ہی لطف پیدا کر دیا ہے - نہرین دجلے سے نکل نکل کر یہان کی سیر دیکھنے کے لیئے جا بجا آئی ہوئی ہین اور اپنے پانی کی روانی دکھاتی - سبزہ مین ہر دم اور ہر لحظہ نمو کا تازہ اور نیا مادّہ بخشتی ہوئی ادھر اودھر بہ رہی ہین - نسیم سحر کے آخری وقت کے جھونکے

گلے مل مل کر سبزے سے رخصت ہو رہے ہین اور آفتابی کرنون کی گرمجوشیان دیکھ دیکھ کر کسی کی شرم آلود نگاہون کی طرح سبزہ اپنی گردن جھکائے لیتا ہے روشون پر آدمی ٹہل رہے ہین اور گلگشت کرتے کرتے اُسی مکان کے اندر چلے جاتے ہین جسکی فضا اور بہار کی ترقی دینے کے لیئے یہ سب سامان کیے گئے ہین -

اس مکان کے نام ہی نے یقیناً ہر شخص کو اس امر سے واقف کر دیا ہوگا کہ یہ مکان کس لیے مخصوص ہے لیکن اگر کوئی ابھی نہین سمجھا ہے تو ہم بتائے دیتے ہین یہ وہی مکان ہے جس سے ہارون رشید کے علمی مذاق کا ایک اچھا اندازہ ہوسکتا ہے - مہینے مین دو مرتبہ وہ یہان رونق افروز ہوتا ہے - اہل دانش اور کمال جمع ہوتے ہین اور بہت آزادی کے ساتھ اُسوقت اُن مضامین پر بحث ہوتی ہے جو پیچیدگی کے اعتبار سے حرمان نصیب عشاق کے دل کے اُلجھے ہوئے معاملے سے کم نہین ہوتے - اور بڑی بڑی موشگافیون کے ساتھ وہ باریک باریک نکات حل کیے جاتے ہین جنکی نظیر اس عالم مثال مین اگر ہوسکتی ہے تو حسینونکی اُسی نازک کمر سے جسکا شعرا کو آج تک کہین پتہ ہی نہین ملتا - وسط کے بڑے کمرہ مین بہت پُر تکلف فرش بچھا ہوا ہے اور اسپر وہ لوگ بیٹھے ہوئے نظر آتے ہین جو علم اور عقل کے اعتبار سے آج اپنا نظیر دنیا مین نہین رکھتے اور جنکو ہارون رشید کی قدردانی نے سارے زمانہ سے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر بغداد مین آج جمع کر دیا ہے - جعفر برمکی - یعقوب کندی - جبریل بن بختشوع مسیحی - سالی اور منکہ ہندی وغیرہ وغیرہ یہ سب موجود ہین اور یہ باتین ہو رہی ہین -

جعفر "آج ابتک امیر المومنین کی سواری نہین آئی - ہمیشہ تو آفتاب نکلتے ہی تشریف لے آیا کرتے تھے - معلوم نہین آج یہ کیا معاملہ ہے - اب تو بہت دن آگیا "

یعقوب کندی "ہان معلوم نہین کیا وجہ ہے - کہین مناظرہ کا دن تو نہین بھول گئے "

جعفر "جی نہین بھولنا تو وہ پڑھے ہی نہین اور پھر مناظرہ کو ! - خدا کرے انکا مزاج اچھا ہو - اچھا دیکھیے مین خود جاکر ابھی خبر لاتا ہون " اور یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا اور ایوان خلافت کی طرف چلا -

ہارون رشید جو علمی بحث اور مناظرہ کا دل وجان سے عاشق تھا اور جس کے علم دوست ہونے نے زمانے کے مردہ علوم مین ایک نئی روح پھونک دی تھی گو اسوقت دار المناظرہ کے

جانے کے لیے تیار بیٹھا ہے مگر خدا جانے اسوقت کس انتشار مین ہے کہ جانے کا وقت گذرے ہوئے وقت کی طرح ہاتھ سے نکلا جاتا ہے اور یہ دار المناظرہ کی طرف جانے کا نام ہی نہین لیتا۔ سر شرر غاضر ہے اور اوس سے یہ باتین ہو رہی ہین۔

ہارون رشید "واہ مسرور! تم سے کچھ بھی نہو سکا گئے بھی اور کچھ خبر نہ لائے۔ تم اُس مکان تک پہونچے بھی تھے کہ نہین۔ یہ"

مسرور "حضور عالی نہ پہونچتا کیا معنی۔ گو ایسے بے پتہ اور بے نشان مکان کا ملنا اسوقت بہت مشکل تھا مگر خدا ان عالی کے اقبال نے میری رہبری کر کے بہت اچھی طرح مجکو اس مکان تک پہونچا دیا جہان کے جانے کے لیے حکم ہوا تھا۔ وہ قاسم کا مکان ہے اور جن عورتون کی گفتگو حضور نے سُنی تھی وہ دونون اُسیکی بیٹیان ہین۔ مین نے بہت دریافت کیا کہ یہ خبر اُنھون نے کس کی زبانی سنی تھی مگر اوُنھون نے کسی خاص شخص کا نام نہین لیا۔ اور حضور عالی کا حکم اخفاے راز کا بھی تھا ورنہ مین دریافت کرنے مین انپر زیادہ سختی بھی کرتا۔ شاید اُنھون نے کہین یونہین اوڑتی ہوئی خبر سن لی ہوگی"

ہارون رشید "نہین سختی کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ انہین انکی کیا خطا تھی"

مسرور "نہین۔ حضور عالی کا اگر حکم ہو تو مین ابھی اُنھین حضور مین لاکر حاضر کر دون"

ہارون رشید "کیا فائدہ (غور کر کے) اچھا دیکھا جائے گا"

(اپنے دل سے) شاید نام تو اسوقت بھی انھون نے کسی کا نہین لیا تھا۔ یہی کہتی تھین کہ گھر گھر یہ چرچا ہو رہا ہے۔ پھر کسطرح وہ کسی خاص شخص کا نام بتاتین اور بالفرض اگر معلوم بھی ہو جاتا تا ہم اسکا تدارک ہی کیا ہو سکتا تھا (غور مین آکر) پھر مین کیا کرون۔ یہ بدنامی تو اچھی نہین"

یہ آپہی آپ چپ بیٹھا ہوا اپنے دل سے یہی باتین کر رہا تھا کہ خدام بارگاہ نے جعفر کے آنیکی خبر اس کے کانون تک پہونچائی۔ اور یہی خبر اس خود رفتگی کے عالم مین اُسکے ہوشیار کرنے کا ذریعہ بنکر ایوان خاص سے اسکو دیوان عام مین لیگئی جعفر آداب تسلیمات بجالایا اور ہارون رشید بہت محبت کے ساتھ اسطرح اُس سے ہمکلام ہوا "کیون جعفر خلاف معمول آج اسوقت کسطرح آئے۔ کوئی ضروری کام تھا"

جعفر "نہین حضور کچھ کام نہین۔ حضور عالی آج ابتک دار المناظرہ مین رونق افروز نہین ہوئے تھے اسیوجہ سے مجکو انتشار ہوا اور استفسار مزاج کے لیے حاضر ہوا۔

جنابعالی کا مزاج مبارک تو اچھا ہے ؟"

ہارون رشید "ہان الحمدللہ مین اچھا ہون - کچھ ایسے ہی وجوہ مانع ہوگئے جو آپ تک نہین گیا - بیشک آج بہت عرصہ ہوگیا مگر چلئے اب مین چلتا ہون" یہ کہہ کر گھوڑے پر سوار ہوا اور اسی کے ساتھ جعفر بھی -

شاہانہ جلوس کے ساتھ سواری اب دارالمناظرہ کی طرف جا رہی ہے اور ہارون رشید اپنے انھین خیالات مین ڈوبا ہوا ہے کہ اس بے پردگی کی بدنامی سے مین کسطرح بچون دارالمناظرہ کچھ دور نہ تھا - ان خیالات نے اسکے دل و دماغ مین دو ایک چکر بھی ابھی نہین لگائے تھے کہ سواری دارالمناظرہ کے صدر دروازہ پہ پہونچ گئی اور حاضرین نے بہت تعظیم اور تکریم کے ساتھ بادشاہ کو لیا - سب نہایت بے تکلفی اور آزادی کے ساتھ موقع موقع سے بیٹھ گئے اور مناظرہ کی صحبت شروع ہوگئی -

پہلے قہوہ کا کچھ دور چلا فواکہات کھائے گئے اور پھر بات بات پر موقع محل سے برجستہ اشعار اور مصرعے پڑھے گئے جس کے ساتھ اُن شعرا کا بھی ذکر آگیا جنکی طبع رسا کے سانچے مین ڈھل ڈھل کر وہ چلبلے مضامین دادن کو بیچین کرتے ہوئے نکلے تھے - اسی تذکرہ کے ذیل مین زمانہ جاہلیت کے شعرا کا بھی کچھ ذکر آگیا اور رفتہ رفتہ نابغہ ذبیانی کا ذکر چھڑ گیا -

نابغہ ذبیانی کوئی ایسا شاعر نہ تھا کہ جسکی مضمون آفرینی اور نازک خیالی کا زمانہ قائل نہو بہت دلچسپی کے ساتھ دیر تک اُسکا تذکرہ ہوتا رہا اور بہت شوق کے ساتھ اسکے قصائد اور اشعار پڑھے اور سنے گئے جنکو جسکا کلام یاد آتا جاتا تھا وہ پڑھتا جاتا تھا اور سننے والے عش عش کرتے جاتے تھے کہ اتفاق سے کسی نے اسکا یہ شعر پڑھا

سقط النصيف ولم ترد اسقاطه	فتناولته واتقتنا باليد

اور جعفر بے اختیار ہو کر کہنے لگا "اہا ہا کیا خوب کہا ہے - یہ اُسوقت کا واقعہ اُس نے باندھا ہے جب نعمان بن منذر اور اُسکی بی بی متجردہ دونون خلوت مین بیٹھے ہوئے تھے اور یہ اتفاق سے وہان

* یہ جاہلیت کے زمانہ کا ایک مشہور شاعر ہے جو بازار عکاظ کے مشاعرون مین اکثر شریک ہوا ہے - یہ نعمان بن منذر کا بڑا مقرب اور درباری تھا ۱۲ -

* یعنی دوپٹہ سر سے گر پڑا حالانکہ قصداً اسنے گرانا نہین چاہا تھا - پس اسنے پکڑ لیا اور ہاتھون سے منھ چھپا لیا ۱۲

پہونچ گیا۔ اُسوقت شرم کے مارے متجردہ کا ایک دلفریب ادا کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہونا جلدی جلدی دوپٹے کا سنبھالنا اور گھبراہٹ مین دوپٹے کا اسکے سر سے گر پڑنا اور شرم سے اسوقت اسکا دونون ہاتھون سے منھ چھپا لینا - یہ ایک ایسی دلفریب ادا کا ہو بہو فوٹو اُتارا ہے کہ سبحان اللہ واللہ نقشہ کھینچ دیا ہے" اور سب سامعین نابغہ کی نازک خیالی کی داد دینے لگے اور جعفر کے حسن بیان کی تعریف اور توصیف ہونے لگی۔

یہ عام دستور کی بات ہو کہ جب طبیعت کا پریشان کرنے والا کسی قسم کا خیال کسی کے دل پر مضبوطی کے ساتھ قبضہ کیے ہوتا ہے تو اسکو بجز اس قسم کی باتون کے اور کوئی بات اچھی نہین معلوم ہوتی اور کسی نہ کسی طرح سے وہ اُسی ذکر کو چھیڑ دیتا ہے جسین اُس کو اسوقت زیادہ فکر ہوتی ہے۔ چونکہ ہارون رشید کو اسوقت حد سے زیادہ خیال اپنی اُسی بدنامی کا تھا جو عباسہ کی ایک قسم کی بے پردگی سے اسکی طرف عائد ہوتی تھی اسوجہ سے اسوقت اسکو اس امر کا ایک اچھا موقع ملا کہ وہ اس کی نسبت لوگون کا عندیہ لے اور اپنے خیالات کو بھی درپردہ کسی طرح ظاہر کرے۔

اسی آنے والے خیال نے قسمین دلا دلا کر کسی بدمزاج معشوق کے سکوت کی طرح اس کے مہر سکوت کو توڑا اور وہ اسطرح جعفر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "وہ ہان اسمین شک نہین نابغہ نے بہت اچھا سین دکھایا ہو مگر ماشاء اللہ آپ کی نظر بھی کس قدر وسیع ہے۔ بے شک شعر کا لطف اسوقت تک بخوبی کسی کو نہین آسکتا ہے جبتک کہ اِس کو اُس واقعے سے اچھی طرح واقفیت نہو جس کے اعتبار سے شاعر نے اِس شعر کو نظم کیا ہے۔ لیکن یہ بات کچھ اچھی طرح سمجھ مین نہین آتی کہ عورتین اسقدر مردون سے پردہ کیون کرتی ہین اس کی وجہ کیا ہے؟"

جعفر "جناب عالی اسکی وجہ کیا؟ - وہی حیا وہی شرم جسکو بڑی فیاضی کے ساتھ مبدء فیاض نے ان کے حق مین عطا کر دیا ہے"

ہارون رشید "تو یہ فیاضی ایک عورتون ہی کی ذات پر کیون منحصر رکھی گئی مردون کے لیے بھی اسمین سے کچھ حصہ ٹھہر جاتا تو وہ بھی عورتون سے پردہ کرتے"

جعفر "حضور مردون کے واسطے جسقدر حیا مناسب تھی اسقدر ان کو بھی مل گئی۔ لیکن عورتون کے حصے مین چونکہ شہوانی قوت بہت زیادتی کے ساتھ آگئی تھی اسوجہ سے

نیچر نے بہت عاقبت اندیشی کے ساتھ حیا اور شرم کا جز بھی انہین بہت زیادتی کے ساتھ پیدا کر دیا کہ وہی انکے نفس کی نازیبا اور حد سے تجاوز کر جانے والی خواہشون کو بہت خوبصورتی کے ساتھ ایک اعتدالی حد کے احاطہ سے باہر قدم نہ رکھنے دے۔"

ہارون رشید "اُن کی خطا! وہ بیچاریان ہر طرف سے اس طرح کیون مجبور کی گئین۔ اور شہوانی قوت کے زورون نے بیطرح بیتاب کیا ادھر ان کو حیا اور شرم کی سخت سخت زنجیرون سے جکڑ دیا۔ وہ اسیطرح کیون نہ ایک اعتدالی احاطے مین رکھی گئین جس طرح مرد۔"

جعفر "(تھوڑے سکوت کے بعد) اصل یہ ہو کہ بہت سی روزمرہ کی باتین ایسی ہوتی ہین کہ گو ہر وقت پیش نظر رہتی ہین مگر انپر غور کرنے کی کبھی نوبت نہین آتی۔ لیکن عجب نہین کہ اسکی یہ وجہ ہو کہ اگر اس شدومد کے ساتھ انہین یہ قوت نہ پیدا کی جاتی تو ان کو وہ سخت سے سخت ہونے والی تکلیفین اس فعل کے قریب کبھی نہ آنے دیتین جو ان کو وضع حمل یا اس سے قبل یا اس کے بعد یکے بعد دیگرے بڑی زیادتی کے ساتھ ہوتی ہین اور پھر انکے اجتناب کی وجہ سے نظام عالم اور بقاے نوع انسانی مین ایک بہت بڑا خلل اور نقصان پیدا ہو جاتا جس کے تدارک کیواسطے حکیم مطلق کو اپنا بہت بڑا انتظام پلٹنا پڑتا اور حیا و شرم کی نسبت تو مین پہلے ہی عرض کر چکا ہون کہ وہی ایک ایسی قدرتی چیز ہے کہ جو ان کے چال وچلن کے عمدہ بنانے کی ایک لائق ادیب ہو ورنہ انکے دلون کی اُمنگ اور جوانی کے ترنگ کو کون روک سکتا ہے۔ استغفراللہ۔"

ہارون رشید "بجا آپ نے کہا اور مینے مان لیا۔ جب دلیل سے اپنا دعویٰ ثابت نہو سکا تو اللہ میان کے وسیع قدرت کے دامن مین جا کر چھپ رہے اور حیا کو ایک قدرتی چیز قرار دے کر اور پردے کا سارا بار اس کے سر ڈال کر آپ بالکل سبکدوش ہو گیے۔ بندہ اس زبانی جمع خرچ کا قائل نہین۔ آپ غور فرمائین حیا ہے کیا چیز؟ وہ قلب کی ایک ایسی کیفیت کا نام ہے کہ جب انسان سے کوئی حرکت خلاف عقل۔ خلاف شرع۔ خلاف آئین اور خلاف رسم ورواج سرزد ہوتی ہے یا اس کے ارتکاب کا قصد ہوتا ہے تو اسکا دل گردن جھکا کر اس کے کان مین یہ کہدیتا ہے کہ "ارے! یہ کیا؟ جو سنیگا کیا کہے گا۔!!"

یہ ممکن ہے کہ جنس ذکور اور اناث سے قطع نظر کر کے مین ہر ذی عقل آدمی کے لیے اسکو ایک درجہ تک قدرتی شے مان لون لیکن نہ اسقدر کہ فقط عورتون ہی کے حق مین وہ ایک ایسی پرزور قدرتی اور قوی چیز تسلیم کرلیجائے کہ اسکے مجبور کردینے والے زبردست ہاتھون سے عورتین پردہ کرنے پر بھی مجبور ہو جائین! اور شاید یہ مسئلہ اس وقت تک قابل تسلیم بھی نہین ہوسکتا جب تک آپ اس کا ایسا پرزور اثر ہر مذہب ہر ملت - ہر ملک کے باشندے اور ہر زمانے کے لوگون میں اچھی طرح نہ دکھاوین"

جعفر "ہان بیشک اس امر کو مین اچھی طرح ثابت کرسکتا ہون - لیکن پہلے یہ ضرور سمجھ لینا چاہیئے کہ قدرتی تاثیرات کا اثر ہر شی پر ان کی قابلیت اور استعداد کے موافق ہوتا ہے - آسمان سے برسنے والا وہ پانی جو ہر شے کی جان اور زندگی ہے عموماً سبزے کو قدرتی طور پر زمین سے پیدا کر کے اسکی سرسبزی اور شادابی کا باعث ہوتا ہے لیکن شور اور کنکریلی زمین مین اس کا کچھ زور نہین چلتا اسیطرح سے قدرتی حیا کا اثر کہین کم اور کہین زائد ہوتا ہے - دیکھیئے حیوانات مین اس کا وجود مطلق نہین پایا جاتا اور اسیطرح ان وحشی انسانون مین بھی جنپر ابھی عقل اور تہذیب کا سایہ تک نہین پڑا ہے - ابتدائے آفرینش مین ہر شخص کی یہی حالت تھی لیکن قدرت نے آدمیت سکھانے کے لیے پہلے ہی سے حلۂ بہشتی پہنا دیئے تھے جو دھوکے ہی دھوکے مین چھن بھی گئے - تاہم اس نے اسقدر تعلیم ضرور دے دی کہ آدمی اپنی شرم گاہ کا ستر درخت کے پتّون اور چھالون سے کرنے لگے لیکن جب ذرا اور آنکھ کان کھلے اور کپڑا بننا معلوم ہوا تو پہلے بہت کفایت شعاری کے ساتھ فقط لنگوٹی وغیرہ پر اکتفا کیا گیا لیکن جب تمدّن نے کسی قدر اور وسعت پیدا کی تو فراخ حوصلگی سے مگر بہت سادگی کے ساتھ بغیر سینے اور دھونے کے اِن سے ستر پوشی ہونے لگی جنکی رہی سہی بعض بعض نشانیان تہمت - لنگی - ساری وغیرہ آدمیون کے سمجھنے اور سمجھانے کے لیے اَبْ تک موجود ہین اور استعمال بھی کی جاتی ہین -

اِس حد پر پہونچکر تمدّن نے مرد اور عورت کے لباس مین علیحدہ علیحدہ ایک

خاص خصوصیت پیدا کرکے ایک کو دوسرے سے اچھی طرح ممتاز کردیا۔ اور پھر جس طرح تہذیب کی روشنی پھیلتی گئی اور موسمی انقلابات اور طرز معاشرت کی ضرورتین انکو مجبور کرتی گئین اسیطرح لباس مین بھی نئی نئی کاٹ چھانٹ پیدا ہوتی گئی۔ لیکن اس سے کوئی شخص انکار نہین کرسکتا کہ ہر زمانے۔ ہر ملت ہر طبقے اور ہر ملک کے لوگون مین عورتون کے لباس مین ستر پوشی کا خیال اور لحاظ اُس سے زیادہ رکھا گیا جس قدر کہ مردون کے لباس مین۔ ساریان۔ لہنگے۔ ازار۔ اور پائجامے۔ یہ وہ کپڑے تھے جنھون نے تھوڑے تھوڑے فرق کے ساتھ نصف زیرین حصے کی ستر پوشی کمر سے قدم تک بخوبی کردی۔ کمر سے گردن تک چھپانے کے لیے عرب مین درع۔ اتب۔ قرقل۔ صدار۔ مجول۔ خیعل۔ اور شوذر اسیطرح عورتین استعمال کرتی ہین جسطرح اور ملکون مین۔ محرم۔ فتوحی۔ اور کرتیان پہنی جاتی ہین۔ سر کے چھپانے کیلیے تخنیق* اور غفارہ استعمال کیا جاتا تھا اور اس پر سے مختلف قسم کے دوپٹے اوڑھے جاتے تھے جو باختلاف وضع صدار۔ خمار۔ معجر۔ مقنعہ۔ نصیف اور ردار کے مختلف نامون سے نامزد تھے چہرہ کی حفاظت اور چھپانے کے لیے مختلف قسم کے نقابع اور برقع ہوتے تھے جسمین سب سے بڑی نقاب کا نام جُنّہ تھا جو سینے کو بھی چھپا لیتی تھی۔ یہ سب اُن لباسون کے مختصر نام ہین جو پُرانے زمانے مین بھی کبھی استعمال کیے جاتے تھے اور اس کے قوی ثبوت کے لیے زمانہ جاہلیت کے وہ اشعار موجود ہین جنمین یہ سب نام آئے ہین میرے خیال مین یہان حاضرین جلسہ مین سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو میرے اس خیال سے خلاف ہو ورنہ مین اسوقت بھی بہت سے زمانہ جاہلیت کے اس قسم کے اشعار پڑھ سکتا ہون جنمین اُن سب کپڑون کے نام آگئے ہین جن کا مین نے ابھی نام لیا اور جس سے اس امر کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ قدیم زمانہ مین بھی عورتون کا لباس اسی قسم کا رہا کہ وہ بہت پردہ داری کے ساتھ انکے بنڈے کو دیکھنے والون کی نظر سے چھپائے رہے ؎

* عرب کی عورتین سب سے پہلے سر پر ایک رومال باندھتی تھین جو سر کے آگے اور پچھلے والے حصے کو بالکل چھپا لیتا تھا اسکو تخنیق کہتے تھے اسپر ایک اور رومال باندھتی تھین جس سے یہ غرض ہوتی تھی کہ بالون کا تیل اسی مین جذب ہوکر رہجائے اور دوپٹہ نہ خراب ہووے اسی کو غفارہ کہتے ہین اور اسی کے اوپر مختلف طرح کے دوپٹے اوڑھے جاتے تھے ۱۲

ع جو نقاب صرف آنکھ کی پردہ پوشی کرتی تھی اُسکا نام وصواص تھا۔ اس سے نیچی نقاب سے نیچی لفام لفام سے نیچی شام جسکی حد ہونٹون تک ہوتی تھی اور اس سے بڑی کا نام جُنّہ تھا۔ ۱۲

یعقوب کندی "سبحان اللہ کیا طرز تقریر ہے۔ کس عمدگی سے اپنے دعوی کو ثابت کیا۔ واہ بیشک اس امر سے کسیکو انکار نہین ہوسکتا کہ ہر زمانہ عورتون کے لباس مین پردے کی جہت کو ایک نئی ترقی دیتا گیا اور انکے ناموں کا پتہ پرانے زمانہ کے اشعار مین بہت کثرت کے ساتھ موجود ہے جنمین سے نصیف کا تذکرہ نو نابغہ کے اُسی شعر مین ہے جسپر یہ بحث چھڑی"

ہارون رشید "ہان اسمین شک نہین کہ جعفر کے مورخانہ بیان نے پردے کی تاریخ کے چہرہ سے پڑا ہوا پردہ اُٹھا کر اکثر میرے اُن سوالات کو پہلے ہی سے منقطع کر دیا جو شاید آگے چلکر مین کرتا اور اس امر کو بھی اچھی طرح دکھا دیا کہ قدیم زمانہ مین بھی عورتون کا لباس پردہ کا پہلو لیے ہوتے تھا۔ لیکن میری تقریر کا ماحصل اس سے کسی قدر اور بڑھا ہوا تھا۔ مین اس امر مین گفتگو کر رہا تھا کہ عورتین مردون کی طرح کیون نہین آزادی کے ساتھ رہتی ہین اور وہ مردون کی سوسائٹی اور صحبتون مین مردون کی طرح کیون نہین شریک کی جا سکتین ؟۔ اس سے میری یہ غرض نہین ہے کہ ایسا ہونا بھی چاہیئے۔ نہین۔ بلکہ ایک محققانہ نظر کے ساتھ مین یہ دیکھنا چاہتا ہون کہ ستر پوشی کی طرح نیچر نے اس کا سبق بھی دیا ہے کہ نہین اور اس کا عملدرآمد دنیا کے آباد حصون مین کہان تک ہوتا ہے"

سنالی ہندی[†] "جناب عالی اسکا ثابت ہونا تو بہت مشکل بات ہے۔ مینے اپنے وطن سے نکل کر جن جن آباد حصون کی عورتون کو دیکھا انمین اس قسم کا پردہ تو کہین نہین دیکھا! خود ہمارے ہی وطن ہندوستان مین عورتین برابر نکلتی ہین اور پوجا پاٹ کے لیئے ہر روز مندرون اور استھانون مین جاتی آتی رہتی ہین مگر ہان اَب جب سے اسلامی فوجین اسطرف جانے لگی ہین اور لشکری لوگون نے جائز اور ناجائز طریقے سے اُنکے پردہ عصمت مین خلل ڈالنا چاہا تو البتہ کچھ اُن کے خوف سے اور کچھ اُن کی دیکھا دیکھی وہان بھی پردے کی رسم ہو گئی ہے اور عورتون کا اس بے پردگی اور آزادی کے ساتھ نکلنا مصلحتاً کچھ کچھ موقوف ہو چلا ہے ورنہ اس سے پہلے عورتون کو تیرتھ جاترا اور اسشنان وغیرہ کے لیے دور دراز سفر اختیار کرنے پڑتے تھے اور کسی طرح کا عیب نہین سمجھا جاتا تھا"

[†] یہ ہارون رشید کے دربار کے ایک ہندی الاصل طبیب کا نام ہے جو بیدک ذخیرہ کی کتابون کے ترجمہ کرنے پر مامور تھا

جعفرؒ ہان یہ سچ ہے - بیشک اس قسم کی آزادی عموماً عورتون کو پہلے حاصل تھی اور وہ اسیطرح بلاخوف واندیشہ مردون کی صحبتون مین شریک ہوتی تھین جسطرح مرد- لیکن جس طرح سے تہذیب پھیلتی گئی اُسی طرح تجربہ بہت قوی شہادتون کے ساتھ بے پردگی کے نقصانات دکھاتا گیا اور پردے کے خیالات کو قوت ہوتی گئی - لیکن کلام اس مین ہے کہ بجائے خود انکا یہ فعل کیسا تھا؟"

سالی ہندیؒ ہان آپ بہت سچ فرماتے ہین - اسمین شک نہین کہ عورتون کا مردون سے بہت خلا ملا اور ان کی سوسائیٹیون مین شریک ہونا ضرور ایک قسم کی خرابی پیدا کر دینے والی چیز ہے - لیکن اس کا خراب اثر جناب من بجز آوارہ مزاج عورتون کے اور کسی پر نہین ہو سکتا - استریون کو خود ذاتی عصمت انکی حیا - انکے مذہبی خیالات - اور پرمیشر کا ڈر اس سے زیادہ انکی حفاظت کرتا ہے جسقدر کہ یہ ظاہری پردا انکو انکی ناجائز حرکتون سے بچا سکتا ہے"

ہارون رشیدؒ ہان یہ تو سچ کہتے ہین نفسانی خواہشون کا تعلق دل سے ہے اور نفوس کی اصلاح اور تکمیل کے لیئے یہ ظاہری پردہ اسطرح ہرگز نہین ہو سکتا جسطرح کہ یہ ظاہری باتین"

جعفرؒ بیشک مجکو بھی اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ یہ باتین اُنکے دل وچلن درست کرنے کے لیئے موثر نہین ہین - لیکن اسکے ساتھ یہ بھی خوب یقین کر لینا چاہیئے کہ عورت ومرد کی مثال بعینہٖ آگ اور پھوس کی ہے - ممکن ہی نہین کہ جب یہ دونون ایک جگہ جمع ہون اور وہ دبی ہوئی آگ بھڑک نہ اُٹھے جو نیچر نے ہر شخص کے دل مین پیدا کر دی ہے جس کے فرو کرنے کے لیئے میرے ذہن ناقص مین پردے سے عمدہ اور کوئی چیز نہین ہے"

منکہ* ؒ جناب عالی گستاخی معاف یہ جو بڑی عصمت مآب بنکر پردے مین بیٹھی ہین کیا ان مین سے کسی کے مزاج مین بھی آوارگی نہین آجاتی"

جعفرؒ نہین یہ مین نہین کہہ سکتا کہ سب پردے مین بیٹھکر فرشتہ ہی بنجاتی ہین اور ان مین سے کسی کا سرکش نفس بھی اپنی دبی زبان سے ان کے کان مین کچھ

* یہ بھی ہندی طبیب تھا جو سالی کی طرح ترجمہ کرنے پر ہارون رشید کی سرکار مین نوکر تھا ۱۲

نہین کہتا۔ لیکن ہان اسی کے ساتھ مین آپ کو اس امر کا بھی یقین دلاتا ہون کہ اگر وہی کوچہ بازار مین بھی آزادی کے ساتھ پھرین تو وہ اس سے بدرجہا زیادہ آوارگی اختیار کرین گی جس قدر کہ پردے مین بیٹھ کر بے دست و پائی کی وجہ سے ان کو ناجائز امور کے ارتکاب کا موقع مل سکتا ہے "

جبرئیل بن بختیشوع[*] جناب عالی بے ادبی معاف - یہ فقط دل کے سمجھانیوالی باتین ہین ورنہ جو عصمت مآب اور پارسا عورتین ہین اور جنکو ہولی ورجن اپنے مبارک سایہ مین لیے ہوئے ہے وہ کیسی ہی حالت مین ہون - کہین رہین انکے دامن عفت اور پارسائی مین کبھی دھبا نہین آسکتا - اور جنکی سرشت ہی خراب ہے ان کی آوارگی اور حرامزدگی کا کیا! لاکھ حفاظت اور احتیاط کے ساتھ پردے کے اندر بٹھائی جائین مگر استغفر اللہ وہ اپنے ہتکنڈون سے کبھی باز آسکتی ہین - تو بہ! جہان تک میرا خیال جاتا ہے مین کہہ سکتا ہون کہ اس قسم کا پردہ اسلامی دور نے اگر فقط ایک قسم کا باہمی فرق اور امتیاز پیدا کرنے کے لیے اختیار کر لیا - ورنہ مین جانتا ہون کہ اسلام سے پہلے کہین دنیا کے پردے پر اس قسم کے پردے کا رواج نہ تھا اور کوئی کہہ سکتا ہے کہ سب عورتین اس سے پہلے آوارہ طبیعت ہی ہوتی تھین -

انگلستان مین اب تک عورت اور مرد بہت آزادی کے ساتھ باہم عام جلسون مین شریک ہوتے ہین اور کسی قسم کا پردا نہین ہوتا لیکن اسکا وہ خراب نتیجہ ابھی تک تو نہین دیکھنے مین نہین آیا جو احتمالی طور پر ہو سکتا ہے اور آپ اسکو بہت زور دیکر یقین کے مرتبے پر پہونچانا چاہتے ہین؟

جعفر - جناب آپ انگلستان کی کیا مثال دیتے ہین! وہان تہذیب کا قدم آئے ہوئے ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہین - چار روز پہلے وہان کی تاریخ کے صفحے اسیطرح بالکل سادے تھے جس طرح کہ ہر قوم کے ابتدائے زمانہ کے ورق سادے ہونے چاہیئے بدن ننگا جاتا تھا اور درختون کی چھال سے بدن چھپایا جاتا تھا - مچھلیان بھون بھون کھائی جاتی تھین اور انہی پر ان کی غذا موقوف تھی - وہان یہ کیا؟ جو کچھ ہو تھوڑا ہے! - جیسی بے پردگی وہان ہے خدا نہ کرے ایسی اور کہین ہو - مین کسی طرح

---

[*] یہ ایک عیسائی طبیب تھا جس کو ہارون رشید کی قدردانی اور بے تعصبی نے ایک اعلیٰ درجہ پر پہونچا دیا تھا ۱۲

خیال نہین کرسکتا کہ ایسی آزادی جہان ہو وہان کی عورتون کے چال چلن مین اتنیک فرق آگیا ہوا اور بفرض محال اگر اس بے پردگی نے ابھی اپنا خراب اثر وہان کی عورتون مین نہین پیدا کیا ہی تو بشرط زندگی دیکھ لیجیے گا کہ تھوڑے ہی دنون مین وہان بہت خرابیان پیدا ہوگئین ہم سنین گے اور آپ خود ہی اپنی زبان سے کہین گے کہ انگلستان جسقدر فحش ہوتا ہی ویسا دنیا کے پردے پر کہین اور نہ ہوگا۔ جہان اس طرح کی بے حجابی اور شراب کی کثرت ہو وہان کا خدا ہی حافظ ہے۔ بیشک جس طرح پردے کی نسبت اسوقت یہان بحث ہے اسطرح کا پردہ پہلے زمانے مین نہین تھا۔ خود عرب کی جاہلیت کے زمانے کی تاریخ بہت صراحت کے ساتھ اس امر کو بتا رہی ہو کہ پہلے عورتین بہت آزادی اور بے تکلفی کے ساتھ عام جلسون۔ لڑائیون۔ بازارون۔ میلے۔ دنگل اور مشاورون مین شریک ہوتی تھین لیکن جس طرح مین اس سے انکار نہین کرسکتا اسی طرح آپ بھی اس امر سے انکار نہین کرسکتے کہ جس قسم کی بے پردگی اور آزادی پہلے کسی زمانہ مین تھی ویسی اُس کے بعد والے زمانہ مین نہ تھی اور اُس کے بعد اس سے کم۔ پھر اس سے کم۔ اور پھر اس سے اور بھی کم ہوتی گئی۔ غرضکہ ہر ایک آنیوالا بعد کا زمانہ اپنے پہلے والے زمانہ سے زیادہ عورتون کے پردے کا بندوبست کرتا گیا۔ مین یہ نہین کہتا ہون کہ بے پردگی کے زمانے مین سب عورتون کے عادات اور اطوار خراب ہی تھے لیکن یہ پوچھتا ہون کہ کیا یہ خاص قسم کی تبدیلی بلا وجہ اور بے سبب ہوتی آئی ہے؟ نہین۔ ہرگز نہین بلکہ جس طرح سے بے پردگی کے خراب نتائج دیکھے گئے اُسیطرح ہر زمانے کے ریفارمر اسمین اصلاح اور ترمیم کرتے گئے۔ یہان تک کہ ایک حد پر پہنچکر عورتون اور مردون کے طرز معاشرت مین ایک بدیہی طور کا فرق پیدا ہوگیا۔ مین آپ کے اس فرمانے کو تسلیم کرتا ہون کہ پردے کے خیال کو ترقی اسلام ہی کے مبارک زمانے سے ہوئی لیکن یہ نہین کہ اسکی بسم اللہ اسی کے زمانہ سے ہوتی جناب! پردہ کہان تک نہ تھا؟ تھوڑا بہت سب جگہ تھا۔ ہان البتہ انگلستان کی طرح بے پردگی کہین نہ تھی کسی ملک مین عورتین مردون کی طرح باہر نہین پھرتی تھین۔ وہ اسوقت تک گھر سے باہر قدم نہین نکالتی تھین جب تک کوئی شدید ضرورت ان کو باہر آنے جانے پر مجبور نہ کردے۔ مذہبی عبادت گاہون مین جانا عزیت

اور افلاس مین رزق بہم کرنے کے لیئے باہر نکلنا - خرید فروخت کے لیے بازارون مین آنا جانا یہی چند ایسی باتین تھین کہ جنکے سبب سے اُن کو مجبور ہو کر گھر سے باہر نکلنا پڑتا تھا وہ بھی بہت پردے اور احتیاط کے ساتھ - اسطرح سے نہین جس طرح انگلستان کی غارتگر دین و ایمان لیڈیز - اپنے حُسن و جمال کے کرشمے دکھاتی ہوئی کوچہ و بازار مین ہوا کھاتی ہوئی - سیر کرتی پھرتی ہین - یونان والے جو علم و دانش کی وجہ سے سارے عالم مین ممدوح اور ممتاز تھے - انھون نے بھی پردے کی جانب قدیم زمانہ سے اپنی کسیقدر توجہ رکھی ہے - ملک خطا جو قدامت کے اعتبار سے بہت پُرانا شہر کہا جاسکتا ہی وہان کے لوگون کے خیالات بھی اس جانب جسقدر شدید سے رہے وہ کچھ میرے بیان کے محتاج نہین ہین - آپ وہان کی تاریخین اُٹھا کر ملاحظہ فرمائیے - وہان کے دانشمندون نے پہلے ہی زمانہ سے اسی پردے کے ایسے ایسے بندوبست اور انتظام کیے تھے کہ ساری دنیا مین کہین نہ ہون گے - وہان کے رسم و عادت اور عورتون کے طرز معاشرت سے یہ امر بخوبی مترشح ہو رہا ہے کہ پردے کا لحاظ ان لوگون مین اعلےٰ درجہ کا تھا - اور ان کے محلسرا اون کی بلند بلند دیوارین اپنی زبان حال* سے کہہ رہی ہین کہ ہمارے احاطے کے اندر جو عورتین رہتی ہین اُنکو کوئی نہین دیکھ سکتا اور نہ کسی

* جیمز کارکرن صاحب اپنی تاریخ ممالک چین مین لکھتے ہین کہ ملک خطا مین محلسرا اور کارخانجات کے مکانات وغیرہ کی پشت پر شاہراہ کے پیچھے محلسرا کی ہمیشہ بنا ہوتی ہے تاکہ رنڈیون کے جھانکنے اور راہ گیرون سے آنکھین لڑانے کی نوبت نہ پہونچے - مردانے اور زنانے مکانات کے ہر چہار طرف ایک اونچی دیوار کھنچی رہتی ہے اور تین ڈیوڑھیان امیرون کے مکانات مین ہوتی ہین - صدر دروازے پر اکثر سنگ مرمر کے دو شیر بنے ہوتے ہین اور محلسرا کی آرایش کا حال معلوم نہین ہے اس لیئے کہ صاحبخانہ یا انکی بی بی کے سوا کسی کو بھی وہان دخل نہین ہوتا - اسی تاریخ مین وہ ایک جگہ پر لکھتے ہین کہ ایک دو ولندیزی اور انگریزی مسافرون نے جو روایت کی ہے کہ انھون نے بیچین مین خطائی عورات کو بر سر بازار حقہ پیتے دیکھا ہی یہ اُن کی غلط فہمی تھی کہ انھون نے تاتار اور خطا کی عورتون مین تمیز نہین کیا کیونکہ خاص خطائی مستورات گھر سے باہر نہین نکلتی ہین ۱۲ -

مرد کو دیکھ سکتی ہین -
چینی عورتون کی نزاکت اور حُسن کے باب مین آپنے سُنا ہوگا ان کے پاؤن کا چھوٹا ہونا انکے حسن اور شرافت مین ایک بہت بڑا لازمی جُز سمجھا جاتا ہے - لیکن شاید آپ کو اِسس امر پر غور کرنے کا موقع نہ ملا ہوگا کہ اِسس کی اصلی وجہ کیا ہے ؟ عجب نہین جو اسی پردے ہی مین وہان کے حکمانے یہ حکمت رکھی ہو کہ عورتون کا ہاتھہ پاؤن نکالنا اچھی بات نہین اگر بے بال و پر ہی رہین تو مناسب ہے - اُن کے زنانے مکانون کا حال کسی شخص کو معلوم نہین ہوسکتا نہ غیر محرم شخص اُن کے گھرون کے اندر قدم رکھنے پاتا ہے اور نہ اِن کی عورتین کسی کے گھر جانے پاتی ہین - یہ سب باتین سُنکر کون شخص کہہ سکتا ہے کہ پردے کا رواج اسلام سے پہلے کہین مطلق نہ تھا - نہین تھا - گو وہ کم ہی سہی - اور آئے دن کی پیدا ہونے والی خرابیان اور طرح طرح کے فتنے اور فساد پردے کی ضرورتون کو دکھا بھی رہے تھے - لیکن جہالت کی گھٹا

ع۵ ختائی امرا اور شرفا مین یہ عام دستور ہے کہ لڑکی جب پیدا ہوتی ہے تو اس کے دونون پاؤن پر دھجّی لپیٹ کے ہمیشہ باندھ رکھتے ہین اور ولادت سے تا زمانہ بلوغ بلکہ جب تک کہ اسس مین نمو کی قوت باقی رہتی ہے اُس وقت تک پٹی چپٹی رہتی ہے جس کی وجہ سے بعض بعض اوقات پاؤن پک کر سڑ بھی جاتے ہین لیکن ان کی مائین پٹیون کا باندھنا موقوف نہین کرتین اور یہی کہتی ہین کہ جان جائے یا رہے مگر شرافت مین بٹّہ نہ آئے - اسس ترکیب سے جوان عورتون کے پاؤن چار پانچ انگل سے زیادہ نہین بڑھنے پاتے ہین - اور بغیر سہارے چلنے پھرنے مین سخت معذور ہوتی ہین -

(تاریخ ممالک چین)

گھنگھور تاریکی چارون طرف چھائی ہوئی تھی اور کوئی اسکی طرف توجہ نہین کرتا تھا۔ جب اسلام کا چمکتا ہوا آفتاب یثرب کی زمین سے نکلا اور اُس کی عالمگیر روشنی دور دور پھیلتی چلی تو بے پردگی کی خرابیان ہر شخص پر ظاہر ہونے لگین۔ اور اس کی طرف ایک خاص توجہ ہو چلی۔ اسلام فرق اور امتیاز پیدا کرنے نہین آیا ہے بلکہ ساری دنیا مین وہ اخوت کا رشتہ قایم کرنے آیا ہے لیکن وہ خوب جانتا تھا کہ عورتین مایۂ فتنہ وفساد ہین۔ ان کا مردون کے ساتھ اختلاط ان کے حسن وجمال کے کرشمے اور انکی بیچین کر دینے والی نگاہین اس کے اس کام مین بارج اور مخل ہونگی جس کے لیئے وہ عدم سے وجود مین آیا ہے۔ اور یہ کیا آپ فرماتے ہین کہ "جس پر ہولی ورجن کا سایہ ہے اُنپر اس ازادی کا خراب اثر نہین پڑسکتا"۔ جناب! آزادی وہ بُری چیز ہے کہ اچھے اچھون کو خراب کر دیتی ہے اور بڑی بڑی عصمت مآب اور پارسا عورتون کو وہ آوارہ طبیعت لوگ اپنی راہ پر لگا ہی لاتے ہین جو کہین راہ گلی مین کسیکو آتے جاتے دیکھ کر ان کے حسن پر مرمٹے ہین۔ یہ ایک بڑے غضب کی بات ہے کہ صرف ایک نیچرل عصمت پر بھروسا کرکے ناعاقبت اندیش عورتون کو بالکل مطلق العنان کر دیتے ہین اور ان کی حفاظت کا مطلق خیال نہین کرتے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ ہولی ورجن کس طرح حفاظت کے ساتھ رکھی جاتی تھین جو حقیقت مین اپنے لقب کی طرح عصمت مآب بھی تھین اور جنکی پارسائی کی نسبت کوئی کسی طرح کا شک اور گمان بھی نہین کرسکتا۔ آپ ذرا اپنے دین کی مقدس اور آسمانی کتاب کو تو ملاحظہ فرمایئے کہ جب ذکریاؑ علیہ السلام حضرت مریم کو تنہا چھوڑکر کہین جاتے تھے تو باوجود اس اعتبار اور یقین کے اِن کی کس طرح حفاظت کرکے جاتے تھے۔

بفرض محال اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ نیک اور عصمت مآب عورتونکی پارسائی مین ان کا باہر آنا جانا خلل انداز نہین ہوسکتا ہے تو فرمایئے کہ راہ گلی مین اُن سے دوچار ہونے والے مردون کی طبیعت کا آپ کیا بندوبست

اور انتظام کر سکتے ہین ؟ آپ کہہ سکتے ہین کہ کوئی انکی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہین دیکھے گا اور اگر دیکھے گا بھی تو پاک ہی نظر سے ! نہین۔ ہرگز نہین اور یقیناً کسی کے پاس بھی اسکا جواب بجز ایک نفی کے کلمہ (نہین) کے اور کچھ نہو گا۔ پھر کیا آپ کا خیال ہے کہ زنا فقط اسی بہیمی حرکت کا نام ہے جو ایک خاص وضع پر ناجائز طریقے سے واقع ہو؟ نہین آنکھ کی زنا بھی ہے کہ وہ کسی اجنبیہ عورت کی طرف بُری نظر سے دیکھے۔ پاؤن کی زنا بھی ہے کہ وہ بُرے ارادے سے غیر عورت کی طرف جانے کے لیئے آگے بڑھین۔ ہاتھ کی یہ زنا ہے کہ وہ دل کی ایک ناجائز خواہش کے ساتھ کسی غیر محرم عورت کی جانب اُٹھین۔ پھر انصاف سے کہیئے گا کہ ان خرابیون کے پیدا کرنے اور زناکردہ گناہون کو گنہگار بنانے کا اصلی کون باعث ہوا ! وہی عورتون کا باہر نکلنا جس کی نسبت اسوقت بحث ہے یا اور کچھ ! بیشک اسلام نے بہت عاقبت اندیشی کے ساتھ پردے کے قواعد بتائے اور آیت حجاب نے نازل ہو کر فقط چند انھین لوگون کو ان قیودات سے مستثنی کر دیا جنکی نسبت عادتاً بدگمانی کا احتمال بھی قوت خیالیہ مین کسی طرح پیدا نہین ہو سکتا تھا "

جبرئیل بن بختشوع " ہان یہ صحیح ہے کہ عورتون کی آزادی اور بے پردگی کا نتیجہ کسی قدر ضرور بُرا معلوم ہوتا ہے۔ جہان تک احتیاط ہو سکے اچھی بات ہے مگر حجاب والا یہ ہو کیونکر سکتا ہے۔ بہت سی اسی قسم کی ضروری اتفاقی ضرورتین پیش آجاتی ہین کہ جنکی وجہ سے عورتون کو خواہ مخواہ باہر نکلنا ہی پڑتا ہے "

جعفر " جناب۔ خدا ایسے دشوار کامون کے کرنے پر تو کبھی اپنے بندون کو مجبور نہین کرتا جو انسان کے اختیار ہی سے باہر ہون۔ ضرورت اور مجبوری تو بالکل حرام چیزون کو بھی مباح کر دیتی ہے اسکا تذکرہ ہی کیا ! "

ہارون رشید " تو عند الضرورت عورتین باہر آجا سکتی ہین اور مردون کی سوسائیٹیون مین بھی شریک ہو سکتی ہین۔ کیون ؟ "

جعفر "جی ہان کیون نہین۔اس سے مین کسی طرح انکار نہین کرسکتا ہون۔مگر وہی بہت احتیاط اور پردے کے ساتھ"

ہارون رشید "ہان ہان بہت پردے اور احتیاط کے ساتھ نقاب منھ پر ڈال کر"

بادشاہ کے اس کہنے پر جعفر کو کسی قدر سر جھکا کر سکوت کرنا پڑا اور وہ کچھ غور مین آگیا اصل بات یہ تھی کہ اسوقت ہارون رشید علی روس الاشہاد اس امر کو دکھانا چاہتا تھا کہ جعفر اور اسکی بہن عباسہ جسطرح پر شبستان عشرت مین شریک ہوئی تھین وہ حیثیت بے پردگی کی حد مین داخل نہین مگر جعفر بھی خوب سمجھ گیا تھا اور یہی ایک ایسی قوی وجہ تھی کہ وہ اپنی بے غرضی اور بے تعلقی ثابت کرنے کے لیے ہارون رشید سے اسوقت اسطرح مخالفانہ بحث کر رہا تھا۔مگر ہم یہ ابھی نہین کہہ سکتے کہ اس کے حسن پرست دل کے پردون کے اندر کیا کیا راز کی باتین چھپی ہوئی ہین مگر ہان بظاہر وہ اپنی مخالف تقریر سے بادشاہ کو اس امر کا یقین دلانا چاہتا تھا کہ یہ شرکت اچھی نہین اس موقع پر جب اس نے دیکھا کہ مین خود ہی اپنی زبان سے قائل ہوا جاتا ہون تو اس نے زانو بدلکر اپنی تقریر کا پہلو بھی بدلا اور اسطرح کہنے لگا "ہان ایسی حالت مین شاید کچھ ہرج نہ ہوگا۔لیکن وہ ضرورت ہو بھی ضرورت کی طرح۔یہ نہین کہ فقط نام کی ضرورت ہو اور اصل مین کچھ نہین ورنہ یہ امر زیادہ ثبوت اور دلیل کا محتاج نہین ہے کہ عورتون کی لگاوٹ پیدا کرنے والی صورت اپنی ایک کہربائی کشش کے ساتھ دیکھنے والی نظرون کے ساتھ ان کے دل کو بھی بے طرح بیچین کر جاتی ہی۔اس ضرورت کا اندازہ کچھ اسی گذرے ہوئے واقعہ سے خوب ہو سکتا ہی کہ اس احتیاط کی وجہ سے مردون کی جماعت مین عورتون کی وہ شرکت اُس نماز تک کے لیے بھی ناجائز کردی گئی جو اسلام کے ابتدائی زمانہ مین جائز تھی"

ملکہ ہندی "جناب عالی بے ادبی معاف اب تو یہ سراسر زیادتی ہی زیادتی معلوم ہوتی ہی بھلا پرمیشر کی عبادت کے وقت ایسا کون ہوگا جو ایسے ویسے بیہودہ اور خراب خیال دل مین لائے گا؟"

جعفر "حضرت آپ نے پاک نفس لوگون کا تذکرہ ہی نہین ہو لیکن سب تو اسطرح کے نہین ہوتے۔جنکی شہوانی قوت انکی اُٹھتی ہوئی جوانی کی طرح

ابھی ترقیون پر ہی اور وہ خدا خدا کر کے بہت مشکل کے ساتھ خانۂ خدا کی طرف چلے تھے
اِنکے دلون مین شیطانی ولولون کے جوش دینے کے لیے اجنبیہ عورتون کی وہان
موجودگی وہی سلوک کر جائیگی جو کسی قدیم زمانہ مین ایک زہرہ تمثال عورت کا حسن
ان پاک نفس فرشتون کے ساتھ کر گیا جو بڑے دعوے کے ساتھ دنیا مین آئے
تھے۔ آپ یقین کر لیجیے کہ اگر اسوقت سب نہین تو دو چار کے وضو تو ضرور ہی شکست
ہو جائین گے اور اُن کے وہ دل جو خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت مین بہت یکسوئی
کے ساتھ مشغول تھے اسیطرح اوچاٹ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہو جائینگے جسطرح ایک
چھماکے کی آواز سنکر اکثر بے اختیاری کے ساتھ آنکھین اُٹھ جاتی ہین۔ اسوقت مسجدون مین
اُنکا دبے پاؤن آنا۔ انکا حجاب۔ اور گردن جھکا کر ان کا کھڑا ہونا اور انکے قد بالا کی وہ
خمی جسکو انکے شرم و لحاظ نے اسوقت پیدا کر دیا ہو یہ سب باتین دیکھنے والی نظر کو کیا
عجب ہی جو اس سے زیادہ مزا دیجائین جو صدائے قد قامت سے اِنکے کانون کو ملے
اور پھر ان کا دل شاید طاق ابرو کی زیارت مین اس سے زیادہ لگے جس قدر کہ محراب
عبادت مین سجدہ کرنے کی طرف مائل ہو"

ہارون رشید (بات کاٹ کر) اچھا جہان اسطرح کا کوئی اندیشہ نہو اور جانین
سے ہر طرح کا اطمینان بھی ہو وہان تو جائز ہے"

اَب جعفر بجز ہان کے اور کیا کہہ سکتا تھا پہلے وہ کچھ چپ ہوا اور پھر اسطرح کہنے لگا "ہان
اگر ایسا ہی اطمینان ہو تو خیر کچھ ہرج نہین"

اس تقریر کے خاتمے پر تھوڑی دیر تک اور نشست رہی سب لوگ جعفر کی حسن تقریر
کی تعریف کرتے رہے اور اسکے بیان پر عش عش کر گئے۔ بادشاہ بھی اسکی تاریخی واقفیت
کی داد دیتا رہا پھر جلسہ برخاست ہوا۔ ہارون رشید ایوان خلافت کی طرف متوجہ
ہوا۔ اور سب اپنے اپنے مکان کو چل دیئے۔ اس پردے کی بحث چھیڑنے سے ہارون رشید
کی جو خواہش تھی گو اسوقت اسمین اسکو ایک طرح کی کامیابی ہوئی اور اس امر کو اس نے
علانیہ طور پر خود ہی جعفر کی زبان سے کہلا لیا کہ عندالضرورت مستورات کا پردے اور احتیاط کے
ساتھ باہر نکلنا شرعاً جائز نہین اور نہ رواجاً ممنوع ہی لیکن پھر بھی ضرورت کے مجبور
کر دینے والے معنی اس تعمیم کے حد تک نہین پہونچتے تھے کہ شبستان عشرت کی صحبت

جعفر اور عباسہ کی بھی شرکت جائز ہو جائے۔ وہ دار المناظرہ سے جانے کے بعد اسی سخت انتشار مین مبتلا ہو گیا کہ مین اب کیا کرون؟ نہ تو اس سے یہ ممکن تھا کہ خلاف شرع کوئی کام کرے اور نہ اسکا محبت کرنے والا دل کسی طرح اس امر کی اسکو اجازت دیتا تھا کہ جعفر کو اس صحبت مین شریک نہ کرے۔

وہ دیر تک محلسرا مین چپ بیٹھا اسی مین اپنے دل سے بحث کرتا رہا اور بالآخر فلک عربدہ ساز نے ناصح مشفق بنکر اس کے ذہن کے سامنے وہی سب سامان لاکر پیش کردیے جو پردے اور احتیاط کے اعتبار سے بظاہر اچھے معلوم ہوتے تھے مگر جعفر اور عباسہ کے حق مین اس تفرقہ اندازی سے کسیطرح کم نہ تھے جو شاید کسی اعتبار سے اگر کسی کو اچھے بھی معلوم ہوتے ہین تو خیر کسی بدخواہ رقیب ہی کے ہاتھ سے ورنہ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ دو محبت کرنے والے کے درمیان مین وہ بکھیڑے دیکھکر بے اختیار کچھ کہنے کو جی چاہتا ہے۔

ہارون رشید نے بہت غور کے ساتھ ہر ایک پہلو کو دیکھا اور گو اُس کا دل کسی طرح اس امر پر راضی نہین ہوتا تھا مگر بالآخر جبراً قہراً اس کو اس امر پر اپنا دل راضی کرلینا پڑا کہ "آیندہ شبستان عشرت مین جعفر اور عباسہ کی شرکت نہ ہو تو اچھا ہے"

عباسہ اور جعفر کے دل کی تو ہمکو ابھی خبر نہین کہ اس اتفاقی افتاد سے انکی کیا حالت ہوئی ہوگی مگر بھئی ہمتو رقیق القلب آدمی ہین۔ اس واقعہ سے ہمکو تو سخت صدمہ ہوا اور جعفر اور ہارون رشید کے باہمی ارتباط کو دیکھیے تو بظاہر یہ ایک بہت مشکل بات معلوم ہوتی تھی اور کسی طرح اس امر کی امید ہی نہین ہوسکتی تھی کہ ایسا ہو بھی سکے گا لیکن آپ تو چند روز سے بہت پابندی کے ساتھ اسی رائے پر عملدرآمد ہو رہا ہے اور جعفر شبستان عشرت کی صحبتون مین کبھی بھولے سے بھی نہین طلب کیا جاتا۔

ساتوان باب

چھیڑ

مژدہ اے ذوقِ اسیری کہ نظر آتا ہے
دامِ خالی قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس

دوپہر ہی اور دوپہر بھی زور بحران کی - اور وہ بھی گرمیون کے دن کی معاذ اللہ دھوپ کی طرح گرمی بھی قیامت کی پڑ رہی ہے اور آفتاب بھاگتے بھاگتے پناہ ڈھونڈھتا ہوا اب ایسے مقام پر پہونچ گیا ہے کہ جو بلندی کے اعتبار سے آسمان کی ایک انتہائی حد خیال کی جاتی ہے - آفتاب کی وہ العطش العطش پکارتی ہوئی کرنین جنکی اسوقت کرۂ زمہریر کی سردی بھی سیراب نکر سکی تڑپتی تلملاتی ہوئی آگ پیاس بجھانے کے لیے سطح زمین پر ماہی بے آب کی طرح لوٹ جاتی ہین اور ان کی یہ گھبراہٹ اور آفتاب کی تپش دیکھ دیکھ کر زمین کے وہ نمناک اجزا جو ماندۂ آسمانی کی طرح شبنم کے فیاض ہاتھون سے رات انکو عطا ہوئے تھے اسیطرح جان بچاتے ہوئے پتّون کے اندر منھ چھپاتے چلے جاتے ہین جسطرح بے صبر روزہ دارون کا رات کا کھایا پیا آفتاب کی صورت دیکھتے ہی خوف اور ہراس کے مارے ہمت و استقلال بنکر خدا جانے کہان چلا جاتا ہے - زمین تپ رہی ہے اور شعلے اسیطرح اسمین سے نکل رہے ہین جسطرح تپ فراق مین پھنکنے والے بانصیب عشاق کے ہر سانس کے ساتھ نکلتے ہین - باد سموم کے جھونکے ایک گھبراہٹ کے ساتھ آفت ڈھاتے چل رہے ہین - خاک اڑ رہی ہے اور بگولے کسی حرمان نصیب عاشق کے بے چین دل کی طرح گھبرا گھبرا کر اٹھتے ہین اور دھواندھار بگولے اثر آہ کی طرح ہزارون ارمان اور تمناؤن کو اپنی گود مین لیے ایک بیکسی کے ساتھ تھک کر بیٹھ جاتے ہین -

سارے بغداد مین ایک قسم کا سناٹا ہے - بازار سوتے پڑے ہین مکانات بے رونق ہین اور در و دیوار پر گرد و غبار کے ساتھ اداسی بھی چھائی ہوئی ہے - نہ کسی گھر سے کوئی آدمی نکلتا ہے اور نہ کسیکی آواز ہی آتی ہے - آدمی تو آدمی مرغان ہوائی کے بھی اسوقت کچھ ایسے پر جلتے ہین کہ تپش کے مارے بیچارے اپنے اپنے مکانون مین دبکے ہوئے بیٹھے ہین اور کہین ایک چڑیا نظر نہین آتی - ہان کسی طرف سے اگر کوئی آواز آتی بھی ہے تو انھین چیلون کی جو اسوقت کی بے انتہا پڑنیوالی گرمی سے بیتاب ہوکر بعض بعض اوقات بے طرح چلا اٹھتی ہین - اور

اگر گھرون مین کوئی آنے جانے والا ہی تو آفتاب کی وہی تیز شعاعین ہین جو پناہ ڈھونڈھتی ہوئی بڑی گھبراہٹ کے ساتھ مکانون کے اندر گھسی جاتی ہین -

امرا اور اغنیا تو اسوقت کی یہ حالت دیکھ کر سرداب اور تہ خانون مین پہونچ گیے ہین اور جنکو تنگدستی اور افلاس کی وجہ سے یہ عیش و آرام کے سامان نصیب نہین ہین اُنھون نے بھی اپنے اپنے گھرون کے دروازے بند کر لیے ہین اور صبر و شکر کرکے چپ بیٹھ رہے ہین -

وہ شاہزادی عباسہ جو اسوقت اپنی کوٹھی کے تہ خانے مین تشریف رکھتی ہی جس کے بھولے بھالے نازک اور پاک دل کو حُسن اتفاق سے ابھی ابھی عشق کا کچھ یونہی سا مزا ملا تھا اور جسکو ابتدا ہی سے عدوے فلک نے ہمت ہار دینے والی وہ مصیبتین دینی شروع کر دین جو ہمت حوصلے اور دل بڑھانے کے بعد عادی کرتے کرتے رفتہ رفتہ آگے چل کر دینی چاہیئے تھین -

شبستان عشرت کی وہ صحبتین جسمین پہلے کبھی جعفر کی موجودگی اسکے محبت کرنے والے دل کی تسلی اور دلدہی کی باعث ہوجاتی تھین اب چند روز سے وہی اسکے حق مین قید تنہائی ہوگئی ہین کہ اسکی بے حظی وہان سے چلے آنیکے بعد بھی پہردن اسکے دل سے نہین جاتی -

گو موسمی گرمی سے محفوظ رہنے کے لیے یہان بہت اچھا انتظام کر لیا گیا ہی تہخانے کی وہ بلند چھت جسپر اوپر والے مکانون کے متعدد طبقے اپنا سایہ کیے ہوئے ہین آن آفتابی شعاعون کو یہان نہین پہونچنے دیتے جو گرم ہو ہو کے بہت تیزی کے ساتھ سایہ ڈھونڈھتی ہوئی ہر محفوظ مقام پر پہونچ رہی ہین اور اگر اشکال کے بہت درجے طے کر کے یہان پہونچنے بھی پاتی ہین تو ٹھنڈی روشنی تک جو یہان کی حالت اور کیفیت دکھانے مین آنکھون کو پوری مدد دیجاتی ہین -

یہ مربع شکل کا ایک وسیع اور خوشنما سرداب ہی جسکی چھت ایک قسم کی سُرخ دھاریدار ریشمی کپڑے سے منڈھی ہوئی ہی اور سنگ مرمر کی دیوارون پر بہت نفاست اور سادگی کے ساتھ ہری ہری بیلین بنی ہوئی ہین جنھین اس امر کا مطلق امتیاز نہین ہوتا کہ یہ سبز رنگ کے پتھر جڑے گئے ہین یا فقط بنے کا کام ہی - جا بجا مختلف پھولون کے گلدستے رکھے ہوئے

ہین جنھون نے ہیئت اجتماعی ملکر یہان بھی پوری وہی کیفیت پیدا کر دی ہی جو کسی پھولے پھلے اور سبز و شاداب چمن مین ہونی چاہیئے اور خنکی کے اعتبار سے تو یہ مکان اس تپش اور گرمی کا پورا جواب معلوم ہوتا ہی جو اپنا زور و شور دکھاتی ہوئی باہر پڑ رہی ہی پنکھا کھنچ رہا ہی اور اس کی حرکت یہان کی مختبس اور بھری ہوئی ہوا کو جنبش دے کر اسیطرح لطیف کر رہی ہے جس طرح پھیپڑون کی قدرتی حرکت قلب کے آنیوالے خون کو صاف کر کر کے زندگی بخش اور روح افزا چیز بناتی ہے -

گو موسمی حدت اور گرمی کے کم کرنے کے لیئے یہ سب ہر طرح کی راحت اور آرام کے سامان موجود ہین لیکن ان مین سے ایک بھی ایسا نہین ہی کہ جو عشق کی اس آگ کو کچھ بھی فرو کر سکے جو عباسہ کے کانون مین بڑے جوش و خروش کے ساتھ شعلے مار رہی ہی - وہ پلنگ پر پڑی ہوئی ہی اور دل کی بیچینی سے کچھ عجیب اضطراب کے ساتھ کروٹین لے رہی ہی کہ ہم سے تو آنکھ اٹھا کر دیکھا بھی نہین جاتا - چہرا بالکل اترا ہوا ہی اور اسکی رنگت انھین پھولون کی طرح سے اوڑی ہوئی ہی جو اسوقت کی حد سے بڑھی ہوئی گرمیان اور آج کل کی ناموافق چلتی ہوائین دیکھ کر دل کی پژمردگی کے ساتھ یون بظاہر دیکھنے مین بھی مرجھا کر رہ گئی ہون - سوسن سرہانے چپ کھڑی ہی - ہاتھ مین چنور ہی - مگس رانی کر رہی ہی اور عباسہ اپنے غمگین دل کے ساتھ ان باتون مین مشغول ہی " خدا جانے کیا معاملہ ہی کہ جعفر دس پندرہ روز سے شبستان عشرت مین نہین آتے ہین - مین روز اسی امید پر بڑے شوق سے جاتی ہون کہ کل نہین آئے تو آج آئین گے مگر ہر روز اس حسرت و حرمان کے ساتھ وہان سے پلٹنا پڑتا ہی کہ خدا کی قسم پھر کبھی اسطرف بھولے سے بھی رخ کرنے کو دل نہین چاہتا لیکن خدا سمجھے ان حضرت دل کو کہ یہ پھر بھی نہین مانتے اور کشان کشان لے ہی جاتے ہین نہین معلوم کیا ہو گیا ہی کہ جعفر کے بغیر دیکھے اس کمبخت کو چین ہی نہین پڑتا - آخر جعفر کا نام تو مدتون سے سنتی تھی - اب یہ کیا معاملہ ہی - آہ - عباسہ تجکو نہین معلوم - یہ حضرت عشق کی عنایتین ہین - اب بغیر دیکھے کہین صبر آسکتا ہی !! - کہین میرے اس دلی محبت کے اثر نے تو غماز بنکر انکو میرے حال سے خبردار نہین کر دیا ہی جو اسطرح شبستان عشرت مین

آنا جانا بالکل ترک کر دیا اور اسطرح دماغ کی لی - ورنہ آخر اسکے معنی ہین - خیر اور جو چاہے کچھ ہو مگر خدا کرے انکا مزاج اچھا ہو - ہاے کیا مشکل کی بات ہی کہ مین کسی سے کچھ دریافت بھی نہین کر سکتی - یہ سوسن میری بہت رازدار ہے - لاؤ اسی سے نہ پوچھون شاید کچھ اسی کو معلوم ہو یہان تو کوئی اور اسوقت ہی بھی نہین ؟"

عباسہ اپنے غمگین دل سے یہ اجازت پاکر سوسن کی طرف متوجہ ہوئی اور اس طرح پوچھنے لگی "کیون سوسن! تمکو کچھ معلوم ہے آجکل وزارت پناہ کہان ہین ؟ دس پندرہ روز سے شبستان عشرت مین آئے نہین - یہان ہین بھی کہ نہین ؟"

سوسن "جی حضور ہین کیون نہین آج ہی صبح کو دربار مین تشریف لائے تھے مین نے خود اپنی آنکھون سے دیکھا تھا"

عباسہ "پھر شبستان عشرت مین کیون نہین آتے! اسکی وجہ ؟"

سوسن "ہان مجکو خود ہی تعجب تھا کہ ہے یہ کیا بات - مگر زبان سے کچھ کہہ نہین سکتی تھی - لیکن ہان ایک بات تو ضرور ہی بادشاہ سلامت نے اندنون انکو یاد بھی تو نہین فرمایا - یون خود تو وہ پہلے بھی کبھی نہین آتے تھے"

عباسہ "ہان یہ تو مین بھی جانتی ہون کہ بلا طلب وہ کبھی نہین آتے تھے مگر دریافت طلب بھی تو یہی بات ہے کہ بھائی جان نے ان کو بلایا کیون نہین (اپنے دل مین) کہین بھائی جان میری دزدیدہ نگاہی دیکھ دیکھ کر کچھ پتلیون مین تاڑ تو نہین گیے! خدا نخواستہ انکو کچھ اور شک تو نہین ہو گیا! مین تو اسی اندیشہ سے انکی طرف آنکھ بھر کر دیکھتی بھی نہ تھی اور اگر کبھی دیکھتی بھی تھی تو نظر بچا بچا کر - وہ بھی نقاب کی آڑ سے - مگر حق یہ ہے کہ محبت بھری آنکھ کہین چھپائے چھپتی ہے - توبہ - بیشک بھائی جان کچھ نہ کچھ میری طرف سے کھٹک گئے ہین ورنہ شبستان عشرت مین بغیر جعفر کے وہ کبھی نہ بیٹھتے - مین کہتی تھی عباسہ دیکھ یہ بات اچھی نہین مگر تو نے ایک نہ مانی افسوس! آخر اسکا یہ نتیجہ ہوا نا!! (دانت کے نیچے انگلی دبا کر) ہی ہی خدا نہ کرے اگر بھائی جان کچھ سمجھ گئے ہون گے تو اپنے دل مین کیا کہتے ہون گے - (سوسن سے) کیون سوسن آخر تمھارے ذہن مین بھی کوئی بات آتی ہے - یہ جعفر شبستان عشرت مین اب کیون نہین بلائے جاتے بھائی جان کو تو

انکے ساتھ بڑی محبت تھی - یہ یکبارگی ایسی کیا بات ہو گئی ؟"

سوسن "(تھوڑے سکوت کے بعد) بیوی اور تو مجکو کچھ نہین معلوم مگر ہان ایک بات تو مین نے ضرور سُنی ہے شاید ابھی حال مین ایک رات کہین دو عورتین اپنے گھر مین بیٹھی ہوئی وزارت پناہ اور حضور عالی کی شبستان عشرت مین شرکت کے متعلق کچھ باتین کر رہی تھین کہ اتفاق سے اُسیوقت امیرالمومنین کا اسطرف گذر ہوا اور وہ سب اُنکی باتین بادشاہ سلامت نے سُن لین - شاید یہ وجہ ہو تو ہو - ہان مینے یہ بھی سنا تھا کہ وزارت پناہ بھی اسوقت ہمراہ تھے اور شاید اسکے بعد کچھ اسکی تفتیش بھی کی گئی تھی مگر کچھ پتہ نہین چلا" یہ وہ باتین تھین کہ سوسن کی زبان سے نکل کر تیر ستم بنی ہوئی اسی طرح عباسہ کے سینے مین دلدوز ہو گئین جسطرح جعفر کے حسن و جمال کی شعاعین کسی قادر انداز کا تیر بنکر اسکی آنکھون کی راہ سے اُترتی ہوئی کلیجہ مین پہونچ گئی تہین - دل کی اُلجھن سے کچھ بخارات اُٹھے جو شرم و حیا سے پہلے کچھ عرق ندامت بنکر تن بدن سے نکل پڑے اور کچھ طبیعت کے انقباض سے وہین دل کے اندر گھٹکر رہ گئے جو تھوڑی دیر کے بعد آہ کے ساتھ مُنھ سے نکلے - حیا - ندامت - رنج اور افسوس یہ مختلف کیفیتین اس کے ایک بیچارے اور پھر نازک دل پر بلائے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑین دل بار غم سے بیٹھ گیا مگر دل کی اُلجھن نے نہ مانا دست گرفتہ اُٹھا کر بٹھا دیا اور یہ گھبراہٹ کے لہجے مین اسطرح سوسن سے کہنے لگی "وہ ہے ہے یہ کیا غضب ہوا - میری سوسن بتا تو سہی یہ کب کا تذکرہ ہے - !"

سوسن "یہی حضور کوئی پندرہ سولہ روز ہوئے ہونگے"

عباسہ "بس بس بیشک یہی وجہ ہوئی ہوگی - پندرہ سولہ ہی روز سے تو وہ آتے بھی نہین ہین - ہان تو وہ عورتین میرا اور جعفر کا کیا تذکرہ کرتی تھین - ؟"

سوسن "کچھ نہین حضور بس یہی کہ شبستان عشرت کی صحبتون مین شاہزادی صاحب بھی تشریف لاتی ہین اور وزارت پناہ بھی شریک ہوتے ہین"

عباسہ "آہا - اب یہ خبر ایسی طشت از بام ہو گئی کہ گھر گھر سارے شہر مین اس کے چرچے ہونے لگے - مین اسی دن کے لیئے بھائی جان سے کہتی تھی مگر افسوس !! اُنھون نے میرا کہنا نہ مانا نہ مانا اور مجکو اس طرح بدنام کیا -

ہاں تو کیا تذکرہ کرتی تھیں کہ ہم اور جعفر شبستان عشرت میں شریک ہوتے ہیں۔ کچھ اور بھی کہا تھا؟"

سوسن "جی ہاں حضور بس میں نے تو اسیقدر سنا تھا اور مجکو کچھ یاد نہیں آتا۔"

عباسہ "(تھوڑے سکوت کے بعد) اور وہ تھیں کون عورتیں! کچھ معلوم ہی؟"

اس سوال کے جواب دینے میں سوسن کو کسی قدر غور اور تامل کرنا پڑا اور اسی کے ساتھ اس کے چہرے پر ایک قسم کا تغیر بھی پیدا ہو گیا جس نے عباسہ کے دل میں فوراً اس امر کا شک پیدا کر دیا کہ یہ جانتی ہی مگر چھپاتی ہے اور پھر اسطرح سے کہنے لگی "کیوں سوسن تم چپ کیسی ہو رہیں۔ بتاتی نہیں ہو وہ کون عورتیں تھیں؟"

سوسن۔ (کچھ سکوت کے بعد) "حضور عالی مجکو اسکی کیا خبر۔ میں کیا جانوں!"

عباسہ "اگر یہی بات تھی تو اس میں اسقدر پس و پیش کرنے کی تمکو کیا ضرورت تھی۔! پہلے ہی کہدیا ہوتا۔ اچھا اگر تمکو نہیں معلوم ہی تو تم اُسی شخص کا نام بتا دو جس سے تمنے یہ باتیں سُنی تھیں۔ مگر یہ باتیں میرے ذہن میں کچھ اچھی طرح سے نہیں آتیں کہ جس شخص کو اسوقت کی باتیں اور اُسکے بعد کی کارروائیاں سب معلوم ہوں اور وہ اِن عورتوں کے نام سے واقف نہ ہو۔ تعجب کی بات ہی"

عباسہ کا یہ کہنا تھا کہ سوسن کو چُپ لگ گئی۔ کچھ کہتے نہ بن پڑا اور بالآخر بڑی مجبوری کے ساتھ یہ کہنا ہی پڑا "بیوی اصل بات یہ ہی کہ میں اُن عورتوں کو جانتی ہوں مگر کہتے ہوئے ڈرتی ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی میری وجہ سے بلا میں پھنس جائے۔ ہاں اگر جان کی امان پاؤں تو عرض کروں"

عباسہ "ہاں ہاں تم شوق سے کہو۔ اسمیں ڈرنے کی کون بات ہی"

سوسن "(تھرتھراتی ہوئی آواز میں) حضور عالی ادھر کرخ کے بازار کی دکھن طرف ایک شخص رہتے ہیں۔ قاسم نام ہے۔ انھیں کی بیٹیاں اُس رات کو آپس میں بیٹھی ہوئی وہ باتیں کرتی تھیں"

عباسہ "(حیرت کے لب و لہجے میں) قاسم! یہ کون قاسم ہی۔ تم اسکو جانتی ہو"

سوسن "جی ہاں وہ تو بیچارے ایک غریب آدمی ہیں مجسے اُن سے دور کی کچھ

رشتہ داری بھی ہے اسی وجہ سے کہتے ہوئے اور بھی ڈرتی ہوں"

عباسہ "نہیں نہیں اسمیں ڈرنے کی کوئی بات نہیں جو تم اسطرح سے بدحواس ہوئی جاتی ہو۔ معاذ اللہ۔ مگر ہاں ایک بات کی مجکو تم سے ضرور شکایت ہے کہ تم کو یہ بات معلوم تھی اور تمنے دیدہ و دانستہ مجھ سے چھپائی"

سوسن "حضور مالک ہیں۔ خطا تو بیشک لونڈی سے ہوگئی مگر حضور کل ہی تو مجکو اسکی خبر ملی بھی میرے ایک رشتہ دار قریب رہتے ہیں نا۔ "اسمعیل" جنکے یہاں میں کبھی کبھی حضور سے اجازت لیکر جاتی ہوں۔ اتفاق سے کل بھی میں اُنکے گھر گئی تھی اُنکے بیٹے کے ساتھ قاسم کی چھوٹی لڑکی منسوب ہے ابھی دو تین روز ہوئے کہ وہ اپنے میکے سے آئی تھی اور اُسی کے ساتھ اُسکی بڑی بہن بھی۔ بس اُنھیں نے باتوں باتوں میں یہ تذکرہ بھی کیا ورنہ میں کیا جانتی"

عباسہ "بس۔ کچھ اور تو نہیں کہتی تھیں؟"

سوسن "حضور اور تو مجکو کچھ یاد نہیں آتا ہاں شاید یہ بھی کہتی تھیں کہ اوسیوقت بادشاہ سلامت نے مسرور کو بھی اُنکے گھر حال دریافت کرنیکے لئے بھیجا تھا"

عباسہ "اہا۔ یہ کہئے۔ اُسیوقت مسرور بھی بھیجا گیا تھا۔ اللہ اکبر۔ مگر خدا کی قسم بھائی جان بھی بڑے بدگمان ہیں۔ معاذ اللہ (اپنے دل سے) خدا جانے اور کیا کیا واقعے گذرے ہوں گے۔ اس کمبخت کو کیا خبر۔ اس نے جو سنا ہوگا وہ بھی بھول گئی ہوگی (تھوڑی دیر خاموش رہ کر) سوسن! اگر تم اِس وقت ایک بات کرتیں تو بہت اچھا ہوتا"

سوسن "(ہاتھ جوڑ کر) ارشاد۔ لونڈی کو کسی بات میں عذر ہو سکتا ہے؟ آپ فرمائیں"

عباسہ۔ بس میں اسیقدر چاہتی ہوں کہ اگر تھوڑی دیر کے لیے تم ان دونوں بہنوں کو میرے پاس لے آتیں تو میرے دل کی یہ خلش نکل جاتی۔ اُن سے یہ سب باتیں اچھی طرح معلوم ہوجائیں گی"

سوسن "(کسیقدر پست آواز میں) حضور اُن کا آنا تو کسی قدر مشکل معلوم ہوتا ہے مگر میں اُن سے کہوں گی ضرور"

عباسہ "نہیں۔ یہ میں ایک نہیں جانتی۔ تم ابھی جا کر انھیں سوار کرا لاؤ۔ جاؤ۔ میری سوسن۔ میں تمھاری بڑی احسانمند ہونگی"

سوسن "تو حضور اسی وقت! بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ میرے قریب کی اگر کوئی رشتہ دار ہوتیں تو خیر یہ بھی ممکن تھا۔ غیر کی بہو بیٹیوں پر میرا کیا زور۔ ذرا حضور عالی غور تو فرمائیں"

عباسہ "نہیں تم ہماری طرف سے کہنا کہ ایک ضروری کام ہے تھوڑی دیر کے لیے تکلیف کیجیے۔ اگر وہ اسیطرح چلی آئیں گی تو سوسن تم یقین کر لینا کہ میں انکی بہت مشکور ہونگی اور اگر وہ نہ آئیں تو تم خوب جانتی ہو کہ ابھی میرے ایک اشارے کے ساتھ وہ ہاتھ باندھے میرے سامنے کھڑی ہونگی۔ اور پھر میں یہ نہیں کہہ سکتی کہ اسوقت میں اُن سے کس طرح پیش آؤں گی"

عباسہ نے ان کلمات کو کچھ اسطرح تیور بدل کر زبان سے کہا کہ سوسن کانپ گئی اور گو اسپر بھی کچھ حیلے بہانے کیے مگر ایک نہ چلی اور بالآخر اسکو فوراً واپس آنے کا وعدہ کر کے اس کام کے لیے جانا پڑا۔

اب سوسن تو اسمٰعیل کے مکان کی طرف جاتی ہے اور عباسہ کو تنہا پا کر ان دل پریشان کرنے والے مختلف خیالات نے چاروں طرف سے آ کر گھیر لیا ہے جو اب تک بات چیت کرنے کی وجہ سے بیخودی کے عالم میں ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے اپنی اپنی جگہ پر چپ بیٹھے تھے۔ ایک طرف سے ہارون رشید کے مشکوک ہو جانے کا خیال اپنا ہیبتناک اثر پیدا کرتا ہوا چلا۔ ایک طرف ناحق ناحق کی اپنی رسوائی کا خیال آیا۔ کہیں آغاز کار ہی میں یہ بدشگونیاں کچھ خوف سے دل کانپ گیا۔ اور کہیں دل میں یہ کھٹکا پیدا ہوا کہ دیکھیے اب اس تشہیر کے بعد جعفر میرے دام الفت میں گرفتار بھی ہوتا ہے کہ نہیں۔

دل پر ایک قسم کی گرمی اوٹھی جس نے موسمی حرارت میں مل کر اور گرمی بڑھا دی۔ منھ سے نکلنے والی سرد آہیں اپنے دامن کے ہوا دے کر آتش غم کو تیز کرنے لگیں اور اس کے نازک دل کی وہی صورت ہو گئی جو اسوقت کی دھوپ میں مرجھاتے ہوئے پھولوں کی ہو گی۔ چہرہ زرد ہو اور اسی کی طرح سپیدی

چھا گئی اور نشاط و مسرت کی طرح منھ پھیر کر جانے والا خون صدمۂ غم اور دل کی افسردگی
سے دل کے اندر جا بجا اسیطرح جمکر رہ گیا جسطرح اُن دلتنگ غنچون کے اوراق مین تمناؤن
کے خون ہوجانے سے سُرخ سُرخ دھبے پڑ جاتے ہون جو ابھی کھلنے بھی نہین
پائے تھے کہ مرجھا گئے۔

اس کے وہ تمنّا جو ابھی کمسنی کی وجہ سے کچھ جانتے نہ تھے اس کے دل کی یہ حالت
دیکھ کر ایک قدرتی محبّت سے بے اختیار ہوکر رو دیئے طبیعت دل کے ہاتھ سے
نڈھال ہوکر بیٹھ گئی اور یہ پلنگ پر لیٹ کر اسطرح اپنے دل سے کہنے لگی۔

"وہ عباسہ لیجئے پہلی ہی بسم اللہ غلط ہوئی۔ ہائے مجکو اُنھون نے سینے انکو ابھی
دیکھا بھی نہ پایا۔ دل کو دل کی خبر بھی نہین ہوئی تھی کہ عیب جوئی ہونے لگی بس
اب کیا امید کرنی چاہیے۔ بھائی جان کی طبیعت کچھ مشکوک ہوگئی ہوگی۔ وہ حضرت
بھی اپنی راہ کھینچ جائینگے اور مجکو بھی بجائے خود احتیاط کرنی پڑے گی۔ خدا
جانے بھائی جان نے ایسی کیا کیا باتین سُنی ہین جو اُن کو اسقدر شک گزرا کہ اسدن سے
جعفر کو شبستان عشرت مین طلب ہی نہین کیا۔ وہ خود نہین بھی ابھی نہین آئین
ورنہ اچھی طرح سے سب حال معلوم ہوجاتا۔ کمبخت سوسن بھی
جاکر مر رہی"

یہ بڑے غضب کی بات ہے کہ اُمرا اور حکام کو کسی حکم دینے کے وقت اس امر
کا مطلق خیال نہین رہتا کہ اُس کا ہونا کہان تک سہل ہے اور کہان تک
مشکل۔ اون کے نزدیک وہ اسیطرح سہل ہے جسطرح اُنکا زبان سے فقط کہدینا
اور اسکی تعمیل بھی وہ اسیطرح جلدی چاہتے ہین جس طرح جلدی سے
اُنھون نے کہدیا۔

گو سوسن کو ان عورتون کے بلانے مین اسوقت کامیابی ہوگئی ہے مگر انصاف کی
بات یہ ہے کہ جس کام کے لئے وہ اسوقت بھیجی گئی تھی وہ کسیقدر پُرخطر و مشکل تھا۔
اس نے اسمعیل کے گھر پہونچکر سب کو بہت سمجھایا ڈرایا بھی اور دلاسا بھی دیا
اور بالآخر جس طرح ممکن ہوا فہیمہ اور احمد ہی کو سوار کرکے لے چلی ۔۔ یہ
دونون بہنین ایک فینس مین سوار ہین ۔۔ سوسن دوسری سواری مین ہے

ہوش حواس سب کے اُڑے ہوئے ہین - دل دھڑک رہا ہے اور قدم قدم پر یہی کھٹکا بڑھتا جاتا ہی کہ دیکھیے کیسی گذرتی ہی مگر باوجود ان سب باتون کے رضیہ کی قدرتی شوخی اب بھی اسکو ایک طرح پر نہین بیٹھنے دیتی - کبھی ادھر پردہ اُٹھا دیتی ہے - کبھی اُدھر - کبھی جھُک کر احمدی کے کان مین یہ کہتی ہی "کیون باجی کیا کہوگی" کبھی پردہ کی راہ سے باہر جھانکنے لگتی ہے اور احمدی خفا ہو ہو کر کہتی ہے "تو بہ بہن تمھارے مزاج مین بھی کسقدر شوخی ہے - معاذ اللہ چپ قرار سے بیٹھا ہی نہین جاتا - پردہ کھولے ہی دیتی ہین اتنا نہین جانتین کہ کوئی دیکھ لیگا تو کیا کہے گا" مگر یہ ایک نہین سُنتی - احمدی کے بگڑنے سے اگر کسی وقت یہ چُپ بیٹھ بھی رہتی ہے تو دم بھر کے بعد پھر وہی پہلی حرکتین شروع کر دیتی ہی - یہ اُسیطرح پردہ اُٹھائے جھانک رہی تھی اور چلنے والی ہوائین اپنی گرمیان دکھاتی ہوئی ادھر ادھر سے آ آ کر اس کے پیارے چہرے کی بلائین لے رہی تھین کہ سامنے سے ایک آنے والے شخص کی اتفاق سے اسکے گورے چہرہ پر نظر پڑ گئی اور رضیہ نے ایک ادا کے ساتھ مُنھ پھیر کر جلدی سے پردہ چھوڑ دیا -

اس شخص کی ظاہری حیثیت اور اسوقت کی اس کی پیادہ روی بتا رہی ہے کہ عوام الناس مین سے یہ کوئی معمولی شخص ہے مگر ہان صورت شکل سے جوان طرحدار معلوم ہوتا ہی - نظر بد سے محفوظ رکھنے کے لیے قدرتی اقتضا سے اسکے چہرے کے آس پاس سبزہ بھی نکل رہا ہے اور جوانی اس کے تناسب اعضا کو دیکھ دیکھ کر بڑے جوش کے ساتھ اپنی اُمنگ کی بہار دکھا رہی ہے -

یہ رضیہ کے حسن دلکش کی جھلک دیکھتے ہی پہلے تو کچھ ٹھٹکا مگر پھر رو مین دو چار قدم اُسی طرح چلا جسطرح کہ آ رہا تھا لیکن پھر خود بخود اُسکی رفتار مین ایک قسم کی سستی آ چلی - کئی مرتبہ مُڑ مُڑ کر اسطرف کو دیکھا اور پھر خدا جانے چلتے چلتے اس کے دل مین کیا خیال آ گیا کہ یہ ٹھہرا اور ٹھہر کر اسیطرف کو چلا جسطرف یہ سواریان جا رہی تھین -

تھوڑی دور تک تو یہ اسیطرح آہستہ آہستہ پیچھے چلا گیا مگر جب شاہی کمپونڈ نے ان آنے والی سواریون کو اپنے احاطے مین لے لیا تو خدا جانے

اس آنے والے شخص کے دل پر کیا گذر گئی کہ یہ سر پکڑ کر ایک جگہ بیٹھ گیا۔
خیر اسکو تو اب ہم اسی حال مین چھوڑتے ہین اور آگے چل کر دیکھتے ہین کہ شاہزادی عباسہ کس حال مین ہی وہ اُسی طرح سوسن کے انتظار مین بیٹھی ہوئی ہی اور ہر ایک آنے والے خیال اس کے دل مین ہر ایک قسم کی الجھن پیدا کر رہے ہین کہ سوسن پہونچی اور عباسہ اُس کو دور سے آتے ہوئے دیکھ کر کہنے لگی "آہا سوسن آگئین اور اُنکو بھی لائین ؟"
سوسن "جی ہان حضور - وہ بھی حاضر ہین - مگر جناب عالی! لونڈی کی عزت آبرو اب حضور ہی کے ہاتھ ہی - حکم ہو تو حاضر کرون"
عباسہ "ہان ہان جلد بلاؤ - پوچھنا ہی کیا ہی - مین تو اسی انتظار مین بیٹھی تھی"
یہ حکم پاتے ہی سوسن تہخانے سے نکلی اور پھر اس کے بعد جو چلمن اوٹھی تو سوسن کے ساتھ ساتھ وہی دو عورتین آتی ہوئی نظر آئین جنکے لینے کے لیے وہ گئی تھی - انتشار اور گھبراہٹ سے اُن کے چہرے کا رنگ اُنکے ہوش و حواس کی طرح اڑا ہوا تھا اور دل کی اختلاجی حرکت سے انکا سارا بدن بید کیطرح کانپ رہا تھا انھون نے آتے ہی شاہی داب و لحاظ کے ساتھ سر تسلیم خم کیا۔
شاہزادی نے بھی بہت کشادہ پیشانی سے اُنکو بیٹھنے کی اجازت دی اور پھر سوسن کی طرف متوجہ ہوکر اسطرح کہنے لگی "یہی تمھاری سہیلیاں ہین! - انکی تمنے کچھ خاطر مدارات نہین کی ؟"
جسکے ادائے شکریہ کے لیے یہ دونون عورتین کھڑی ہوگئین - آداب تسلیمات بجا لائین اور سوسن ترقی جاہ و اقبال کی دعائین دیکر اسطرح کہنے لگی "جی ہان یہی - جو اسطرف بیٹھی ہین داہنی طرف - اور وہ انکی بڑی بہن ہین"
عباسہ "ماشاء اللہ بہت خوش سلیقہ معلوم ہوتی ہین - انکا نام کیا ہی ؟"
سوسن "(ہاتھ کے اشارے سے بتا کر) حضور انکا نام تو رضیہ ہی اور انکو حمدی کہتے ہین"
عباسہ "ہان بہن حمدی اور رضیہ! مینے اسوقت آپکو اسلیے تکلیف دی ہی کہ آپ مہربانی کرکے ذرا اُس رات کا واقعہ تو بیان کردیجیے جسمین شاہی خادم مسرور دریافت حال کیلیے -

آپ کے گھر گیا تھا۔ مگر دیکھیے سچ سچ۔ آپ کو خدا کی قسم"
اَبْ دونون کے ہوش و حواس باختہ ہین اور ہیبت کے مارے جان کی طرح
خون بھی رگون کے اندر جاکر چھپ رہا ہے مگر ہائے! واللہ قدرتی حسن بھی کیا چیز ہے
خون کی وجہ سے چہرہ کی سُرخی کم ہوجانے سے رضیہ کا سُرخ رنگ ہلکا ہوکر اسوقت
کچھ اور بھی کھُل گیا ہے۔ چپ بیٹھی ہے اور کنیاں مار مار کر اشارے ہی اشارے سے
ہین احمدی سے کہہ رہی ہے وہ بہن تم بیان کردو مجھسے نہین کہا جاتا" اور احمدی ہے
کہ چپ بیٹھی ہوئی کنیان کھا رہی ہے اور نظر بچا بچا کر آنکھ کے اشارے
سے کسی وقت اسکو منع بھی کردیتی ہے کہ دیکھو رضیہ تمھاری یہ حرکتین شاہی آداب
کے بالکل خلاف ہین مگر یہ ایک نہین مانتی۔ عباسہ بھی نظر بچا بچا کر ان دونون کی
یہ کیفیت دیکھ رہی ہو اور جب اسکو کسی طرف سے اُس کے سوال کا جواب نہین
ملتا ہے تو وہ سوسن سے مخاطب ہوکر کہتی ہے وہ سوسن! یہ تو کچھ جواب ہی
نہین دیتین۔ تمھین پوچھو"

سوسن "(ان دونون سے مخاطب ہوکر) اے ہے تو تم اسقدر شرماتی کیون جاتی
ہو سُنتی نہین ہو حضور عالی کیا ارشاد فرماتی ہین۔ احمدی؟"

احمدی "(چھوٹی بہن سے) رضیہ تمھین نے یہ تذکرہ چھیڑا تھا تمھین
بیان بھی کرو"

رضیہ "(بہت پست آواز مین) نہین آپا جانی۔ مین قربان گئی۔ آپ
بیان کردیجیے"

احمدی "(شاہزادی کی طرف رُخ کرکے) حضور عالی اصل واقعہ یہ تھا
کہ ان دنون ایک ہمارے خالو زاد بھائی باہر سفر سے آئے تھے وہ کہین ایک
دن انکے دیکھنے کے لیے انکی سسرال گئے مگر ہمارے بہنوئی صاحب ذرا متشرع
آدمی ہین انھون نے انکو پردہ کرنے پر مجبور کیا۔ یہ بات ان کے کسی قدر
خلاف گذری۔ اسی کی شکایت یہ ایک رات مجھسے کر رہی تھین۔ مین ان کو
سمجھاتی تھی کہ بہن پردہ کوئی چیز نہین ہے تم اسکا خیال نہ کرو مگر یہ مجھسے
اُلجھنے لگین اور بحثین کرتے کرتے کہین کی ایک سُنی سنائی یہ بات کہنے لگین

رضیہ نے ایک مرتبہ پھر احدی کی نظر بچا کر اس غرض سے باہر کی طرف دیکھا کہ دیکھون اب بھی وہ شخص چلا گیا یا نہین مگر استغفر اللہ جواد کب ساتھ چھوڑنے والا تھا وہ اسی طرح ساتھ ساتھ چلا آتا تھا۔ رضیہ کو دیکھکر حیرت ہوئی اور دل ہی دل مین اسطرح کہنے لگی "خداوندا یہ کیا معاملہ ہی۔ یہ شخص کیون میرے ساتھ چلا آتا ہی۔ کیا مطلب۔ کہین اسنے مجکو دیکھ تو نہین لیا" یہ باتین ابھی ختم بھی نہین ہونے پائی تھین کہ فینس رکھ دیگئی اور یہ دونو اور سوسن سواری سے اُترکر اپنے گھر مین داخل ہوئین۔ انکے دیکھتے ہی سب چھوٹے بڑون کا انتشار رفع ہوا اور یہ دونون بھی خدا کا شکر بجالائین۔

سواریون کے اُتر جانے کے بعد جواد کو بھی اس امر کا موقع مل گیا کہ وہ کہارون کے ذریعہ سے اس امر کا پتہ لگائے کہ یہ کس کا مکان ہی کون عورتین ہین اور اس وقت کہان گئی تھین۔ مگر تاہم اسکو یہ کسی طرح نہ معلوم ہوا کہ یہ کیون شاہزادی عباسہ کے حضور مین طلب کی گئین اور وہ دونون کون عورتین ہین جن مین سے ایک کے تیر نظر کا نشانہ بن گیا لیکن ہان فقط ایک اس بات سے اسکو کسیقدر امید ہوئی کہ یہ سوسن کو اچھی طرح جانتا تھا۔

وہان سے آنے کے بعد تھوڑی دیر تک تو یہ سب عورتین ایک ہی جگہ بیٹھی رہین شاہزادی عباسہ کے حسن اخلاق اور شاہی مکانات کے ساز و سامان کی باتین ہوتی رہین لیکن جب سوسن رخصت ہوگئی تو رضیہ کو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ معلوم نہین وہ شخص اب بھی چلا گیا یا نہین جسکے رفع شک اور اسکے اطمینان حاصل کرنے کے لیے شام کا وہ ٹھنڈا ٹھنڈا وقت بھی اب آگیا تھا جسمین ہر طبقے کے لوگ بالاخانون اور کھلے مقامون مین چلے جاتے ہین۔ رضیہ بھی اُٹھی اور کوٹھے پر جاکر ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ گو یہان کی دیوارون کی بلندی پردہ داری کے لیے کافی تھی مگر رضیہ کے اُچک اُچک کر دیکھنے کو اپنی بے زبانی کی وجہ سے کسیطرح منع نہین کرسکتی تھی۔ چارون طرف اسکی جانے والی نظر جاتے جاتے ایکبار اسی مکان کے دروازے کی جانب پہونچی اور اسی طرف تھوڑے فاصلے سے جواد کو ٹہلتے ہوئے دیکھکر یہ سخت تعجب مین آگئی اور متحیر ہوکر اس طرح اپنے دل سے کہنے لگی "کیا یہ کوئی مجنون آدمی تو نہین ہی آخر اس کے ساتھ ساتھ آنے کی وجہ کیا ہی اور اب تک خیر سے یہین چکر لگا رہا ہی۔ مین نہ مانون کچھ دال مین ضرور

کالا ہے۔ موئے کو کچھ اور تو سودا نہیں ہوا ہی۔ قربان کروں ایڑی چوٹی پر۔ مجکو کچھ اور ہی شک گذرتا ہی۔ یہ آدمی کچھ اچھا نہیں ہی۔ اس کی آنکھیں نہیں دیکھی تھین کس بُری طرح گھور رہا تھا اور مین جانتی ہون کہ اسوقت جاتے ہوئے بھی اسنے مجکو دیکھا تھا۔ ایسی حالت مین آپ میرا زیادہ ٹھہرنا یہان مناسب نہین ہی۔ کوئی اور دیکھ لے گا تو مفت مفت بدنامی ہوگی"

رضیّہ انھین خیالات مین ڈوبی ہوئی ہی اور کبھی آنکھ اُٹھا کر اس طرف دیکھ بھی لیتی ہی مگر افسوس ہی کہ عین اس موقع پر جوّاد کی وہ مشتاق آنکھین نظارہ سے محروم ہین جو چارون طرف کسیکو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے آپ تھک گئی تھیں یا جو اس دوراندیشی کے خیال سے اپنے دل پر جبر کیئے ہوئے نیچے جھکی ہوئی تھین کہ دیکھنے والے نگاہون مین کہین تاڑ نہ جائین۔ رضیّہ اسی طرح حیرت کی نظر سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی کہ اتفاق سے جوّاد کی نظر بھی ایک مرتبہ اس طرف پڑ گئی اور اس غیرتِ خورشید رضیّہ کی نکلی ہوئی گردن کوٹھے کی دیوار سے نظر آئی جسکو دیکھ کر آفتاب بھی غیرت کے مارے اس وقت زمین کے سات طبقون مین گڑا جاتا تھا جوّاد کی آنکھ کا ادھر اُٹھنا تھا اور اُدھر رضیّہ کا سر جھکا کر پیچھے جانا تھا جس کے کرنے پر رضیّہ تو فقط نیک نیتی اور قدرتی حیا کی وجہ سے مجبور ہوگئی تھی مگر ہائے محبت کا خدا بھلا کرے کہ عاشق مزاج جوّاد نے اپنے خیال مین اسکی اس حرکت کو ناز و ادا پر محمول کر لیا۔ اسکی وہ للچائی ہوئی نگاہین جو اسکو پہچاننے کے بعد ابھی اس پیارے پیارے چہرہ کی بلائین بھی نہین لینے پائین تھین کچھ کفِ افسوس ملتی ہوئی پھر آئین اور آنکھون کے سامنے آکر اپنی نارسائی طالع پر بے اختیار رو دین۔ رضیّہ کو پردہ کرتے ہی اس آفتاب نے بھی مغربی پہاڑون سے سر ٹکرا ٹکرا کر بہت رنج اور افسوس کے ساتھ اپنا مُنھ چھپا لیا جو اس وقت رضیّہ کے چہرہ کی چمک دمک بڑے شوق اور حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ دراندازی کرنے کے لیئے رقیب روسیہ کیطرح مغرب کی طرف سے کچھ سیاہی بڑھی اور جوّاد کی آنکھ مین ساری دنیا تاریک ہوگئی۔ یہ بہت آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھا کیا لیکن پھر اس وقت رضیّہ کی پیاری صورت دیکھنی کسی طرح نصیب نہوئی۔ ناامیدی نے

کوئے جانان چھوڑنے پر مجبور کیا۔ شوق نے ہاتھ پاؤن پھیلائے۔ حضرت دل بگڑے اور مصلحت وقت نے کل پھر آجانے کا سبق پڑھاکر منتین کرتی ہوئی اسکو اسکی راہ پر لے چلی۔

نوان باب

جعفر

یارب ہو دل کی خیر کہ بیڈھب کچھ آجکل
ہی گھات مین نگاہِ ستمگر لگی ہوئی

شام ہوئی ہی اور اسکی تاریکی کسی مہ جبین حسین کی زلفِ سیہ فام کا خیال بنکر کسی ہجران نصیب عاشق کے دل کے ساتھ چھیڑ کرنے کے لیے چلی ہی۔ پھول کھلے ہین اور انھون نے اپنی طرح طرح کی خوشبوئین ہر جگہ آنے جانے والی ہوا کے سپرد کر دی ہین کہ سونگھنے والے آدمی اس ذریعہ سے مست اور بیخود ہو کر اسی طرح انکی تازگی اور خوش رنگیون کے نادیدہ مشتاق بنجائین جسطرح سے انکے پرانے جانباز اور جان نثار عاشق عنادل انکے رنگ اور بو پر روز ازل سے مرٹے ہین۔ عجیب سُہانا وقت ہی۔ کہین تو بازار ہین بالا خانون پر ساز چھڑ رہا ہی۔ تعلیم ہو رہی ہی اور خوش گلو گانے والیون کی سریلی اور ٹیپ دار آوازین دور دور پہونچکر سننے والون کو نادیدہ ہزار جان سے عاشق اور فریفتہ کرکے اپنی راہ پر لگاتی ہین۔ اور کسی طرف مسجدون سے خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت یاد دلانے کے لیے بڑی عظمت اور جلال کے ساتھ اللہ اکبر کی صدائین بلند ہوتی ہین۔ جابجا شمع اور چراغ روشن ہوگئے ہین اور انکے حسن عالم سوز کی کیفیت دیکھ دیکھ کر خدا جانے بیچارے پروانون کے دل پر ایسی کیا بن گئی ہی کہ چارون طرف سے گھبرائے ہوئے دوڑے چلے آتے ہین اور حلقہ باندھ کر تڑپنے لگتے ہین۔ مشرقی کیطرف سے ماہتاب بھی نکل رہا ہی اور اُسکی سنہری شعاعین اپنا چھلبل دکھاتی ہوئی اپنی کہربائی کشش کے ذریعہ سے ہر چیز کی ان اصلی رطوبات کو باہر کیطرف زبردستی کھینچے لیتی ہین جو بہت حفاظت کے ساتھ رگون کے اندر چھپا چھپا کر رکھی گئی تھین۔ غرض کہ دنیا کی ہر ایک وہ چیز جنکو کچھ بھی اپنے حسن پہ ناز ہو اس وقت رات مین اپنی اپنی دلفریب صورتون کو کچھ عجیب انداز سے دکھا دکھا کر دیکھنے والون

کی نظرون کے ساتھ لگاوٹین پیدا کر رہی ہین - اور اہل دل سو جان سے خریدار ہو کر اپنا اپنا بیقرار دل اپنے ہاتھ مین لیے شوق کے مارے ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے ہین - جعفر کو ملکی معاملات اور انتظامی جھگڑون سے اسوقت فرصت ملی ہی اپنے مکان مین بیٹھا ہی اور اُسی قسم کے خیالات یکے بعد دیگرے اسکے ذہن کے سامنے آرہے ہین جو بے شغلی اور بیکاری کے عالم مین انسان کے پاس اکثر آجاتے ہین - اتفاق سے انھین خیالات کے سلسلے مین شاہزادی عباسہ کا بھی خیال آگیا اور یہ ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہنے لگا "افسوس اُسکے دیکھنے کی حسرت ہی حسرت رہگئی"

حُسنِ اتفاق سے رسائی تو وہان تک اچھی طور سے ہوگئی تھی مگر فلک کی درانداز ی اور اپنی قسمت کی خوبی کو کیا کہیئے - اس نے بڑی ہی خرابی کر دی - سب بنا بنایا کھیل بگڑ گیا سنتے ہین عباسہ نے بہت ہی پیاری صورت پائی ہی! افسوس!! اچھی طرح دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا - ہائے اُس کے گورے گورے چہرہ پر وہ سیاہ نقاب کیسی بھلی معلوم ہوتی تھی - اُف! رنگ پھوٹا نکلتا تھا اور پھر بعض بعض اوقات اُن کا چھپ چھپ کر میری طرف دیکھ لینا تو خدا کی قسم ستم ہی ڈھا دیتا تھا - مگر اونھ اَب مجکو اس قسم کے خیالات سے مطلب! وہ بات کہان - دور گئی - بہت دور - لیکن مین تو واللہ امیر المومنین کا قایل ہوگیا - ذرا سی بات سُنکر اسقدر بدگمان ہوئے کہ پھر شبستان عشرت مین کبھی بھولے سے بھی مجکو یاد نہین کیا - خدا کی قسم مان گیا - لیکن نہین - اُنکو میری طرف سے ایسی بدگمانی ہو نہین سکتی - اُس روز دار المناظرہ مین اُنکا طرز تقریر نہین دیکھتے تھے - وہ تو رہ رہ کر اسی امر پر زور دیتے تھے کہ پردہ کرنے کی چندان ضرورت نہین مگر میری آئے شامت کہ مین اُس دن بالکل اُن کے خلاف ہی پر آمادہ ہوگیا ورنہ وہ کبھی ایسا نہ کرتے - افسوس - اپنی راہ مین اپنے خود ہی کانٹے بو دیئے - بڑا غضب ہوگیا - ہا - لیکن ہان ایک بات ہی اگر میری تقریر سے ذرا بھی اُسدن لگاؤ پایا جاتا تو بادشاہ سلامت بالکل مشکوک ہوجاتے اور سب لوگ بھی اپنے دل مین یہی کہتے کہ جعفر کو عباسہ سے کچھ نہ کچھ ضرور تعلق ہوگیا ہے - بڑی بدنامی کی بات تھی - گو میری طبیعت کو اُن سے کچھ ابھی زیادہ تعلق نہ تھا مگر ایک بات تو ضرور

ہو چلی تھی کہ اُن کے خیال اور اُنکے تذکرہ میں میرا دل کچھ بہت بہلتا تھا۔ اور خیر اُس وقت کا تذکرہ جانے دیجئے۔ اَبْ اس وقت کیا ہی۔ دیکھئے نا کتنی دیر سے اُنھیں کی باتیں کر رہا ہوں اور ایک فقط اُنھیں کے مسلسل خیالات کس طرح ذہن میں چلے آتے ہیں۔ اللہ کی پناہ۔ مگر اَبْ یہ دل دُکھانے والے خیالات ہیں۔ بالکل حسرت پیدا کرنے والے۔ اَبْ ان سے قطع تعلق کرنا چاہیئے کچھ اور باتیں کروں۔ اور آپ تو مجھکو اُن کے خُلق میں بھی کلام ہی۔ آپ دیکھتے ہیں کتنے روز ہوئے ہیں کہ میں شبستان عشرت میں نہیں گیا۔ اور اُن سے یہ بھی نہوا کہ کبھی اس کی وجہ تو مجھ سے دریافت کرتیں۔ ایسے شخص کا خیال ہی کیا۔ لاحول ولاقوة۔ مگر واللہ آپ بھی عجیب چیز ہیں۔ اُن کو اس کے دریافت کرنے کا موقع ہی کیا تھا۔ ایسی ابھی اُن سے ملاقات ہی کیا تھی۔ پھر وہ شاہزادی۔ آپ اُن کی سرکار کے وزیر۔ وہ عورت۔ آپ مرد۔ اپنی اپنی عزت آبرو کا ہر شخص کو خیال ہوتا ہے۔ اور جائز ہی کہ اُن کو کسی اور ذریعہ سے اسکی وجہ بھی معلوم ہو گئی ہو۔ پھر؟"

اسی قسم کے خیالات جعفر کے دل میں آرہے تھے۔ خدامان بارگاہ علیحدہ دست بستہ حاضر تھے۔ عاشق مزاج جواد بھی موجود تھا کہ ایک خادم نے حاضر ہو کر عرض کیا "حضور والا سوسن آئی ہیں اور حضور میں باریاب ہونا چاہتی ہیں"

جعفر۔ (تعجب کے لہجے میں) کون سوسن ؟"

وہی خادم۔ حضور والا یہی جو شاہزادی صاحبہ کی پیش خدمتوں میں ہیں نا"

جعفر۔ "ہاں ہاں معلوم ہوا۔ اچھا بلاؤ (دل میں) یہ کیوں آئی کیا وجہ! اور تو شاید کبھی اس سے پہلے آئی بھی نہ تھی"

ان خیالات کا سلسلہ اپنی حد پر پہونچکر ابھی منقطع بھی نہیں ہونے پایا تھا کہ سوسن نے حاضر ہو کر مجرا عرض کیا اور مؤدب کھڑی ہو گئی۔ جعفر نے پہلے حیرت اور تعجب کی نظر سے اس کی طرف دیکھا اور

اس طرح کہنے لگا۔ "کیون سوسن! خیریت تو ہی۔ خلاف معمول آج اس وقت کہان آئین ہ؟"

سوسن۔ (ہاتھ جوڑکر) جی ہان حضور کے اقبال سے سب خیریت ہی۔ پندرہ سولہ روز سے شبستان عشرت مین حضور رونق افروز نہین ہوتے تھے اسوجہ سے سرکار نے آپکے پاس لونڈی کو شب بخیر استخبار مزاج کے واسطے بھیجا ہی"

جعفر۔ "یہ کون سرکار! شاہزادی صاحب ؟"

سوسن۔ "جی ہان حضور۔ جناب شاہزادی صاحب"

جعفر۔ "یہ اُنکی عنایت۔ خاوندی جو اپنے خادمون کے باب مین اسقدر تھوڑی تھوڑی سی باتون کا بھی خیال رکھتی ہین۔ اللہ اُن کو صحیح وسلامت رکھے۔ واہ کیا اخلاق ہی۔ سبحان اللہ (اپنے دل مین) خداوندا یہ کیا معاملہ ہے۔ ابھی ابھی تو اپنے دل سے مین اُنکی شکایت کر رہا تھا اور فوراً ہی اُنھون نے اسکو رفع بھی کردیا۔ مین نے تو کسی کے سامنے اُن کا تذکرہ بھی نہین کیا تھا خیر کہنا تو دوسری بات ہی۔ مین تو ابھی ان باتون کو دل سے زبان تک بھی نہین لایا تھا۔ ورنہ یہ شک بھی گذرسکتا تھا کہ شاید کسی نے اُن سے کہہ دیا ہوگا اور ابھی چند منٹ پہلے کا تو یہ واقعہ ہی۔ اتنی دیر مین تو وہان تک کوئی جا بھی نہین سکتا۔ تو شاید یہ ایک اتفاقی امر ہوگا۔ مگر کچھ ہو اس سے یہ ضرور مترشح ہوتا ہے کہ اُن کو میرے ساتھ کیسقدر تعلق ہی۔ مگر آہ۔ اب کیا ہو سکتا ہی! کاش پہلے اسکا علم ہو جاتا تو خیر ایک بات بھی تھی۔ مگر نہین توبہ۔ وہ تو میری خداوند ولی نعمت ہین۔ اُن کے باب مین مین کوئی بُرا خیال بھی اپنے دل مین نہین لاسکتا۔ استغفراللہ۔ (سوسن سے مخاطب ہوکر) ہان۔ جناب شاہزادی صاحب کا مزاج تو اچھا ہی؟"

سوسن۔ "حضور۔ اچھی کیا ہین۔ نت نئی روز شکایتین ہی رہتی ہین اور آج کل تو بالکل ہی ضعیف ہوگئی ہین"

جعفر۔ "اہا (تعجب کے لہجے مین) یہ کب سے ہ؟ مجکو معلوم نہین تھا۔ پھر کچھ علاج بھی کیا جاتا ہی؟"

سوسن "جی ہان حکیم طبیب تو ہر وقت ہی حاضر رہتے ہین مگر جب وہ دوا بھی تو نوش فرمائین۔ کسی دن جب کچھ دل مین آگیا تو بہت کہنے سننے سے جبراً قہراً ایک آدھ گھونٹ نوش فرمائی ورنہ دونون وقت دوا آتی ہی اور یونہی اوٹھا اوٹھا کر پھینکدی جاتی ہی"

جعفر "پھر یہ تو بہت بُری بات ہی۔ مرض کو تو کم نہین سمجھنا چاہیئے"

سوسن "جی ہان۔ حضور صحیح فرماتے ہین مگر مشکل تو یہ ہی کہ اُنکو سمجھائے کون وہ کسیکا کہنا سنتی بھی ہین۔ حضور کو تو معلوم ہی ہوگا جس قسم کا اُنکا مزاج واقع ہوا ہی"

جعفر اور سوسن مین تو یہ باتین ہو رہی ہین اور جوّاد علیحدہ کھڑا ہوا ایک گھبراہٹ کے عالم مین اپنے دل سے کہہ رہا ہی "لاحول ولاقوۃ۔ یہ کہان کی مہمل باتین نکالی ہین جنکا نہ کہین سر ہی نہ پاؤن۔ کسی طرح ختم ہی نہین ہوتین۔ اتفاق سے سوسن اسوقت آگئی تھی۔ محبوبہ جانستان کے کچھ حالات معلوم ہوجاتے مگر جب اِن سے فرصت ملے۔ خدا کی قسم کیسا پیارا پیارا بھولا نقشہ پایا ہی بس یہی دل چاہتا ہی کہ ہر وقت دیکھا ہی کرو۔ سوسن اُس وقت ساتھ تھی وہ سب حال جانتی ہوگی اور عجب نہین جو اسی کے ذریعہ سے اچھی طرح میری وہان رسائی بھی ہوجائے۔ کچھ دے دلا کر اس کو اپنے قابو مین کرلون گا اور وہ تو مجھکو اچھی طرح جانتی بھی ہی۔ ضرور پہونچا دے گی۔ بس پھر کیا ہی۔ یار چین لکھا ہی راوی۔ مزے ہین۔ مزے۔ مگر کہین سرکار کی باتون سے جلدی اس بیچاری کو رہائی بھی تو ملے۔ معاذاللہ کتنی دیر ہوگئی اور اُن کو اپنے مزاج پرسی ہی کی پڑی ہی۔ توبہ۔ بیفائدہ بیفائدہ کی باتین ہو رہی ہین اور یہان جان پر بن گئی ہی۔ اسکی خبر ہی نہین"

یہ اسی فکر مین بیٹھا ہوا تھا کہ سوسن نے خدا خدا کرکے اجازت طلب کی اور جعفر نے اس کے جواب مین کہا "اچھا جاؤ۔ میری طرف سے آداب تسلیمات عرض کرنا اور کہدینا کہ مین حضور کے اقبال سے اچھا ہون۔ قصد تھا کہ اداے شکریہ اور استفسار مزاج کے لیے خود ہی حاضر ہوتا مگر جن مصلحتون سے شبستان عشرت مین مین آنا جانا پسند نہین کرتا اُنھین وجوہ سے خاص

درِ دولت پر بھی اپنی حاضری کسی قدر نامناسب سمجھتا ہون معاف فرمائین"

جعفر کی اس تقریر سے سوسن کو اسوقت بہت اُلجھن ہوئی مگر رعب و داب کے مارے اسکو اس امر کی کسی طرح جرأت نہ پڑی کہ وہ کچھ بھی اسکی وجہ دریافت کرے - ادب سے سلام کیا اور رخصت ہو کر ایوان خلافت کی طرف چلی - اور اسی کے پیچھے پیچھے جوّاد بھی - سوسن ابھی اس مکان کے احاطہ سے باہر بھی نہین نکلنے پائی تھی کہ جوّاد نے آگے بڑھ کر کہا "بوا سوسن"

سوسن "(آواز پہچان کر) کون ! جوّاد ؟"

جوّاد "جی ہان - مین ہون جوّاد - بندگی عرض ہے"

سوسن "بندگی - اچھے رہے - تم تو اب کبھی نظر ہی نہین آتے - کہان آجکل رہتے ہو"

جوّاد "کیا عرض کرون کسی وقت دم مارنے کی فرصت تو ملتی نہین - آپ کیا اب جاتی ہین ؟ اور تنہا ! چلئے مین ساتھ چلون"

سوسن "نہین بیٹا - تم سلامت رہو - کیون تکلیف اُٹھاؤگے - مین چلی جاؤنگی - کچھ دور تو ہی نہین - یہین دو قدم پر تو جانا ہے"

جوّاد "نہین نہین - مین ضرور ساتھ چلون گا - تکلیف ہی کیا ہے چلئے بھی آپ تو تکلف کرتی ہین" اور باتین کرتا ہوا ساتھ ساتھ ہولیا۔

پہلے تو کچھ ادھر اُدھر کی باتون مین سوسن کو لگایا اور اسطرح کہنے لگا "کیون بوا سوسن آج آپ سہ پہر کو کہان گئی تھین ؟"

سوسن "(اپنے دل مین) اس کو کس طرح معلوم ہو گیا (جوّاد سے) کہین نہین - اس طرف میرے ایک عزیز رہتے ہین - انھین کے گھر گئی تھی - تم کو کسطرح معلوم ہوا ہے"

جوّاد "مین نے آپ کو اسوقت جاتے ہوئے دیکھا تھا - اور ہان آپ کے ساتھ ساتھ اسوقت دوسری فینس پر کون تھا ؟"

سوسن "بیٹا کوئی نہین - وہ بھی میری ایک عزیزہ تھین - رشتے مین نند ہوتی ہین"

کہ "واہ - پردہ ہر جگہ اگر ایسی ہی ضروری چیز ہوتا تو ہمارے بادشاہ سلامت جناب
شاہزادی صاحب کے سامنے وزارت پناہ کو شبستان عشرت مین آنے کی کیون اجازت
دیتے ؟" مینے کہا "نہین - ہمن ایسا کبھی نہ ہوگا" بس حضور اسقدر باتون کے بعد ہم
دونون کی آنکھ لگ گئی مگر ابھی تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ مسرور پہونچے اور اُنھین کے بیان سے
یہ حال بھی معلوم ہوا کہ بادشاہ سلامت ہماری اسوقت کی سب باتین خود اپنے کانون
سے سُن گئے ہین - انھون نے یہ بھی ہم سے دریافت کیا تھا کہ "یہ خبر تم نے
کس سے سُنی ہی" مگر حضور ہر ایک کی بات کسی کو یاد تو رہتی نہین ہی - جو ہم بتاتے
خدا جانے کس سے سُنا تھا کس سے نہین - بس حضور عالی ! - اصل واقعہ اسقدر تھا
پھر اسکے بعد ہم سے کوئی باز پرس نہین ہوئی - اور ہوتی کیونکر اگر ہم خطاوار ہوتے تو البتہ
جو ہوتا وہ تھوڑا تھا"

احمدی کے اس بیان سے عباسہ بعض بعض جگہ بہت اُلجھی - اعتراض بھی کیے اور جابجا
مغالطے بھی دیئے مگر احمدی نے ہر ایک پہلو بچا کر اپنی صاف تقریر سے عباسہ کو اس امر کا
پورا یقین دلا دیا کہ جو کچھ یہ کہتی ہی وہ سچ ہی اور امیر المومنین نے بھی اسقدر خفیہ تحقیقات
اور کسی وجہ سے نہین کی بلکہ فقط اپنے رفع شک کے لیے احتیاطاً مسرور کو بھیجدیا ہوگا
ورنہ خدانخواستہ اور کوئی بات نہ تھی -

یہ ایک ایسا خیال تھا کہ جس نے تسلیان دے دے کر اسکے بگڑے ہوئے مزاج کو سنبھالا
اور یہ بھی مصلحت وقت دیکھ کر ان آنے والی عورتون سے ادہر ادہر کی باتین کرنے
مین مشغول ہوگئی -

رضیہ تو پہلے شرما شرما کر باتین کیا کی مگر جب کسی قدر حجاب اور لحاظ ٹوٹ گیا تو پھر کیا تھا
اسکی نیچرل شوخی اپنی بہار دکھانے لگی اور اسکی وجہ سے عباسہ کو تھوڑی دیر اپنا غمگین
دل بہلانے کے لیے ایک اچھا ذریعہ مل گیا - گو یہ نہین چاہتی کہ احمدی اور رضیہ ابھی
دو چار دن اپنے گھر جائین مگر سوسن کی لجاجت اور خوشامدانہ طرز اصرار نے اسکو مجبور
ہی کر دیا - دونون کی بہت خاطر داری کی اور بالآخر کچھ انعام اکرام دیکر دونون کو رخصت
کر دیا احمدی اور رضیہ رخصت ہوگئی ہین اور عباسہ چپ ایک سکوت کے عالم مین بیٹھی ہی
گو واقعی حالات کے معلوم ہوجانے سے پہلے کی نسبت اب کسی قدر اسکے انتشار مین

کمی ہوگئی ہی مگر اَب بھی رہا سہا جسقدر باقی ہی وہ اس خم اور پیچ سے کسی طرح کم نہین جو
ستم زدہ عشاق کے دل اور حسینون کی پرشکن زلفون مین ہونا چاہیئے ۔ وحشت زدہ اور
مضطرب دل اپنی بیچینی اور سینے کی وسعت سے تنگ آ آکر منھ کو آتا ہی اور ایک حسرت کے
ساتھ اپنے دل سے یہ باتین ہورہی ہین وہ افسوس! پہلے ہی پہل کیسی ناکامیابی ہوئی
ہا ۔ واللہ دل ٹوٹ گیا ۔ ہمت پست ہوگئی مگر خیر یہ بھی غنیمت ہی کہ ابھی نیا نیا معاملہ تھا ورنہ آگے
چلکر اگر ایسا اتفاق پیش آتا تو معاذاللہ دل کا سنبھالنا مشکل ہی پڑجاتا (ٹھنڈی سانس
لیکر) مگر اَب تو سہل نہین معلوم ہوتا ۔ خدا جانے جعفر نے مجھپر کیسا جادو کردیا ہی کہ میری طبیعت
میرے اختیار سے اُسیطرح باہر ہوئی جاتی ہی جسطرح جعفر کا ملنا"

وہ یہ باتین تھین جو ایک بیچینی کے عالم مین عباسہ اپنے حزین دل سے کرنے لگی اور اِسکے بعد
اسکی نیچرل عصمت اسکی بھری ہوئی طبیعت کی طرح جوش مین آئی اور یہ اسطرح اپنے
دل سے کہنے لگی وہ عباسہ توبہ کر توبہ ۔ یہ توکیسی بے حیائی کی باتین کرتی ہے! ۔
سٹرن تو نہین ہوگئی ہی!! چُپ ۔ کیسا جعفر ۔ کیسی محبت ۔ عورتون کو مردون کی محبت سے
کیا کام! ۔ استغفراللہ" پھر طبیعت کا رنگ بدلتا ہی اور یہ کروٹین لیکر ایک حسرت کے
ساتھ کہتی ہی وہ کچھ نہین ۔ یہ سب بھائی جان کی مہربانی اور عنایت ہی ۔ بڑا سلوک
میرے ساتھ کیا ۔ آہ نہ وہ اسطرح جعفر کو میرے سامنے آنے کی اجازت دیتے ۔ اور نہ
کبھی میرے دل کی یہ حالت ہوتی ۔ حقیقت مین بے پردگی بُری چیز ہی ۔ بڑی سخت
مصیبت مین آدمی پھنس جاتا ہی ۔ ورنہ بھلا مجکو ان باتون سے کیا سروکار تھا
(پہلو بدل کر) اُونھ ۔ پھر اَب جو کچھ چاہے ہو ۔ اَب تو میرا دل میرے قابو مین نہین رہا
مگر افسوس! میری اس کیفیت کی جعفر کو اَب تک مطلق خبر بھی نہین اور نہ یہی معلوم
کہ اُنکو بھی میرے ساتھ کچھ محبت ہی یا نہین (خود ہی) مگر نہونا کیا معنی! محبت بھی کوئی ایسی
چیز ہی کہ ایک طرف سے ہو اور دوسری طرف سے نہ ہو ۔ نہین ۔ ایسا نہین ہوسکتا
گو میرے برابر نہی مگر کچھ تو ضرور ہوگی ۔ لیکن اس کا علم یقینی طور پر کسطرح
ہوسکتا ہے ؟ اسکی کوئی تدبیر تو ضرور ہونا چاہیئے (تھوڑی دیر غور کرکے)
تو کیا کسی طریقے سے دریافت کرون ؟ (جھجک کر) ہی ہی ۔ نہین نہین ۔ میری توبہ جو
کوئی سنے گا کیا کہے گا! ۔ اور وہ خود اپنے دل مین کیا کہین گے!! ۔ ذری سی بات مین

میری پارسائی اور عصمت سب خاک مین ملجائیگی!!! - بُری بات ہی - ہا - بالکل شرع کے خلاف - مگر نہین کہنے کے بھی تو ہزار طریق ہین - اسطرح سے کہا کیون جائے جس سے سننے والے کو شک گذرے - لاؤ بسم اللہ کر کے کسی کو بھیجون بھی - ذرا اُن کا دل تو ضرور ٹٹولنا چاہیے اسمین ہرج ہی کی کون بات ہی -

عباسہ اَب اسی فکر مین بیٹھی ہوئی ہی اور احتیاط کے خیال سے اس کے ہر ایک پہلو پر نظر دوڑا رہی ہی -

آٹھوان باب

جی!! اور کیا!!

بنا کر اپنا دیوانہ الگ بچکر چلے جانا
ترے دامن سے لپٹنا ہی ہمین بدلا گریبان کا

وہ وقت ہی جسمین آفتاب اپنے کسی دلستان معشوق سے ملنے کے لیے سارا آسمان ڈھونڈتے ڈھونڈتے دن بھر کے بعد سطح زمین سے بالکل قریب ہو جاتا ہے اور اسکی تجسس کرنے والی کرنین مشتاق نگاہون کی طرح بے اختیار ہو کر گرتی ہین اور جب وہان بھی نہین پاتین تو دیکھنے کے لیے اونچے اونچے درخت اور بلند مکانون کی منڈیرون پر چڑھ جاتی ہین اور جھلملا جھلملا کر ایک حسرت کے ساتھ چارون طرف دیکھنے لگتی ہین خدا جانے اسوقت اس نے دیکھتے ہی دیکھتے کیا دیکھ لیا ہی کہ خوشی کے مارے فوراً اس فیر کے جامے مین پھولا نہین سماتا اور فرط طرب سے خون کی جھلکیان اس کے چہرے پر نمودار ہوتی آتی ہین - سنہری سنہری کرنین یورپ والی لیڈیز کے بھورے بھورے اور لانبے لانبے بالون کے دل مین پیچ و تاب پیدا کرتی آسمان سے زمین پر آتی ہین اور زمین پر لوٹنے والے سایہ کو اپنے حسن عالم سوز کا والہ و شیدا بنا کر کچھ ایسا بے اختیار اور خود رفتہ کر دیتی ہین کہ سایہ تو دست شوق پھیلائے پیچھے دوڑتا چلا جاتا ہی اور وہ کرنین کسیکی بھری ہوئی نگاہ کی طرح ناز و ادا کے ساتھ پیچھے مڑ کر بھی نہین دیکھتین - وہ منھ بند کلیان جو اس سے پہلے آفتاب کی تپش اور حدت دیکھ کر سر جھکاتے دم بخود بیٹھی تھین اُنھون نے بھی اب چلتی ہوئی ہوا کی زبانی

اسوقت کی دلچسپی کی اُڑتی ہوئی خبر سُنکر اپنے قدرتی سبز دوپٹے کا آنچل مُنھ سے سرکا دیا
ہی اور اسوقت کی سبزیان دیکھ رہی ہین۔ دیکھ دیکھ کر مسکرا تو پہلے ہی سے رہی تھین مگر
دیکھیے اتنے کوئی دم مین ان کے ہونٹون پر بے اختیار ہنسی آیا ہی چاہتی ہی اور کھلکھلا کر
ہنسی ہی پڑتی ہین۔ طرح طرح کے پھولون کی بھینی بھینی خوشبوئین چارون طرف سے
آرہی ہین اور ان کے جان نثار عاشق عنادل مست اور بیخود ہو ہو کر پھولون کے شگفتہ
چہرہ کی بلائین لے رہے ہین۔ ہوا کی گرمی کا درجہ اب بہت کم ہو گیا ہی اور اسیکے ساتھ
اسکی وہ قیامت خیز رفتار بھی سست ہو گئی ہی جسکو خود بیخود اسی کی بڑھی ہوئی گرمی نے
غصے کی حرارت بنکر کسی شعلہ رو کے مزاج کی طرح تیز کر دیا تھا اور اب بھی اپنے
سابق کے جوش و خروش کی پتہ دینے والی گرمی جس قدر رہ گئی ہین باقی رہ گئی
ہی اسکے مٹانے کے لیئے ہر طرف سڑکون پر پانی چھڑکا جا رہا ہے اور آفتابی
شعاعون کے گھر سے باہر نکالنے کے لیئے ان مکانون کے بند دروازے کھولدیئے
گئے ہین جنکے اندر انھون نے اپنا عمل دخل کر کے گرم حمام کی کیفیت پیدا کر دی تھی
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین اپنا فرحت بخش اثر دیتی ہوئی بہت نزاکت کے ساتھ
آہستہ آہستہ چل رہی ہین اور ان کی یہ دلبری کی رفتار دیکھ کر دنیا کی
ہر ایک چیز مین نئی قسم کی طاقت اور قوت آئی جاتی ہے اور وہ سایہ جو بے بسی اور
بیکسی کے عالم مین ابھی تھوڑی دیر پہلے دوپہر کو پس دیوار پڑا تھا جو اپنی سایہ بخشنے والی
چیز کے قدمون کے نیچے خاک مین پڑا ہوا لوٹ رہا تھا اور ضعف کے مارے
ایک قدم چلنے کی بھی اسکو طاقت نہ تھی اب وہ جلد جلد تیزی کے ساتھ اسیطرح
آگے بڑھا آتا ہی جسطرح کسی اپنے نادان عاشق کو چلنا چاہیئے جو کسی وعدہ فراموش
کے جھوٹے وعدہ پر یقین لا کر عین وقت پر شوق مین بھرا ہوا چلا رہا ہو۔
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین کھانے اور اس وقت کی قدرتی دلچسپیان دیکھنے کے
لیئے ہر طبقے کے لوگ اسیطرح گھرون سے باہر نکل آئے ہین جس طرح رگون کے
اندر رہنے والا خون اور اُسی کے ساتھ روح خوشی کی حالت مین اندر سے باہر نکل آتی
ہی۔ سڑک اور کھلے کھلے مقامون پر بہت چہل پہل معلوم ہوتی ہے اور
جنکو امارت یا اسی طرح کی کسی اور مجبور کر دینے والی وجہ سے اگر اس کا موقع

نہین ملا ہی تو وہ بھی اسوقت کی دلفریبیان دیکھنے کے لیے سرداب اور تہ خانون کو
چھوڑکر بالاخانون کی چھتون پر پہونچ گیے ہین - گیا اسوقت کی دلچسپی نے ہر چیز پر اپنا
اثر اچھی طرح کردیا ہی - ہوا اٹھکھیلیون کے ساتھ چل رہی ہی - بازار رونق پر ہین اور
آدمی ادھر اُدھر سڑکون پر ٹہل رہے ہین - مگر خدا جانے اس شخص کو کیا ہوا ہی جو ایک
سکوت کے عالم مین سر جھکائے چپ بیٹھا ہی - دیکھا ؟ آپنے اسکو پہچانا بھی ؟
وہی شخص ہی جو سوسن وغیرہ کی سواری جانے وقت راہ چلتے چلتے پلٹ پڑا تھا اور بالآخر
جب کچھ زور نہ چلا تو مایوس ہوکر ایک جگہ بیٹھ گیا تھا - آیا تو یہ کیسے آپھی ستے ؟
ماشاءاللہ بڑے عاشق مزاج آدمی ہین - یہ شخص وزیرالسلطنت جعفر کا ایک خاص ملازم
ہی - اسکو جواد کہتے ہین اور یہ رضیہ کی پیاری صورت کو اس وقت اسکے جانے کی
حالت مین دیکھ کر دفعتہً کچھ ایسا والہ و شیدا ہوگیا تھا کہ یکایک اس کا دل
بے اختیار ہوکر اسکے قابو سے اسی طرح باہر ہوگیا تھا جس طرح کوئی معشوق ہاتھا پائی
کے وقت مچل مچل کر اپنے عاشق کے آغوش شوق سے نکل جاتا ہو - حسرت - انتظار
اور شوق دید - یہ سب باتین دامن گرفتہ نقش قدم کی طرح اسی رہگذر پر اسکو اسوقت سے
اٹکے بٹھائے ہوئے ہین اور چشم انتظار شاہی کمپونڈ کی طرف لگی ہوئی ہی - دل مین کسی کی
ایک نظر بھر کر دیکھ لینے کی تمنا ہی اور بیٹھے بیٹھے آپ ہی آپ یہ باتین ہو رہی ہین "خداوندا
دم بھر مین کیا ہوگیا - یہ میرے دل کی کیا حالت ہوئی جاتی ہی - یہ کون غارتگر دل
و ایمان تھا کہ جو دیکھتے ہی دیکھتے اسطرح دل چھین کر لیگیا - ہائے کچھ نہین معلوم
کون تھا کون نہین - کمبخت طبیعت بھی آئی کہان آئی - جس کا پتہ نہین نشان
نہین - مگر شاہی مکانات کی طرف جانے اور شاہی فینس کے ہونے
سے تو معلوم ہوتا ہی کہ شاید یہ کوئی شاہی خاندان سے ہو لیکن اگر
ایسا ہوا تو اور بھی غضب ہوا - بھلا وہان تو مین کیا میرے فرشتے بھی نہین
پہونچ سکتے مگر نہین شاہی خاندان سے نہ ہوگا ورنہ کچھ ترک احتشام سواری
کے ساتھ ضرور ہوتا - اور اب تک وہ سواریان اسطرف واپس بھی نہین آئین
ورنہ شاید کچھ پتا چل جاتا - گیے ہوئے بھی اتنے کوئی تین چار گھنٹے ہوئے
مگر اُنھ ! - اب مین یہان سے بغیر پتہ لگائے کب اُٹھتا ہون - لیکن حقیقت مین

کیا خداداد حسن پایا ہے۔ اُف۔ اس بلا کی صورت تو نہ کبھی آنکھون سے دیکھی نہ کانون سے سُنی۔ چہرہ کیا کھُل گیا۔ معلوم ہوا بدلی سے چمکتا ہوا آفتاب نکل آیا۔ اور ہائے کس ادا سے مُنھ چھپا لیا۔ آہ۔ مار ڈالا۔"

یہ انھین خیالات مین بیٹھا تھا اور چشم منتظر سے روح باصرہ کے نکلنے والے تار ہائے شعاعی برقی تار کی طرح دور دور دوڑ رہے تھے کہ سامنے والی سڑک سے پھر وہی سواریان نمودار ہوئین جنکی راہ یہ عرصے سے بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا اور راہ انتظار مین تھک تھک کر گر پڑنے والی نگاہین اُٹھ اُٹھ کر خوشخبری دینے کے لیے خوش خوش دوڑین۔ حواس ظاہری نے حواس باطنی کو خبر دی۔ دماغ نے دل کو اور دل نے نفس ناطقہ کو اعصاب کی ایک اہتزازی حرکت کے ذریعے سے اطلاع دی کہ "ہان مبارک" کلیجہ خوشی سے اوچھل پڑا اور یہ اُٹھکر وہین ٹہلنے لگا۔

رضیہ اور احمدی دونون فینس پر سوار ہین اور سواری اسطرف کو چلی آتی ہی۔ رہ رہ کر احمدی شہزادی عباسہ کے حسن اخلاق اور اوصاف کی تعریف کرتی ہے اور رضیہ بیٹھے بیٹھے وہی اپنی شوخی کی حرکتین کر رہی ہے جو جوش جوانی پانیون کی طرح اس کے ہر رگ وپی مین بڑے جوش خروش کے ساتھ جوش مار رہی تھین گو باہر جھانکنے کے لیے اکثر اسکا دل چاہتا تھا اور اُسی کے ساتھ فینس کھولنے کے لیے اس کے ہاتھ بھی کبھی کبھی اُٹھ جاتے ہین مگر پھر اُسوقت کے آنے جانے والے آدمیون کی کثرت اور احمدی کے دمبدم منع کرنے کی مجبوری اسکو روک دیتی ہی اور یہ خود ہی اپنا بڑھنے والا ہاتھ کھینچکر رہجاتی ہی لیکن پھر بھی چلبلے دل کہین ان مجبوریون سے مانتے ہین۔ ایکمرتبہ اُفوہ کرکے اس نے گرمی کی شکایت کی۔ دوپٹے کا آنچل منھ پر دو چار بار جھلا اور پھر فینس کا بھڑا ہوا پٹ ہاتھ سے فوراً سرکا کر باہر کا تماشا دیکھنے لگی۔ چھڑکا اوپر سے پڑا ہوا تھا جو بہت پردہ پوشی کے ساتھ اسکا حال چھپائے ہوئے تھا اور باہر سے کوئی شخص یہ خیال نہین کرسکتا کہ اندر سے کوئی جھانک رہا ہی۔ جواد اسی جگہ پر ابھی ٹہل رہا تھا کہ رضیہ کی سواری برابر آئی۔ آنکھون نے کچھ اسکے دل سے کہا اور دل نے اپنی بیکسی پر ٹھنڈی سانس لی۔

عشاق کی آہین تو اکثر بے اثر ہوتی ہین مگر اتفاقاً جب کسی پُر درد دل سے ایک اضطراب

کی حالت مین نکلجاتی ہین تو کچھ نہ کچھ وہ اپنا اثر دکھا ہی جاتی ہین - خدا جانے جوّاد کی اسوقت کی آہ مین کس قسم کی کہربائی قوت تھی کہ اسنے تیز ہوا اور آندھی کا جھونکا یا کسی بے صبر عاشق کا دستِ شوق بنکر جھلملے کے اس حصّہ کو ایک مرتبہ ذرا اُٹھا ہی دیا جو فینس کی کھڑکی کے سامنے پڑا تھا - مگر اسی کے ساتھ جلدی سے وہ پیارا چہرہ بھی پھیر لیا گیا جو کھلی ہوئی کھڑکی کے کسی قدر سامنے تھا اور وہ پٹ بھی بند کر لیا گیا جو نظر کو اندر سے باہر آنے جانے کا کسی قدر موقع دے رہا تھا مگر اس جلدی مین بھی ایکبار آنکھین لڑ ہی گئین اور جوّاد دیکھتے ہی دیکھتے کلیجہ تھام کر رہ گیا - دیدہ و دل مین اشارے ہی اشارے سے کچھ باتین ہوئین پہلے ایکنے دوسرے کا شکریہ ادا کیا اور پھر کچھ شکوے شکایت بھی ہونے لگے رضیہ کی حرکتین دیکھ دیکھ کر احمدی تو پہلے ہی غصّہ مین بھری ہوئی بیٹھی تھی لیکن اسوقت اسکو یکبارگی جھجک کر سر ہٹاتے دیکھ کر اسطرح کہنے لگی "کیون کیا ہوا ؟ اچھی طرح سیر کر لیجیے نا - پھر ایسا موقع کیون ملنے لگا - خدا ایسی بے حیا کے ساتھ کسی کو کبھی لیجائے - معاذ اللہ پریشان کر دیا - اچھا صبر کرو - رضیہ ! اگر تمھاری یہ حرکتین مکان پر جا کر اماجان اور بھائی جان سے نہ کہی ہون تو میرا نام احمدی نہین"

رضیہ "نہین آپا جانی مین صدقے گئی قربان گئی آپ کسی سے کہیئے گا نہین - اب ایسی خطا نہو گی - کیا کوئی دیکھتا ہے - اپنی اپنی راہ سب چلے جاتے ہین"

احمدی "(غصّہ کے لہجے مین) کوئی نہین دیکھتا ہے ؟ اچھا نہی - مگر تم تو دیکھتی ہو - یا تم بھی نہین - پھر یہ کس شرع مین جائز ہے اور یہ بھی نہی - اچھا پھر تمنے یکبارگی اسطرح کھڑکی کیون بند کر لی - جواب دو ؟"

رضیہ "آپا جانی مین کیا کرون - اسوقت ہوا سے پردہ اُٹھ گیا تھا اور ایک موا خدا اسے غارت کرے آنکھین پھاڑ پھاڑ کر میری طرف دیکھنے لگا - مین نے جلدی سے فینس بند کر لی اور کیا کرتی"

احمدی "تمنے بہت بُرا کیا اور فینس کھولدی ہوتی - اس کی ضرورت ہی کیا تھی - بلا سے آبرو جاتی - جاتی - اچھی طرح سیر تو ہو جاتی - شرم نہین آتی - بے حیا کہین کی - دیکھو تو مین اور کیا لگا کر کہتی ہون"

رضیہ "(ہاتھ جوڑ کر) نہین میری آپا جانی اب ایسی حرکت کبھی نہو گی خطا ہو گئی"

اسکے بعد تھوڑی دیر کے لیے تو پھر امن چین ہو جاتا ہی مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد پھر اسکا ہاتھ فینس کی کھڑکی طرف جاتا ہی اور احمدی چین بابر و ہو کر دیکھ لیتی ہی اور پھر اس کا ہاتھ رُک جاتا ہی۔ پھر گرمی کا عذر کیا جاتا ہی اور نظر بچا کر کھڑکی ذرا کھول دی جاتی ہی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین چھن چھن کر آتی ہین اور یہ اٹھا کر کے کھڑکی کیطرف جھک جاتی ہی اور پھر ایک سوراخ کی راہ سے دیکھا جاتا ہی۔

جواد سایہ کی طرح اب تک ساتھ چلا آتا ہی اور رہ رہ کر اس امید پر اس طرف دیکھ لیتا ہی کہ شاید پھر کہین وہی پیاری صورت دیکھنے کو ملجائے جس نے بڑی قادر اندازی کے ساتھ ایک ہی تیر نظر مین مرغ دل کا نشانہ اوڑا دیا۔ مگر اب یہ بات کہان ممکن تھی رضیہ کوئی آوارہ مزاج عورت نہ تھی جو اس امر کو بالطبع جائز رکھتی کہ کوئی غیر مرد اسکو بُری نظر سے دیکھے مگر ہان اسکی کمسنی۔ شوخی۔ اور قدرتی چلبلاپن ہی دو باتین ایسی وجہین تھین جو نا عاقبت اندیشی کے ساتھ اسکو اسطرح کی حرکتون پر مجبور کردیتی تھین وہ اپنی آنکھ سے کسی غیر شخص کو قصداً دیکھنا نہین چاہتی تھی۔ لیکن ہان اسکی وہ محدود نظر جسکو گھر کی دیوارون سے باہر نکلنا نصیب نہین ہوا تھا۔ یہان کی وسیع سڑکین اور کھلا میدان دیکھ کر ضرور اس امر کی مشتاق تھی کہ پردے ہی پردے مین یہان کا لطف تماشا اُٹھائے وہ اسیطرح دیکھتی بھالتی چلی جاتی تھی کہ ایک مرتبہ پھر جواد اسکی نظر کے سامنے آگیا اور اسے دیکھتے ہی کہا کہ "پھر یہ کوئی شخص ساتھ ساتھ چلا آتا ہی۔ کون ہی؟ اور دیکھ بھی اسیطرف رہا ہی"۔

دل کا اسقدر اشارہ پاتے ہی باطنی حواس غور مین آگئے اور حس مشترک نے اپنے محفوظ خزانہ سے وہی صورت ملا کر اس کے ذہن کے سامنے پیش کر دی جسکو اسنے پہلی بار دیکھ کر فینس بند کرلی تھی۔

تھوڑی دیر تک تو وہ خاموش بیٹھی رہی مگر بہت احتیاط کے ساتھ پھر دیکھا اور پھر وہی معاملہ سامنے آیا جو کئی بار پیش آیا تھا۔ پھر سر ہٹا لیا اور دل ہی دل مین اس شخص کو بُرا بھلا کہنے لگی جسکو جانتی تو نہ تھی مگر ہان اتنی ہی دیر مین اس کو کئی بار دیکھنے کا البتہ اتفاق ہوا تھا وہ اپنے انھین خیالات مین غلطان پیچان تھی کہ اُس کا مکان آگیا اور اب

جواد کا یہ سنتا تھا اور ایک حسرت اور افسوس کے ساتھ اُس کی اُن کُل امیدون کا دل پکڑ کے رہجاتا تھا جو ابھی ابھی اسکے دل مین خوش خوش ادھر اُدھر اتراتی ہوئی پھر رہی تھین۔

یہ وہ تمنا نہ تھے جنکو رضیتہ کے حسن و جمال نے اس کے دل مین پیدا کردیا تھا۔آہ۔ وہ کہین کم ہونے والے تھے۔! وہ تو ہیجر کے قلم کے کھنچے ہوئے نقوش تھے جو لوح دل پر ساعت بہ ساعت اُبھرتے ہی آتے تھے مگر ہان یہ وہ تمنا تھے جنکو اس کی قوت خیالیہ نے سوسن کی عنایت و ہمدردی کا ابھی امیدوار بنایا تھا اور جنکی طرف سے اسوقت صاف جواب بھی مل گیا۔اس کے محبت کرنے والے دل نے بدگمانی سے اچھی طرح اسکو اسس امر کا یقین دلادیا کہ جب دونون آپسمین نندبھاوج ہین تو پھر اسکے ذریعے سے مطلب نکلنا معلوم ہے۔! بس یہی ایک ایسا افسوس دلانے والا خیال تھا جس نے اسکے دل کو سخت صدمہ پہونچایا اور یہ فوراً کچھ اسطرح خاموش ہوکر رہ گیا کہ وہ سب خیالات جو الفاظ کا جامہ پہنکر ابھی اسکی زبان سے بڑے شوق کے ساتھ باہر نکلنے کا قصد کر رہے تھے اَب ٹھٹک ٹھٹک کر سب اپنی اپنی جگہ پر رہ گئے اور گویا یہ معلوم ہوا کہ اَب زبان کو اندر حرکت کرنے کی بالکل اجازت نہین ہے اور نہ شاید وہ قدرتی طور پر اس غرض کے لیئے پیدا کی گئی ہو مگر پھر ایک گھبراہٹ کے اس خیال نے کہ مبادا میرا اسطرح پوچھنا اور پوچھتے پوچھتے ہی یکبارگی اسطرح کا بیجا سکوت اسکی طبیعت مین شک پیدا کر کے کسی اور خرابی کا باعث نہ ہوجائے اسوجہ سے اس نے اپنے دل کو سنبھالا اور پھر اسطرح کہنے لگا "تو کیا وہ شاہزادی صاحب کے حضور مین پہلے سے آتی جاتی ہین یا آج ہی گئی تھین ؟"

جواد کے پہلے سوال اور اس کے بعد اس کے طول طویل سکوت سے گو سوسن اپنے دل مین کسیقدر کھٹکی مگر تاہم وہ اسکو ایک امر اتفاقی امر پر محمول کر کے اسطرح جواب مین کہنے لگی "نہین آج پہلے پہل گئی تھین۔شاہزادی صاحب نے طلب فرمایا تھا"

جواد "کیون کچھ کام تھا یا یون ہی ؟" اور اسی کے ساتھ اس کے دل مین ایک خوشی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور یہ اسس جوشش کو بہت ضبط کر کے اسطرح

کہتا ہی ؎ شاہزادی صاحب تو اُن سے ملکر بہت خوش ہوئی ہونگی ؟"
سوسن ؎ ہان کیون نہین - خدا سلامت رکھے - ہماری شاہزادی صاحب کے حسن خلق
اور مزاج کو کون نہین جانتا "
جوّاد - ہان ہان بیشک کیون نہین اور جن سے ملی ہین وہ بھی تو خدا اسکے فضل سے ایسی
نہین کہ اُن سے ملکر شاہزادی صاحب کا دل خوش نہ ہوتا "
سوسن ؎ (کسیقدر آواز پر زور دیکر) ہان ہان اسمین شک ہی کی کون سی بات ہو ایسا
نہین سو پچاس مین اچھی ہین پھر اسکا کہنا ہی کیا "
جوّاد ؎ (اپنے دل سے) اُف ! کوئی میرے دل سے پوچھے "
اس کے دل کا بڑھا ہوا جوش اسکی زبان پر بے موقع زور ڈالکر بلند آواز مین اسی قسم
کے کچھ اور کلمات بھی نکلوانا چاہتا تھا کہ دفعتہً پھر کچھ خیال آگیا اور وہ اپنی چلتی ہوئی
زبان کو اسطرح روک کر کہنے لگا ؎ اور ہان آپکے بھائی کا نام کیا ہی - مین نے
انکو نہین دیکھا "
سوسن ؎ ہان کیا تعجب ہی نہ دیکھا ہوگا - وہ ذرا باہر آتے جاتے بھی کم ہین - ابراہیم نام ہی "
جوّاد ؎ (ذرا غور کرکے) مین نہین جانتا - خیر ہونگے کوئی - کیا آپکے سگے بھائی ہین -
کیون بوا سوسن ؟ "
سوسن ؎ نہین چچیرے - وہ بھی دور کے رشتے سے "
اس تقریر کے بعد جوّاد کے دل مین ایک سنسناہٹ یا اختلاجی حرکت پیدا ہوتی ہی -
اور ایک بے اختیاری کے ساتھ کہ جسکو وہ ضبط نہین کرسکتا یہ پُرحسرت کلمہ اسکی زبان سے
نکل ہی جاتا ہی ؎ آہ کیا اچھے نصیب ہین جو ابراہیم کو ایسی بیوی ملی "
اور اس کے بعد کچھ ایسے رنج اور افسوس مین ڈوبا جاتا ہی کہ خود بخود تھوڑی دیر کے
لیے اسکی چلتی ہوئی زبان رُک جاتی ہے اور پھر وہ بالکل دم بخود ہو جاتا ہی - گو اسی
کے ساتھ یہ اپنے اخفاء راز مین بھی کوشش کرتا ہی مگر کچھ تو اس کا وہی آخری
فقرہ اُسکا غماز بن گیا ہی جو بے اختیاری کی حالت مین اسکی زبان سے نکل گیا
تھا اور کچھ دیکھنے والا اس کے چہرے کے ان خطوط کو پڑھ کر اسکے اندرونی کیفیت
سے آگاہ ہو جاتا ہی جو عشق اور محبت کی وجہ سے اس کے اُداس چہرے

نمایان ہوگیے تھے اور جو اِس وقت کی چھٹکی ہوئی چاندنی مین اچھی اچھی طرح پڑھے بھی جاتے تھے سوسن دیکھتے ہی تاڑ گئی - فوراً اس کے چہرے کا رنگ بدلا - آنکھ بھری - نقشہ بگڑا اور وہ سب آثار اسکے چہرے پر نمایان ہوگیے جو ایسے موقع پر انتقام لینے کی حالت مین غصّے کی وجہ سے ہو جانا چاہیئے مگر جوّاد کے ہوش و حواس اسوقت اسقدر کہان بجا تھے کہ وہ ان کو دیکھ کر اس کی اندرونی کیفیت کو معلوم کر سکتا - سوسن نے بڑے ضبط کے ساتھ اپنے اُس جوش کو روکا جو ہر شخص کے جوان مین ایسے اوقات پر رشتہ اور قرابت کی وجہ سے ہو جانا چاہیئے - اور بہت نرمی اور ملایمت کے ساتھ اسطرح پوچھنے لگی وہ ہان سچ بات ہی مگر کیا تم نے انکو اپنی آنکھون دیکھا ہی جو اسطرح کہتے ہو ؟"

جوّاد وہ (ایک جوش کی حالت مین) ہان ہان مین نے دیکھا تھا - انھین آنکھون سے آہ انھین آنکھون سے دیکھا تھا - آج ہی تو جب وہ شاہزادی صاحب کے پاس گئی تھین اور اُسوقت بھی جب وہان سے واپس آئی تھین - گر آہ بہت بُری وہ گھڑی تھی جسمین میری آنکھون نے میرے ساتھ یہ دشمنی کی "

اس جملے کو جوّا نے اپنی بھرائی ہوئی آواز مین بہت مشکل سے رُک رُک کر ادا کیا اور جب شدت گریہ نے بالکل اسکو بے قابو کر دیا تو زبان بھی ایک سکتے کے عالم مین آکر اسکا حال کھینچنے لگی اور یہ بے اختیار ہو کر سوسن کے پاؤن پر گر پڑا -

سوسن وہ ہین ! ہین !! یہ کیا !!! کچھ سڑی تو نہین ہوگیا ہی - مین کہتی تھی آج یہ کیا میرے حال پر عنایت ہی کہ ساتھ ساتھ چلے آتے ہین - یہ کہیے - آپ حال کھُلا واہ اچھے ملے - اور بگڑ کر بڑبڑاتی ہوئی اپنی راہ چلدی -

جوّاد کے رنج و غم مین بیخودی کا بہت بڑا حصّہ ملا ہوا تھا جس نے اسکو اسوقت بیحس و بے حرکت کر دیا تھا - تھوڑی دیر تک وہ اسی رنج و غم اور سکوت مین وہین بیٹھا رہا مگر پھر ناچار ہو کر اُٹھا اور اپنی حالت اور بیانون پر افسوس کرتا ہوا پھر اجن لو اسطرح بے موقع اشارہ و کنایہ مین بھی ابھی کسی کے سامنے منھ سے نہین نکالنا چاہیئے تھا -

جعفر اپنے گھر مین بیٹھا ہوا ہی - سوسن کو گیے ہوئے کچھ عرصہ ہوگیا ہی

مگر اب تک اس کے دل کی وہی حالت ہے جو سوسن کے سامنے تھی نہین بلکہ کچھ اُس سے بھی زیادہ۔ اسوقت تو یک بیک سوسن کے آجانے کا تحیّر اور اچنبھا اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ اسکو اپنا خیال دوسری طرف لیجانے کا بھی بالکل موقع نہ تھا مگر ہان اب اس حیرت مین کچھ کمی ہو چلی ہے اور آنے والے خیال حسن وعشق کے رنگ مین ڈوبے ہوئے اس کے دل مین ایک نئی کیفیت پیدا کرتے چلے آتے ہین جو اس سے پہلے اسکی طبیعت مین نہ تھی۔

گو سوسن کے اسوقت آنے اور اسکی معمولی باتون سے بظاہر کسی قسم کا لگاؤ نہین پایا جاتا تھا کہ خواہ مخواہ جعفر کے دل مین کسی قسم کا خیال پیدا کرنے کا باعث سمجھا جاتا۔ مگر ہائے واللہ حسینون کی تو ہر بات غضب کی ہوتی ہے۔ اُن کے معمولی اشارے اور کنایہ بھی اپنی دلبری کی صفت کے ساتھ وہ ستم ڈھا دیتے ہین کہ الامان الحفیظ۔ عباسہ کے استخبار مزاج کے لیے سوسن کو بھیجنا اور شبستان عشرت مین اسکی عدم شرکت کی وجہ دریافت کرنا اور وہ بھی رسم زمانہ اور ظاہرداری کے طور پر نہین بلکہ اس طریقے سے کہ جس کے ہر پہلو مین خلوص محبت کی ہزارون دلفریب صورتین چھپی ہوئی کھڑی تھین یہ کچھ ایسی دل لبھا لینے والی باتین تھین کہ جعفر نے باوجود اپنے خلقی استقلال مزاجی اور خودداری کے اپنے دل کو کسی قدر بیقابو پایا۔ عباسہ کی وہ خیالی صورت جسکا نقشہ اس کے حس مشترک مین ابھی کچھ یون سا کھنچنے پایا تھا اس وقت قوت متصرفہ کے زور سے اسکی آنکھون کے سامنے کچھ ایسا بھلا معلوم ہوا کہ یہ ایک مرتبہ اپنی للچائی ہوئی نظر سے دیکھکر بہت پُر افسوس لہجے مین کہنے لگا وہ آہ مجھکو نہین معلوم تھا کہ عباسہ کو میرے ساتھ اس قدر تعلق ہو ورنہ مین اسقدر پردہ کا اہتمام کیون کرتا آہ مین نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا۔ اپنے حق مین اپنے ہاتھ سے کسی نے ایسا نہ کیا ہوگا۔ شبستان عشرت مین بار بار اس کا دیکھنا بیشک اسی بنا پر ہوگا۔ اور عجب نہین جو یہی رنج وغم ان کے اسقدر ضعف اور علالت کا باعث بھی ہوا ہو۔ افسوس صد افسوس مجھ سے بڑی غلطی ہوئی۔

یہ کچھ ایسی موثر باتین تھین کہ گو کسی اور کے کانون تک تو پہونچنے نہین پائین مگر ہان جس شخص کی زبان سے نکل رہی تھین اس کے دل پر ان کا پورا اثر

پڑگیا۔ ایک اختلاجی کیفیت قلب مین پیدا ہوئی اور یہ سر تھام کر کچھ اسطرح سکوت
مین آگیا کہ گویا کسی بڑے امر اہم مین غور کر رہا ہی۔ اس غور مین جو بالکل بیخودی کی
حالت سے مشابہ تھا اور جس مین ہوش و حواس سے کچھ کام نہین لیا جاتا تھا سنہرے
سنہرے رنگ کی اُٹھتی ہوئی چنگاریان معلوم ہوئین جو پہلے کچھ ایسی دلفریب اور خوشنما
معلوم ہوتی تھین کہ بے اختیار تماشا ہی دیکھنے کو جی چاہتا تھا اور پھر ذرا ہی دیر مین وہ
ایسی بدنما اور ہیبت ناک معلوم ہوتی تھین کہ دیکھنے والے کا دور ہی سے سارا بدن
خوف اور اندیشے سے کانپ جاتا ہی۔ روئین کھڑے ہو جاتے ہین اور وہ بے اختیار
آنکھین بند کرنے پر مجبور ہو جاتا ہی۔ مگر آہ۔ ابھی اچھی طرح نہین جانتا تھا
کہ یہ کیا ہی۔ یہ اسکی عاقبت اندیش عقل کے تصرفات تھے کہ جو خانہ خراب
عشق کے بُرے نتایج کی ڈراونی صورتین پہلے ہی دکھا رہی تھی۔ اور
وہ اِس آتش عشق کے شرارے تھے کہ اس کے خرمن صبر و
قرار کو خاک سیاہ کرنے کے لیے آہستہ آہستہ اسطرف کو بڑھے چلے آتے
تھے۔ اس مین کوئی شک نہین کہ عباسہ کا پیام جعفر کے دل کے ساتھ اس وقت
بیطرح لگاوٹین کر رہا تھا وہ استخبار مزاج کا کلمہ تنہا جو اس کے پاس کہلا بھیجا گیا
تھا وہ دل کا تسخیر کرنے والا جادو تھا یا حُب کا موثر عمل جو اسپر پورے طور پر چل
گیا۔ جس طرح کسی قادر انداز کا تیر۔ وہ تیر جو بالکل دل مین ترازو ہو گیا ہو
آہ جو کانٹے کی طرح دل مین کھٹک رہا ہو۔ نہین جسکی خلش دم بھر بھی چین نہ لینے دیتی ہو۔
وہ اپنے دل کو بُرا بھلا بھی کہتا تھا۔ سمجھاتا بھی تھا۔ مگر نہ اسکا دل ہی وابستہ اور ہرجائی
تھا اور نہ محبت ہی ایسی محبت تھی جو عارضی طور پر آج ہی ہو گئی ہو۔ بلکہ ایک عرصے
کی چھپی ہوئی محبت تھی جو تپ دق کی طرح اندر ہی اندر اپنا کام کر رہی تھی۔ اور یہ اے
وہ اس سے غافل تھا

اس کے دل کا میلان طبیعت کا تعلق گو ابھی کم تھا مگر پھر بھی جسقدر تھا وہ بہت مضبوطی
کے ساتھ تھا جس کے کم کرنے کے لیے کم سے کم اسقدر زمانہ کی تو ضرور ضرورت تھی جسمین
آب تک اِس نے نشو و نما پایا۔

آب اس کے دل کا اکثر یہی تقاضا تھا کہ وہ عباسہ کی پیاری صورت کو کسی طرح

ایک مرتبہ دیکھا مگر آہ اب اسکی کسطرح امید ہوسکتی تھی۔ شبستان عشرت مین آنے جانے کی وجہ سے اب یہ ایک بہت مشکل امر ہوگیا تھا اور اگر بظاہر کسی قدر آسان بھی تھا تو اسکے اندیشہائے دور و دراز نے اسکو اسقدر دشوار کر دیا تھا جس قدر کسی بے نام و نشان معشوق کا ملنا خیال کیا جا سکتا ہے۔ اب اس کے دل مین وہ نئی نئی خواہشین پیدا ہوتی جاتی ہین جو یون تو شاید کبھی نہ پیدا ہوتین مگر مجبوری کی حالت مین انسان کی جبلی حرص سے خواہ مخواہ پیدا ہی ہو جاتی ہین مگر افسوس ہے کہ ناامیدی اسکے قابل قدر شوق کا مطلق لحاظ اور پاس نہین کرتی ہے اور وہ سب تمنا اسکے زبردست ہاتھون سے حرف غلط کی طرح مٹائے جاتے ہین جنکا نقشہ اسکا پاکبازانہ شوق بنا رہا تھا۔

دسوان باب

اچھے پھنسے

مجھے شمع دو بزم مین دل کو دیکھون
گری ہے کوئی شی بغل سے نکل کر

جو واقعات اس سے پہلے والے باب مین گذرے انپر ایک سرسری نظر دوڑانے سے یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ اب جعفر اور عباسہ کی وہ الجھن شاید کسی قدر کم ہوگئی ہوگی جو اس کی ظاہری بیگانگی اور لاعلمی کی وجہ سے دونون طرف دلون مین پیدا تھی۔ مگر نہین واقعی حالات کے اعتبار سے یہ ایک بالکل خلاف واقع امر تھا۔ سوسن کے فقط ایک مرتبہ آنے جانے اور اُس روز کے سوال و جواب نے بالکل آئینہ بنکر ایک کو دوسرے کے دلی حال سے مطلع کر دیا اور وہی واقفیت قول۔ قرار اور عہد و پیمان کی قائم مقام بنکر چھپی ہوئی محبت کے اوبھارنے اور ترقی دینے کی باعث ہوگئی ہے جعفر کا حال تو ابھی ہم دکھا چکے ہین مگر اسیکے آگے ہم اپکو پھر عباسہ کی بھی کیفیت دکھاتے ہین۔

عباسہ نے جسوقت سے سوسن کی زبانی اپنے اُسی سوال کا جواب سنا تھا جسکو اسنے استفسار مزاج کے پردے مین کہلا بھیجا تھا۔ اسوقت سے اسکی عجیب حالت ہوگئی تھی

جسکا اندازہ کسی قدر اس امر سے ہو سکتا ہی کہ جب جعفر کے پاک اور مضبوط دل کی باوجود اُن طرح طرح کے خیالات اور اندیشون کے یہ حالت ہو گئی جو اپنی ہیبتناک صورت دکھا دکھا کر ہر وقت اِس کو ڈراتے تھے تو عباسہ کی کیا حالت ہو گی!۔

اِس کے دل مین تو جعفر کی محبت بہت مضبوطی کے ساتھ قبضہ کیے ہوے تھی۔ آہ! اسکا دل تو محبت سے اُسی طرح بھرا ہوا تھا جس طرح کوئی بھرا بیٹھا ہو اور فقط چھیڑنے ہی کی دیر ہو جس کے لیئے وہی سوسن کا ایک مرتبہ کا جانا کافی ہو گیا۔ وہین کچھ اور ہی کیفیت پیدا ہو گئی۔ محبت کی وہ دبی ہوئی آگ بھڑک اُٹھی جس مین سے کچھ تھوڑا تھوڑا دھوان تو پہلے ہی نکل رہا تھا مگر یہان ناتجربہ کاری کی وجہ سے وہ عشق اور محبت کی آگ یقینی طور پر نہین سمجھی جاتی تھی۔ روز بروز جعفر کی محبت اس کے دل مین جگہ کرنے لگی اور اُس کی بدیہی نشانیان اور آثار اندازے اُبھر اُبھر کر اسکے چہرے کی نازک اور شفاف جلد سے نمایان ہونے لگے جس پر عشق نے اپنا ارغوانی پوڈر پھیر دیا تھا۔ گو اسپر بھی اس نے اخفاء راز مین کامیابی کے ساتھ اسقدر کوشش کی کہ دیکھنے والے کو بجز ایک قسم کے معمولی ضعف اور اضمحلال کے اور کچھ اس کے چہرہ سے معلوم نہین ہو سکتا تھا مگر تاہم سوسن اسکے حالات سے کسی قدر آگاہ ہو گئی تھی اور وہی اُن نازک حالتون مین کسی قدر اسکی ہمراز اور مونس بھی بنجاتی تھی جب وہ خفا ہو کر اپنے دل سے بھی کچھ کہنا نہین چاہتی تھی۔

اسمین کوئی شک نہین کہ عباسہ کی مجبوری کی حالت ایک منصف مزاج آدمی کو بہت بڑے افسوس کے ساتھ رُلا دینے والی حالت تھی۔ وہ ایک بہت بڑی نازک مزاج اور با اختیار شاہزادی تھی۔ بڑے بڑے سلاطین اور شاہزادے اسکو اپنی پیاری بیوی بنانے کی فکر مین سرگردان اور پریشان تھے مگر عباسہ کو اسکے غرور حسن نے آج تک اسکو نا کتخدا رکھا تھا فقط ایک اس جگہ پر تو اس کو البتہ اپنے دل کے ہاتھون سے مجبور ہو جانا پڑا تھا۔ اسکا بڑھا ہوا شوق۔ اسکے دل کا تقاضا اس کو بار بار اس امر پر مجبور کرتا تھا کہ وہ اپنے دل کی حالت کسی ذریعہ سے جعفر کے کانون تک پہونچاتی مگر اسکی عصمت آبی اسکی پارسائی اور اسکی

قدرتی حیا نے بجز اُس دن کے جسمین اس نے استخبار مزاج کے لیے ایکبار سوسن کو اسکے پاس بھیجا تھا پھر کبھی اسس کی جرأت نہین دلائی کہ وہ کچھ بھی اس باب مین اپنی طرف سے تحریک کرے۔

ایک روز شام ہو رہی تھی اور عباسہ اپنے بالاخانے پر بیٹھی ہوئی بڑے افسوس کے ساتھ اپنے انھین خیالات پر غور کر رہی تھی جو پیچیدگی کے اعتبار سے اُن گھونگروالے بالون سے مشابہت رکھتے تھے جو اس کے سر سے لٹکتے ہوئے بڑے غرور کے ساتھ اسوقت بھی بل کھا رہے تھے۔ دل کے اضطراب طبیعت کی اُلجھن اور اس کے ضبط سے گھبرا گھبرا کر اوٹھنے والے بخارات جو اس کے چہرے پر پسینہ بنکر نکل آئے تھے آن کے خشک کرنے کے لیئے اسوقت کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین چل رہی ہین۔ اسوقت کی رہی سہی دھوپ اسکے چہرے کو اوداس دیکھ دیکھ کر بڑی ہمدردی اور افسوس کے ساتھ زرد ہوگئی تھی اور آفتاب کے روشن کرہ مین بود و باش رکھنے والی مخلوق خانۂ مغرب مین جھکی ہوئی اس کے حصول مطلب کے لیئے دعائین مانگ رہی تھی کہ ایک خواص حاضر ہوئی اور آداب تسلیمات بجا کر اسطرح کہنے لگی "حضور عالی۔ بادشاہ سلامت آپ کو یاد فرماتے ہین"

عباسہ "کیون خیر تو ہے؟۔ یہ خلاف معمول اسوقت کیسی طلبی!"

وہی خواص "جی ہان حضور کے اقبال سے سب خیریت ہی مگر لونڈی کو معلوم نہین کیا وجہ ہی۔ شبستان عشرت مین اسوقت تنہا تشریف رکھتے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ جا کر شاہزادی صاحب کو بلا لاؤ"

عباسہ "تنہا!۔ اور کوئی نہین؟۔ (اپنے دل سے) معلوم نہین کس لیئے بلاتے ہین۔ کیا بات ہی (اسی خواص سے) اچھا ذری ٹھہرو۔ چلتی ہون۔ نماز تو پڑھ لون۔ مغرب کا وقت آگیا ہی۔ وہان باتون مین دیر ہو جائے گی"

یہ کہہ کر وضو کے لیئے پانی مانگا۔ خلوص قلب سے نماز ادا کی اور نہایت تضرع اور زاری سے وہی دعائین مانگین جو درد دل کے دور ہونے کے لیے اکثر اوقات یہ مانگا کرتی تھی۔

دعائین اپنے اس طول طویل سلسلے کو ابھی ختم ہی نہین کرنے پائی تھین جسمین عباسہ کو ایک خاص طرح کی

دلچسپی تھی اور یا جو در اجابت تک پہونچنے کا قصد بھی رکھتی تھین کہ ایک دوسری خواص نے حاضر ہوکر وہی کچھ عرض کیا جو پہلی خواص نے ۔
گو عباسہ کا دل اُب عرصہ سے کہین آنے جانے کو نہین چاہتا تھا مگر کچھ عجیب اتفاق کی بات تھی کہ خلاف معمول آج اسوقت آپ ہی آپ اس کے دل مین کچھ اس قسم کی خفیف خوشی پائی گئی جو بالکل اسکو ناآشناسی معلوم ہوئی یا وہ اسکو اسوجہ سے اسوقت پہچان نہین سکتی تھی کہ آج بہت عرصے کے بعد اسکی صورت دیکھنے مین آئی تھی۔
وہ جلدی جلدی اپنی ضروریات سے فارغ ہوکر اور پھر اُسطرف کو متوجہ ہوئی جہان ہارون رشید اسوقت تشریف رکھتا تھا۔
اسکو آتے دیکھکر نیچرنے اسوقت کو بہت سہانا بنا دیا تھا۔ شام کی چلنے والی ہواؤن نے اسکی نزاکت رفتار نے دیکھ کر اپنی تیزی کو کم کر دیا تھا۔
اسکی زلف سیاہ کا عکس آسمان پر پڑ رہا تھا اور ایک قسم کی ہلکی ہلکی سیاہی چارون طرف پھیل رہی تھی جسکا اثر درختون پر پڑ کر انکی ہری ہری پتیون کو سبزی کو گہرے رنگ مین رنگ رہا تھا۔ شاخین خوشی سے جھوم رہی تھین اور بسیرا لینے والی چڑیان انپر بیٹھ بیٹھ کر فرط طرب سے چہچہا رہی تھین۔
عباسہ نے جسوقت شبستان عشرت کے احاطہ مین قدم رکھا اس کا دل بے اختیاری کے ساتھ اوچھل پڑا۔ گو وہ اپنے قلب کی یہ حالت دیکھ کر اس امر کا تو امتیاز اچھی طرح نہ کر سکی کہ قلب کی یہ حرکت کسی ہونے والی خوشی کی وجہ سے ہو یا کسی آنے والے غم کے سبب سے۔ مگر ہان ایک بار اس کی آنکھون کے نیچے ہو بہو نقشہ تو ضرور پھر گیا جو پہلے کبھی جعفر کے آنے جانے کے زمانے مین شبستان عشرت کا دیکھا جاتا تھا۔ بے ساختہ اسکی زبان سے آہ نکلی اور اگر سامنے سے ہارون رشید کی اسطرف آنیوالی نگاہ اس کو ہوشیار کر کے سنبھال نہ لیتی تو قریب ہی تھا کہ اس کے دل کی سنسناہٹ اسکو بے اختیار کر کے وہین گرا دے۔
ہارون رشید شبستان عشرت کے بالاخانے پر اس وقت رونق افروز تھا۔ خواصین علیحدہ مودب کھڑی تھین۔ ایک سکوت کا عالم تھا۔

اس کے چہرے پر بے انتہا غور اور فکر کے آثار نمایان تھے اور اسطرف کو اسکی لڑی ہوئی نگاہیں بتا رہی تھیں کہ یہ شاید عباسہ ہی کے آنے کا منتظر بیٹھا ہی۔

عباسہ آکر ایک نیم تخت پر بیٹھ گئی اور معمولی مزاج پرسی کے اسطرح گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔

ہارون رشید "باجی آجکل مین تمکو بہت ضعیف پاتا ہون۔ شبستان عشرت کا آنا بھی تمنے بہت کم کر دیا ہی۔ یہ کیا معاملہ ہی؟"

عباسہ "جی ہان آپ ملاحظہ فرماتے ہین کہ آج کل فصلی حدت کس درجہ بڑھی ہوئی ہی۔ بالکل بھوک نہین ہوتی۔ دل پر ہر وقت گرمی سی رہتی ہی بس اسی وجہ سے شاید کچھ ضعف ہو گیا ہوگا ورنہ یون تو آپکے اقبال سے اچھی ہون۔ مگر مین سمجھتی ہون کہ حضور عالی کا مزاج تو کچھ مجھ سے بھی زیادہ بڑھا ہوا ہی"

ہارون رشید "ہان تمھارا خیال صحیح ہی لیکن تم جانتی ہو اسکی وجہ کیا ہی؟"

عباسہ "(گھبراکر) نہین۔ مجکو نہین معلوم ہی۔ خیر تو ہی! فرمایئے؟"

ہارون رشید "یہ تو تم بھی اچھی طرح جانتی ہو اور سب لوگ بھی خوب جانتے ہین کہ جعفر کے ساتھ مجکو کس درجہ محبت ہی۔ بیشک اگر وہ محبت جو مجکو تمھارے ساتھ ہی اگر کچھ بڑھی ہوئی نہ ہوتی تو مین بہت یقین کے ساتھ کہہ سکتا تھا کہ دنیا مین اس سے زیادہ کسیکو بھی کسیکے ساتھ محبت نہین ہو سکتی جو مجھے جعفر سے ہی۔ شبستان عشرت مین اسکی آمد و رفت کو مین نے خود ہی موقوف کیا۔ مگر خدا علیم ہی کہ جعفر سے وہ شریک صحبت نہین ہوئے اس دن سے پھر کبھی نغمہ و سرود کا لطف نہین ملا اور نہ ملے گا اور بھی ایک ایسا قوی سبب ہی کہ جب مجکو اسکا خیال آجاتا ہی تو طبیعت منقبض ہو جاتی ہو اور کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا"

آہ یہ وہ باتین تھین۔ یہ وہ افسوس پیدا کرنے والا تذکرہ تھا جو عباسہ کے کانون کو تو کچھ اچھا معلوم ہوتا تھا مگر اس کے دل مین ایک قسم کی حسرت پیدا کر رہا تھا ان باتون کے جواب مین موقع کے اعتبار سے اور نیز ہارون رشید کے خیال سے جو جو باتین اس وقت اس کے ذہن مین آئی ہین وہ اس کی دلی خواہش اور شوق سے کچھ ایسی ہمعنان ہین کہ وہ دل سے زبان تک لاتے ہوئے

ہزارون جگہ پس وپیش کرتی ہو۔ آہ۔ اس کے دل کا چور۔ اسکی خلقی حیا اسکوان باتون کے کہنے کی کیسطرح اجازت بھی نہین دیتی تھی اور بغیر کچھ کہے اسوقت چپ رہنے کا محل بھی نہین تھا۔ بالآخر اس کو وہی کہنا پڑا جسکو وہ کہنا تو چاہتی تھی مگر ہان شرماتی تھی یعنی وہ اسطرح کہنے لگی "مین نہین جانتی یہ کونسی ایسی مشکل بات ہو جسکا آپ کو اسقدر انتشار ہو۔ وزیر السلطنت کے ساتھ اگر حضور کو ایسی ہی خصوصیت ہو تو وہ کیون نہین بلائے جاتے کون مانع ہو"

ہارون رشید "کون مانع ہو! آہ اگر کوئی منع کرنے والا نہوتا تو تم خیال کر سکتی ہو کہ مین اسکو نہ بلاتا۔ تمکو سخت تعجب ہوگا جب مین یہ بتاؤن گا کہ اس کا منع کرنے والا کون ہو۔ اس کی منع کرنے والی تم ہو۔ تم۔ اس کا مطلب یہ نہین ہو کہ تم نے کہا یا تمھارے کہنے سے مین نے ان کا آنا جانا موقوف کیا ہو نہین بلکہ تمھاری وجہ سے"

عباسہ "تو یہ بھائی جان آپ نے تو اسوقت مجھکو پریشان کر دیا خدا جانے کیا کیا خیالات اسوقت میرے دل مین آگئے تھے۔ معاذ اللہ۔ ہوش اڑ گیے۔ اچھا۔ اگر میری ہی وجہ سے آپ ان کو نہین بلاتے ہین تو مین نہ آیا کرون گی۔ بس۔ ان کو بلا لیا کیجیے۔ اور اب تو یون ہی مین بہت کم حاضر ہوتی ہون"

ہارون رشید "باجی۔ کیا تم خیال کر سکتی ہو کہ تمھاری عدم شرکت مین شبستان عشرت میری نظر مین شبستان عشرت معلوم ہوگا۔ نہین۔ ہرگز نہین۔ ایسی حالت مین تو مجھکو اس سے بھی زیادہ بےلطفی اٹھانی پڑے گی جسقدر کہ اب"

عباسہ "(بہت غور کے بعد) پھر اس کا کیا علاج ہو سکتا ہی۔ مین نے تو آپ کی خوشی کے لیے یہان تک بیحیائی گوارا کی تھی کہ اس بے پردگی کے ساتھ بھی آتی جاتی تھی۔ یہ تو بڑی مشکل ہوئی۔ پھر اسکی کوئی تدبیر؟"

ہارون رشید "ہان ایک تدبیر میرے ذہن مین آتی ہو بشرطیکہ تم بھی اسکو پسند کرو"

عباسہ "(حیرت کے لہجے مین) مین کیا اور میری پسند ہی کیا۔ مگر آپ فرمائین

مین بھی سُن لون گی"

ہارون رشید "ہان مین کہتا ہون مگر وہ اسوقت علانیہ کہنے کی نہین ہے۔
(خواصون کی طرف اشارہ کرکے) تم سب جاؤ اسوقت کسی کی ضرورت نہین ہے"
اور وہ سب حکم پاتے ہی اسیطرح اِدھر اُدھر ہوگئین جس طرح حیرت کے مارے
عباسہ کے ہوش وحواس اس کے پاس سے رخصت ہوگیے تھے۔ دونون
نے اپنے نیم تختون کو احتیاطاً قریب کرلیا اور بہت دبی زبان سے کچھ باتین
ہونے لگین۔ ہوا کی رفتار اس وقت بہت سُست تھی۔ اس نے اپنے سناٹے کو
کم کرکے بڑے شوق کے ساتھ اپنے کان آواز پر لگا دیے تھے مگر اسوقت یہ باتین
کچھ اس آہستگی کے ساتھ ہو رہی تھین کہ اس کے سننے کے لیے ہر چیز کی سماعت
اپنے عجز کا اعتراف کر رہی تھی۔ ہارون رشید کے آہستہ آہستہ جنبش کرتے ہوئے
ہونٹھ بتا رہے تھے کہ جو باتین اسوقت اُن سے نکل رہی ہین انپر اُن کو خیر سے
خود ہی اسقدر حیرت ہوتی جاتی ہو کہ اچھی طرح وہ حرکت بھی نہین کر سکتے۔ باتین
گو عباسہ سے ہو رہی ہین۔ مگر اس کی آنکھین عباسہ کی طرف نہین
ہین بلکہ وہ ایک دوسری طرف کو پھری ہوئی اس امر کو ظاہر کر رہی ہین کہ جو باتین
اس وقت ہارون رشید کر رہا ہے وہ عباسہ کے سامنے بالمشافہ
نہین کہنا چاہتا ہے اور نہ کہہ سکتا ہو مگر کوئی شدید ضرورت اسکو
اس وقت اس کہنے پر مجبور کر رہی ہے۔ عباسہ کا سر جھکا ہوا تھا۔
چہرے پر شرم اور حیا کا قدرتی زرد رنگ اوڑا ہوا نظر آتا تھا۔ شرم اور
غیرت سے اس کی خلقی حیا کے جوش کھانے والے اجزا پسینا بنکر نکل رہے
تھے۔ آنکھین جھکی ہوئی تھین اور اس کی شرمائی ہوئی نظر کچھ اس طرح آنکھون
سے رُک رُک کر باہر نکل رہی تھی کہ جو سطح زمین تک پہونچنے بھی نہین
پاتی تھی کہ پھر شرما کر آنکھون مین پلٹ جاتی تھی اسکی آنکھین کسیطرح ادھر
نہین اُٹھتی تھین اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سارے دنیا کے حسینون
کی آنکھ مین جس قدر حیا ہونی چاہیئے وہ سب سمٹ کر اس وقت اسی کی
اُن بڑی بڑی آنکھون مین آگئی ہو جو اس وقت بار شرم اور حیا کی وجہ سے

اچھی طرح کھل نہین سکتی تھین - اس کے چہرے کی صاف جلد کے نیچے بعض بعض
اوقات خوشی کی خبر دینے والی خون کی سُرخ سُرخ جھلکیان بھی نمودار ہو جاتی ہین لیکن
قیام اس سے زیادہ نہین ہوتا جس قدر کہ حسینون کی نظرِ عنایت یا اُن کے جھوٹے
وعدون کا ہونا چاہیئے -
ہارون رشید تو اسیطرح آہستہ آہستہ باتین کر رہا ہی مگر عباسہ پیکرِ تصویر
یا بُت بنی ہوئی چُپ بیٹھی ہی اور زبان سے ایک حرف بھی نہین نکالتی
آہ - اگر اسوقت کوئی سخت دل کہنے والا اس پر بیجان قالب کا اطلاق کر دیتا
تو شاید اس کے دیکھنے والون کو کسی قدر گھبرا دینے کے لیے اسکا کہنا کافی ہو جاتا -
اگر وہ ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین نہ لیتی ہوتی اور اس کے چہرے پر چمک دمک باقی ہوتی
جو زندگی مین پائی جاتی ہی -
بیشک وہ مسکوت سمجھی جاتی اگر اس وقت اس کے تکیہ لگا کر بیٹھنے کی ہیئت کذائی
اسکی با اختیاری نشست پر دلالت نہ کر جاتی - اُس پر جمود شخوص کا ضرور اطلاق
ہو جاتا اگر کسی کسی وقت اس کا ہاتھ اس کے دھڑکنے والے دل کے سنبھالنے
کے لیے اس کے سینے کی طرف نہ اُٹھ جاتا - عباسہ اسی طرح چپ بیٹھی
ہوئی ہارون رشید کی گفتگو سن رہی تھی کہ یکبارگی باتین کرتے کرتے
ہارون رشید کے چہرے کی طرف دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ جس معاملہ
مین اسوقت گفتگو کر رہا تھا اس مین شاید کسی قدر اس کو کامیابی
ہوئی ہی کیونکہ اِس وقت اس کے ہونٹھون پر کچھ یون ہی تبسم کی
کیفیت پیدا ہوئی تھی اور اس کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایان ہو چلے
تھے اِس نے فوراً ایک خواص کو پکارا اور وزیر السلطنت جعفر کے لانے کا حکم
دیا اور پھر عباسہ سے کچھ باتین شروع کر دین - چونکہ ان باتون
مین بھی عباسہ کی حیا اور شرم کی وہی پہلی سی حالت تھی اس وجہ سے
خیال کیا جا سکتا ہی کہ یہ بھی شاید اسی قسم کی باتین ہین جو پہلے
ہو رہی تھین مگر نہین معلوم یہ کس قسم کی باتین ہین جو اس قدر
احتیاط کے ساتھ کی جاتی ہین اور کون سی ایسی قوی وجہ ہی

کہ جس نے عباسہ سی باتیں کرنے والی عورت کی تیز زبان پر ایسی مہر سکوت لگادی ہو
کہ وہ چپ بیٹھی ہو اور بات بھی نہیں کر سکتی الیکن ہاں اس درمیان میں جعفر
کی طلبی غور کرنے والے شخص کو اس امر کا یقین دلاسکتی ہو کہ عجب نہیں جو اس کو بھی
ان باتوں سے کچھ تعلق ہو۔

تھوڑی ہی دیر میں جعفر کے آنے کی اطلاع ہوئی اور عباسہ کی شرم
اور حیا نے باوجود اس بڑھے ہوئے شوق اور تمنائے ملاقات کے جو وہ جعفر
کے ساتھ رکھتی تھی اس کو وہاں سے اُٹھ جانے پر آمادہ کر دیا۔

وہ سلام کر کے جانا ہی چاہتی تھی کہ ہارون رشید نے کہا "نہیں۔ تم یہیں بیٹھی رہو
تمہارا اُن سے پہلے علیحدہ ہی ملنا چاہیئے" اور یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور اسی شبستان عشرت
کے نیچے والے کمرے میں جا کر جعفر سے ملاقات کی جعفر آداب تسلیمات بجالایا اور پھر
معمولی باتوں کے بعد اسطرح گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔

ہارون رشید "کہیے اس معاملے میں آپ نے غور کر لیا ہے؟"

جعفر "جی ہاں۔ غور تو میں اوسی وقت سے کر رہا ہوں جب سے آج حضور
نے فرمایا تھا۔ مگر حضور میری عقل کچھ اس معاملہ میں کام نہیں
کرتی ہے۔ ہوش و حواس بالکل اُڑے ہوئے ہیں اور میں کچھ نہیں سمجھ سکتا کہ
مجکو اس معاملے میں کیا کرنا چاہیئے۔ خداوندا والا سے آج تک میں نے کسی امر
میں عذر نہیں کیا اس امر کا کرنا ایک ایسا مشکل امر معلوم ہوتا ہے کہ
میں اپنی جان دیدینا تو سہل سمجھتا ہوں اور اس کو مشکل۔ آہ بالکل مشکل
نہیں ہو سکتا!"

اسوقت جعفر کے چہرے کے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ کسی سخت
انتشار میں مبتلا ہے۔ اسکا چہرہ بالکل غمگین تھا اور اداسی چھائی ہوئی تھی اور
اسکی زبان سے جو کلمات اسوقت نکلے تھے وہ اس کے انتہائی درجہ کے اضطراب
اور مجبوری کی خبر دینے والے تھے۔

گو یہ کلمات جعفر نے بہت گھبرا گھبرا کر کہے اور ان میں بے ادبی کا کہیں
لگاؤ بھی نہیں تھا لیکن ہارون رشید کے چہرے کے دیکھنے

سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید جعفر کی یہ تقریر اُس کے مزاج کے بالکل
خلاف ہوئی۔ اس کے چہرے پر فوراً معمول سے زیادہ کچھ سُرخی چڑھنے لگی۔ اور
چین ابرو کسی زلف پریشان کی طرح بل کھا کر کچھ اس کے اندرونی
مزاج کا خاکہ اُڑانے لگی۔ سب لوگوں کو سخت حیرت ہوگی کہ یہ کیا معاملہ
ہو۔ یہ لیے سوال کیسے جواب ہا ہیں۔ وہ کون سی ایسی بات ہو کہ جعفر
جس سے اس طرح انکار کرتا ہی اور یہ کیوں اس کا انکار جعفر کے
مزاج کے اسقدر خلاف گذر رہا ہی؟ لیکن اگر آپ فقط انھیں باتوں پر غور کریں
جو آپ کے کانوں تک پہونچی ہیں تو کیا عجب ہی کہ ان سب تعجب خیز باتوں کی اصل
وجہ بھی آپ کے ذہن میں آجائے۔

ہارون رشید کو جعفر اور عباسہ کے ساتھ جس قدر خصوصیت ہی اس کا
اندازہ آپ پہلے ہی کر چکے ہوں گے اور اسی اعتبار سے آپ یہ
بھی خوب سمجھ سکتے ہیں کہ شبستان عشرت میں جعفر کے نہ شریک
کرنے کا اس کو کس قدر صدمہ ہوگا اس نے پردے کے خیال اور
شرعی ممانعت کی وجہ سے گو جعفر کو بلانا جبراً قہراً موقوف تو
کردیا تھا لیکن وہ عیش و عشرت کی صحبتیں اُسیدن سے اس کی
نظروں میں بے لطف اور سونی ہوگئی تھیں اور اس کا دل کسیطرح
اس امر پر راضی نہیں ہوتا تھا کہ وہ بغیر جعفر کے ایک
لحظہ بھی وہاں بیٹھ سکے۔ وہ اس دن سے آج تک اسی فکر میں
رہتا تھا کہ کسی طرح اس کی کوئی تدبیر نکلے۔ لیکن اسکی کیا تدبیر
تھی!۔ ناکامیابی ہمیشہ اس کی اس آرزو کا خون کرنے کے لیے اپنی
صورت بدل بدل کر اس کے سامنے آیا کی اور کبھی کوئی ایسی صورت
اس کے ذہن میں نہیں آئی کہ یہ سوہان روح رنج اور غم اسکے دل سے
جاتا۔ بالآخر بہت مجبوری کے ساتھ اس نے اس امر کا مصمم قصد کر لیا کہ
وہ جعفر کے ساتھ عباسہ کا عقد کردے تاکہ اس ذریعے سے
بے پردگی کی وہ خرابی بھی جاتی رہے جس نے شرعی تازیانہ

بلکہ شبستان عشرت سے جعفر کو تھوڑے دنون کے لیے نکال دیا تھا اور وہ باہمی بات چیت اور دیکھ بھال بھی شرعی طور پر جائز ہو جائے جنکے نہ ہونے سے ابتک ان دونون پر ایک خموشی کا عالم طاری رہتا تھا۔

ہارون رشید نے آج ہی صبح کے وقت جعفر سے اپنے اس قصد کو ظاہر کیا تھا اور اس کو اس امر کی قوی امید بھی تھی کہ یقیناً بطیب خاطر یہ منظور بھی کر لیا جائے گا۔ لیکن جعفر کی دوراندیشیون نے اس کے خیال کے خلاف آج صبح کو بھی ثابت کرنا چاہا تھا اور اس وقت بھی اس کے انکار سے کچھ اسیطرح کا معاملہ پیش آتا ہوا نظر آتا ہے۔ مگر یہ کیون ؟۔

یہ ایک ایسا دور از وہم وقیاس اور مشکل سوال ہے کہ جس کا جواب ابھی خود ہمکو بھی نہین معلوم ہی اور شاید اس راز سربستہ کے کھلنے کے لیے ابھی تھوڑی دیر ہمکو اور انتظار کرنا پڑے گا مگر ہان اتنا ہم خیال کر سکتے ہین کہ اس انکار کی ضرور کوئی ایسی ہی قوی وجہ ہوگی کہ جعفر اسطرح مجبور ہو گیا ورنہ عاشق کو اس سے زیادہ سچی اور پائدار خوشی میسر کہان آسکتی ہی۔ اُنکی تو ساری عمر اسی حسرت اور آرزو مین کٹ جاتی ہی اور یہ دن دیکھنا کبھی نصیب ہی نہین ہوتا۔

ہارون رشید اور جعفر سے ابتک جس قدر باتین یہان ہوئی تھین وہ علانیہ طور پر خواصون کی موجوگی مین ہوئی تھین مگر اب کچھ رنگ بدلتا ہوا نظر آتا ہے اور تخلیے کی باتین شروع ہوا چاہتی ہین اور عجب نہین وہ باتین بھی کچھ اسی عقد کے متعلق ہون جو بہت سرگوشی کے ساتھ ابھی ہارون رشید اور عباسہ مین ہو رہی تھین۔ ہارون رشید نے جعفر کو اور قریب آنے کا اشارہ کیا اور اسیکے ساتھ خود بھی اسکی طرف کچھ اسطرح جھک گیا جسطرح سے کوئی کان مین بات کہنے کے لیے جھک جاتا ہو۔ باتمیز خواصین اپنے بادشاہ کا مکنون خاطر دریافت کر کے خود ہی وہان سے علیحدہ ہو گئین اور ہارون رشید جعفر سے مخاطب ہو کر اسطرح کہنے لگا " آخر تمھارے اس انکار کی وجہ کیا ہی! کیا تم اس نسبت مین کسی قسم کی اپنی توہین سمجھتے ہو!"

جعفر۔ (ہاتھ جوڑ کر) نہین۔ نہین۔ توبہ۔ توبہ۔ یہ کیا حضور فرماتے ہین! ایسے نصیب کسیکے ہوتے ہین "

میرے لیے تو اس سے زیادہ فخر کی کوئی بات نہین ہو سکتی لیکن حضور یہ تو فرمائین کہ ابتدائے آفرینش سے اسوقت تک کسی بادشاہ نے اپنی بہن بیٹی کا عقد کسی نوکر چاکر غلام کے ساتھ کیا ہی؟ ایک عجمی گبر جو فقط اپنے قدردان بادشاہ کی عنایت سے آج وزارت کے مرتبہ کو پہنچ گیا ہو کیسطرح ایک بنی ہاشمیہ شاہزادی کا زوج بن سکتا ہی؟ ہرگز نہین۔ میرا خیال ہی کہ دنیا مین کسی کسریٰ کسی قیصر نے ایسی نسبت کبھی جائز نہ رکھی ہوگی"

ہارون رشید۔ مین نہین سمجھتا کہ تمھاری ان باتون سے غرض کیا ہی بالفرض اگر اسمین کسی قسم کی ذلت اور رسوائی ہی تو یہ اُسی ہارون رشید کی جان سب کو اپنے اُوپر گوارا کرکے اس بات کی اُلٹی آپ ہی تم سے خواہش بھی کرتا ہی۔ پھر تمکو کس بات کا پس و پیش ہی!! اور یہ مانا کہ آپ عجمی الاصل ہین مگر جب یہ نسبت فقط اسی غرض سے جائز رکھی جاتی ہی کہ شبستان عشرت مین تمھاری اور عباسہ کی آزادانہ نشست پردہ کی جہت سے شرعاً ناجائز نہ ٹھہرے اور تم اُنکو اور وہ تمھین جائز طور دیکھ سکین تو پھر اسمین کوئی ہرج کی بات ہی۔ ہان خاندان بنی ہاشم پر اُسوقت کسی قسم کا عیب آسکتا تھا جب تمھارا اُن طریقون پر کچھ عمل بھی جائز رکھا جاتا جو زن و شوہر مین ہونا چاہیئے"

جعفر۔ (اپنے دل مین) صبح کی گفتگو کا اب جاکر مطلب نکلا۔ اسوقت اشارے کنایہ مین یہی کہا گیا تھا۔ بس اب خیریت نہین معلوم ہوتی۔ بڑا غضب ہوا۔ افسوس!! (ہارون رشید سے) آہ یہی تو وہ بات ہی جو آج صبح سے کانٹے کیطرح میرے دل مین کھٹک رہی ہی (بے اختیار ہارون رشید کے پاون پر گرکر) اے میرے رحم دل بادشاہ۔ اے میری عزت و مراتب کے بڑھانے والے آقا۔ اے امیر المومنین جعفر آپ کا خانہ زاد غلام ہی اُسکو آسمان پر پہونچا کر زمین پر نہ گرائیے۔ اس نے آجتک کوئی خطا نہین کی ہی لیکن خدانخواستہ شاید اب وہ اپنی شومی قسمت سے گنہگار۔ خطاوار اور راندہ درگاہ ہوا چاہتا ہی۔ اس کے ہزار اگر دوست ہین تو ہزار دشمن بھی ہین۔ سیکڑون اب اسپر اتہام لگائے جائین گے بہتان باندھے جائین گے اور پھر دیکھیے کیا ہو" ہارون رشید نے جلدی سے اسکا سر اُٹھا لیا اور چھاتی سے لگا کر اسطرح کہنے لگا۔ "نہین نہین جعفر یہ تمکو کیا ہو گیا ہی۔ تمھارے اسوقت کیسے خیالات ہین تمھاری یہ خلاف عادت باتین مجھکو اسوقت تمھارے دماغ کے صحیح ہونے مین شک دلاتی ہین۔ خیر ہی تمھارا مزاج تو اچھا ہی؟"

جعفر۔ نہین حضور۔ مین آپکے اقبال سے اچھا ہون اور اس بات کا بھی خدایگان عالی کو یقین دلاتا ہون کہ مین نے جو کچھ عرض کیا اسکو مجذوب کی بڑ نہ سمجھنا چاہیئے۔ یہ وہ باتین ہین جو پردۂ غیب سے نکل نکل کر میرے دل مین چلی آتی ہین گو مین خوب جانتا ہون کہ حضور کا منشا اس امر مین بالکل خلوص اور محبت پر مبنی ہی مگر مین کیا کرون خود بخود

میرے دلمین بُرے خیالات چلے آتے ہین - آہ - بہت ڈراونی صورتین میری آنکھون کے سامنے پھر رہی ہین"
ہارون رشید "نہین یہ تمھارے خیالات بالکل غلط ہین - ان باتون کو تم اپنے دل سے نکال ڈالو مجھپر کسی کا
کہنا اثر نہین کرسکتا - مین نے تمکو ایسا ہی متدین سمجھ لیا ہی جب اس کا قصد کیا"

یہ باتین جس لب و لہجہ مین ہارون رشید کی زبان سے نکل رہی تھین وہ بتا رہا تھا کہ ہارون رشید جو کچھ کہہ رہا
ہی وہ سب سچے اور صاف دل سے کہہ رہا ہی اور اسکی بنا بالکل خلوص و محبت پر مبنی ہی - اسنے اپنی تقریر ختم
کرنے کے بعد معاً مسرور کو بلایا اور اسکے کان مین کچھ اس آہستگی سے کہا کہ جعفر کے کان حیرت زدہ ہی رہ گئے
اور مسرور "بہت اچھا" کر کے باہر چلا گیا - ابھی دو منٹ بھی نہین گذرنے پائے تھے کہ مسرور اسطرف سے پھر
آتا ہوا نظر آیا مگر اب اس کے ساتھ تین اور آدمی ہین جنکے نام تو ہم کسیکا بھی نہین جانتے ہین مگر ہان ہم نے
ان کو خلیفہ کے پاس بے تکلفی کے ساتھ بیٹھے ہوئے اکثر دیکھا ہی - انھون نے قریب آکر آداب تسلیمات عرض
کیا اور اجازت پانے کے بعد کرسیون پر بیٹھ گئے تھوڑی دیر تک تو یہان ایک قسم کا سکوت برپا رہا لیکن
پھر ہارون رشید انسے متوجہ ہو کر اسطرح کہنے لگا "آپ لوگون کے خلوص اور محبت پر اعتبار کر کے ایک
بہت بڑے راز کی بات آپ پر اسوقت ظاہر کی جاتی ہی - لیکن قبل اسکے کہ وہ اسطرح علانیہ طور پر کہی جائے
یہ بھی کہدینا بہت ضروری معلوم ہوتا ہی کہ آپ اسکے اخفا مین اُس معمولی کوشش سے کام لیجئے
جسکا خیال احباب کے سامنے اور تخلیہ کی صحبتون مین بعض اوقات انسان کو نہین رہتا بلکہ وہ دل
کے پردون مین اس احتیاط سے چھپائی جائے کہ دل سے زبان تک لانے کی بھی نوبت نہ آئے"
اس کے جواب مین ان سننے والے لوگون کی زبان سے ایکبار "بہت اچھا" کی صدا آئی اور پھر وہ سب
خاموش ہو کر اس امر کے انتظار مین بیٹھ رہے کہ دیکھئے اب کیا حکم ہوتا ہی ایسی کیا بات ہی - شاہی
زبان کو پھر ایکبار جنبش ہوئی اور یہ الفاظ دلون پر اپنا رعب جماتے ہوئے نکلے "چونکہ جعفر شرعی ممانعت
کی وجہ سے شاہزادی عباسہ کے سامنے نہین آسکتے ہین اسوجہ سے اینجانب کا مصمم قصد ہی کہ ان دونون
کا باہم عقد کر دینا چاہئیے تاکہ یہ پردے کا جھگڑا باقی نہ رہے"

اس تقریر نے سننے والے کے کانون کو تعجب اور حیرت سے بالکل بھر دیا اور وہ کسی بات کے کہنے سمجھنے کی قابلیت
نہین رکھتے تھے مگر پھر بھی شاہی رعب و داب نے اسکے جواب مین وہی "نہایت مناسب - بہت بہتر" معمولی کلمے
انکی زبان سے نکلوا دیئے جو ایسے ادب اور لحاظ کے موقع پر اکثر نکلجاتے ہین جعفر چپ تھا سر جھکا ہوا تھا -
اور گو اسکے متفکر چہرے کا دمبدم بدلتا ہوا رنگ بتلا رہا تھا کہ اسیطرح اُسوقت اسکے مختلف خیالات کا دریا
بھی اسکے دلمین جوش مار رہا ہی مگر نہین کچھ تو اسکی بیخودی اور کچھ بادشاہ کے خفا ہوجانے کا اندیشہ یا کسی اور بات

نے اسکی زبان کو بالکل بے قابو کردیا تھا اور اب وہی زبان موجودہ حالت دیکھنے کے ساتھ اسکا منھ بھی دیکھکر بالکل چپ ہوگئی تھی۔
ہارون رشید گو اسکی مجبوری کی حالت دیکھ رہا تھا لیکن شبستان عشرت مین جعفر کے شریک کرنیکی تمنا اس کے
محبت کرنے والے دل مین اسقدر بڑھی ہوئی تھی کہ وہ کسیطرح اب اپنی طبیعت کے خلاف نہین کرسکتا تھا
وہ سب لوگون کو وہین چھوڑکر اٹھا اور بالاخانہ کی طرف چلدیا۔ سب حاضرین حیرت مین تھے کہ الٰہی
یہ کیا ماجرا ہے مگر موقع کے اعتبار سے یہی خیال کیا جاتا تھا کہ شاید اسی عقد کے متعلق کوئی کام ضروری
ہوگا۔ ابھی تھوڑی دیر بھی نہین گذری تھی کہ سوسن نے بالاخانہ سے اترکر مسرور کو پکارا۔ اور پھر تھوڑی
ہی دیر مین وہ سب آدمی بھی بلائے گئے جنکو ابھی باہر سے بلاکر یہان بٹھلایا تھا۔

حیرت اور بیخودی کی وہ تصویر جو قوت خیالیہ کے ہاتھ سے دماغ مین بن سکتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہین
تو عالم مشاہدات مین اسوقت سے پھر کبھی اچھا موقع آپکے ہاتھ نہ آئے گا۔ بس آپ جعفر کی صورت دیکھ لیجئے۔ وہ
دیکھیے جو اب سب لوگون کے چلے جانیکے بعد تنہا رہگیا ہے۔ اسکے چہرے کی حالت آپ دیکھتے ہین کیسی ہوگئی ہے!
رنگ کیسا اڑا ہوا ہے۔ اور وہ اپنی نیم وا آنکھون سے ٹکٹکی باندھے ہوئے کسطرح غیر اختیاری نظر سے زمین کی طرف
دیکھ رہا ہے۔ اسکے دلمین ایک قسم کا جوش تھا۔ ایک طرح کی گھبراہٹ تھی اور وہ اسی خاموشی کے عالم مین ان دونون
چیزون کا بیٹھا ہوا اندازہ کررہا تھا کہ ہارون رشید بالاخانہ سے تشریف لایا اور اسکے پیچھے پیچھے وہ آدمی بھی جو ابھی
ابھی حسب الطلب بالاخانہ پر گئے تھے۔ اور جنکے بلائے جانے کی وجہ بھی اب بہت جلد معلوم ہوا چاہتی ہے۔
ہارون رشید نے آتے ہی پھر وہی عقد کا تذکرہ چھیڑ دیا اور جعفر کو یقین کرلینا پڑا کہ اب میرا انکار محض بے موقع
اور بالکل فضول ہے۔ کچھ نتیجہ نہین۔ فوراً ایجاب و قبول ہوا خطبہ پڑھا گیا۔ اور اسطرح چپ چپ جعفر کے ساتھ
عباسہ کا عقد ہوگیا کہ بجز ان لوگون کے جو اسوقت یہان حاضر تھے اور کسیکو کانون کان خبر بھی نہوئی اور اب یہ بات
بھی اچھی طرح ظاہر ہوگئی کہ یہ تین آدمی فقط نکاح پڑھانے اور شاہد بنانے کیلیے طلب کیے گئے تھے ورنہ انکو اس راز کی خبر کیجاتی
عقد کے بعد سب لوگ رخصت کردیئے گئے اور ہارون رشید جعفر کا ہاتھ ہاتھ مین لیے بالاخانے پر چڑھ گیا
عباسہ اسوقت بالاخانہ پر بیٹھی ہوئی مسکرا مسکرا کر اسی سوسن سے کچھ باتین کررہی تھی جو پہلے تو اور خواصون کی
طرح وہ بھی یہان سے ہٹادی گئی تھی مگر شاید پھر بالکل تنہائی کے خیال سے عباسہ کے پاس چھوڑ دیگئی۔
ہارون اور جعفر پہونچے۔ اور جعفر کو آتے دیکھتے ہی عباسہ نے جلدی سے منھ پر نقاب ڈال لی۔ یہ دونون بھی
جاکر بیٹھ گئے اور ہارون رشید عباسہ سے مخاطب ہوکر اسطرح کہنے لگا "کیون باجی کیون؟ اب یہ کیسا پردہ ہے؟"
مگر ہائے اسکے جواب مین عباسہ کی خاموشی نے جو کچھ کہا ایمان کی تو یہ ہے کہ وہ ہم سے پاکباز لوگون کے دل
چھین لینے کے لیے تو کافی تھی۔ مگر جعفر کی بلکہ خبر نہین، شرم سے اسکی گردن جھک گئی اور اسکے ساتھ اسکی

شاخ سی کمر - اسی طرح جسطرح نئی دولھن کی - وہ نئی دولھن جو بہت شرمیلی - آہ جسکی کمر بھی بہت نازک ہے اور گردن بھی
عباسہ کا یہ اضطراری انکار دیکھ کر ہارون رشید نے بہت اصرار کیا - قسمین دین - اور بالآخر بہت
مجبور ہو کر عباسہ کو اپنے اس گورے گورے چہرے سے نقاب اوٹھانی ہی پڑی جسپر اسوقت خوشی
سے لہرین لینے والے خون کی جابجا جھلکیان نمودار تھین جسپر کہین کہین زردی ملی ہوئی سپیدی
اسکی شرم اور حیا کی خبر دے رہی تھی اور کہین ظاہر مین مزاج کی برہمی دکھانے کے لئے چین جبین کا
عکس اسکی زلفون کی طرح بل کی لے رہا تھا -
نقاب کا اٹھنا تھا کہ جعفر کی آنکھ کے نیچے ایک بجلی سی چمک گئی - وہ بجلی نہین جو ایکبار چمک کر غائب
ہو جائے - آہ - یہ وہ بجلی تھی جو آنکھون کی راہ ہوتی ہوئی جعفر کے سینے کے اندر اُسی پہلو مین جا کر گری
جس طرف اسکا متکبر اور مغرور دل گھر بنائے بیٹھا تھا - عقل اور ہوش کے خرمن مین آگ لگ گئی
شعلے اٹھنے لگے اور آہین بنکر اٹھنے والا دھوان خوف کے مارے بڑے ضبط کے ساتھ اُسی تنگ
سینے مین دبا کر رکھا گیا جہان سے وہ اٹھ رہا تھا - احتیاط اور اخفا کے خیال سے ہارون رشید نے
گو عباسہ کا عقد بغیر کسی ساز و سامان کے یونہی چپ چپا کر دیا تھا مگر ہان نیچہ کا خدا بھلا کرے
اُس نے البتہ اپنی طرف سے کسی قدر سامان کیا تھا - آسمانی رنگ کا ایک عظیم الشان خیمہ نصب تھا
جسکے سایہ مین یہ بیٹھا ہوا تھا جسمین ہزارون قدرتی جھاڑ کنول روشن تھے اور اسکی اندرونی سطح اسطرح
جگمگا رہی تھی جسطرح روشنی مین کسی نئی دولھن کی افشان چنی ہوئی پیشانی - رات کی ٹھنڈی ٹھنڈی
ہوا اس روح افزا ہوا کو اپنے دامن مین لئے ہوئے آہستہ آہستہ چل رہی تھی جسکو آسمان پر حوریان
بہشت نے اپنے نازک ہاتھون سے پنکھا جھل جھل کر پیدا کیا تھا - سہانا سہانا وقت تھا -
کھلے ہوئے پھولون کی بھینی بھینی خوشبوئین چارون طرف سے آ کر دل اور دماغ کے ساتھ وہی کام
کر جاتی تھین جو عطر عروس یا عطر سہاگ مین بسی ہوئی پوشاک - گو سطح آسمان پر تارے تو
پہلے ہی سے چھٹکے ہوئے تھے مگر اب زیادہ اہتمام کے لئے چودھوین رات کا چاند بھی آسمان پر ٹھنڈی روشنی کی ایک گول اور
بڑی قندیل جسکا قطر کسی طرح ۲۱۷۰ میل سے کم نہین - روشن ہو گئی تھی - اسکی سنہری کرنین
عقد پروین کا عکس آسمان سے لیتی ہوئین ان دونون کے رخ روشن کے سامنے آ آ کر رہی بہار دکھا
رہی تھین جو سہرے کے چمکتے ہوئے سنہرے تار یا گندھے ہوئے پھولون کی لڑیان جنمین
ملی ہوئی ایک طرف سے تو کسیکے رخ تابان کی لو اٹھ رہی ہو اور ایک طرف سے للچاتی ہوئی تار نگاہ چھپ
چھپ کر اپنا کام کر رہے ہین حسینان فلک گردن نکالے ہوئے جھانک رہے ہین اور آسمان کے زردار فرشتے

جوشِ مسرت سے درہم و دینار (تارے) اسیطرح آسمان سے نثار رہے ہین جسطرح شبنم بڑے بڑے آبدار موتی ان پر سے نچھاور کر رہی ہی۔ بزمِ فلک آراستہ ہی۔ ساکنانِ ملاءِ اعلیٰ براتیون کی طرح جمع ہین اور یہ دونوا اپنے اپنے بچپن کو اور اُسی کے ساتھ اس شوق دید کو دل ہی کے اندر روکے ہوئے سر جھکائے بیٹھے ہین جو بے اختیاری کے ساتھ انکی آنکھ کو کبھی نہ کبھی اوپر اُٹھا ہی دیتا ہی۔ خیر عباسہ کو تو اس سے پہلے بھی جعفر کی صورت دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا مگر جعفر کے لیئے آج یہ پہلا ہی موقع تھا جو وہ اسکی پیاری صورت اسطرح پر دیکھتا۔ آہ عباسہ کا وہ بھولا بھولا نقشہ جسکے شوخ رنگ کو دیکھ دیکھ کر دلفریبی ادائین کا جھرمٹ تھا۔ عباسہ کی وہ جادو بھری دلفریب آنکھین جو اسوقت اسپر بڑی حسرت سے ایک گہری نظر ڈالتی ہوئین شرم سے زمین کی طرف جھک ہی گئین۔ جعفر کے دل کے ساتھ بُرا سلوک کر گئین اور یہ دیکھتے ہی دیکھتے کچھ ایسا بے چین اور بے قرار ہو گیا کہ دل ہاتھ سے جاتا رہا اور جتنے دعوے تھے سب خاک مین مل گئے۔ جناب عشق نے آگے بڑھ کر مزاج پوچھا۔ اور حضرتِ دل جھوم جھوم کر اسطرح کہنے لگے ؎

سر سے پا تک اک ادا مستانہ ہی چھائی ہوئی	اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی

گو حسنِ اتفاق سے ہارون رشید کا دل اور طرف متوجہ کرتے اور ان دونون کو لطفِ دید اُٹھانے کا موقع دینے کے لیئے عیش و نشاط کی صحبت گرم تھی ناچ گانا ہو رہا تھا مگر ہائے اُسپر بھی یہ غضب تھا کہ ہارون رشید کے اُٹھجانے کا خیال جعفر کی مشتاق آنکھون کے سامنے دربان بنا ہوا بڑی نگاہبانی کے ساتھ پہرا دے رہا تھا اور ادہر شرم اور حیا عباسہ کی آنکھون کو اوپر اُٹھنے نہین دیتی تھی لیکن پھر بھی حسن و عشق مین ناز و نیاز کی چپکے چپکے باتین ہو ہی رہی تھین اور عشق جعفر کے دل پر غالب آتا جاتا تھا۔ تھوڑی دیر تک تو یہ صحبت اسی حال پر رہی۔ جعفر اور عباسہ کی خموشی کا بھی وہی عالم رہا اور ہارون رشید بھی انکے اس سکوت مین بغیر کسی قسم کے خلل ڈالنے کے اسیطرح بیٹھا ہوا گانا سُنتا رہا۔ مگر کبتک۔ آخر اُس سے نہ رہا گیا اور جعفر سے مخاطب ہو کر اسطرح کہنے لگا " جعفر کیا ہی؟ کیسے چُپ ہو؟ دیکھو یہ کنیز اسوقت کیا خوب گلے بازی کر رہی ہی "

جعفر " (چونک کر) جی ہان حضور کیا کہنا سبحان اللہ۔ مین خوب سُن رہا ہون۔ کیا اچھی تان لگائی ہی۔ اہاہا۔ یہ گندھار کا کیا ہی اچھا سُر لگایا ہی۔ واہ۔ کیا سُر مین اناپس رہا ہی۔ اور یہان پر رکھب نے بھی کیا مزا دیا ہی "

ہارون رشید۔ (جعفر کی طرف بہت غور اور تعجب کی نظر سے دیکھ کر) رکھب! اسمین رکھب کا سُر ہی کہان ہی؟ جناب یہ مالکوس ہی! مالکوس!! مالکوس مین رکھب اور پنچم کے سُر لگے اور بھیرون ہو گئی "

جعفر (دانت کے نیچے انگلی دبا کر) " نہین حضور۔ غلطی ہوئی۔ دھیوت۔ دھیوت "

ہارون رشید " ہان یون کہیئے۔ گو ایسی گلے بازی اور تیاری مین سُرون کا امتیاز بہت مشکل ہی

بڑے بڑے گویئے دھوکا کھا جاتے ہین مگر جناب آپکے مبصر سے یہ تعجب ہی معلوم ہوتا ہی۔ شاید آپ کا
خیال اسوقت اور کسی طرف ہوگا۔ بیشک مین آپکو اسوقت بہت پریشان اور ملول دیکھتا ہون کیا
یہ نسبت فی الحقیقت آپ کے خلاف خاطر گذری ہی؟"

جعفر۔ (ہاتھ جوڑکر) نہین حضور۔ آپ یہ کیا فرماتے ہین۔ پیرو مرشد کا کوئی حکم میرے خلاف خاطر
ہوسکتا ہی!۔ استغفراللہ۔ آپ ایسا کبھی خیال بھی نفرمائیے گا"

ہارون رشید۔ ہان مجکو بھی اندیشہ تھا مگر الحمد للہ ایسا نہین ہی۔ ہان دیکھو اسوقت تم دونون
بیٹھے ہو۔ مین تمکو مکرر سکرر سمجھائے دیتا ہون۔ اچھی طرح سُن لو۔ خوب اچھی طرح۔ قریب آؤ"

گو ہارون رشید کی اس تقریر سے جعفر اور عباسہ دونون کے دل تھرا گیے مگر پھر بھی انکے ہوش و
حواس گو اسوقت جس چیز نے قائم رکھا وہ یہی دل خوش کُن خیال تھا کہ کچھ اور قریب ہوئے جاتے ہین۔
یہ دونو ڈرتے ہوئے بادشاہ کے قریب آئے اور ہارون رشید اُنسے اسطرح کہنے لگا "دیکھو جس بات کیلیے
مینے تمکو منع کردیا ہی اسکے قریب کبھی بھولے سے بھی ہرگز نجانا کبھی ایسا اتفاق نہو کہ بغیر میری موجودگی کے تم
دونون ایک جگہ جمع ہو۔ کسی احاطے کی چاردیواری اور کسی مکان کی چھت تم دونو پر ساتھی اسوقت تک بھی
اپنا سایہ نڈالے جبتک مین وہان نہون۔ دیکھو خوب کان لگا کر سُن لو تم کبھی اس حرکت کے مرتکب نہو
جو زن و شو مین ہونی چاہیئے۔ ہماری رگون مین پاک اور صاف ہاشمی خون امانت رکھا گیا ہی۔ اسکی
حفاظت ہمکو ضروری ہی اُسمین اور کسی خون کی آمیزش نہین ہوسکتی ہی۔ سمجھے۔ بہت پابندی کے ساتھ ہمیشہ
اسکا لحاظ رکھنا" خدا جانے یہ کس قسم کی دل افسردہ کرنے والی باتین تھین کہ ہارون رشید نے تو انکو ختم کرکے
کسی قدر ندامت کے ساتھ اپنا سر جھکا لیا اور ان دونو کے دل پر تو جو کچھ بن گئی۔ بن گئی۔ گو ہارون رشید نے
یہ سب باتین عقد سے پہلے ہی کہدی تھین اور یہ اسکا کہنا سچ بھی جانتے تھے لیکن پھر بھی انکی سچی محبت
انکا پاک عشق انکو اس امر کی کسی قدر امید دلا رہا تھا کہ شاید آیندہ چل کر بادشاہ کو کچھ رحم آجائے اور اجازت
دیدیجائے۔ لیکن اسوقت کی تقریر نے تو بالکل فیصلہ ہی کردیا۔ بادشاہ کا یہ حکم ناطق سنکر دونو طرف سنّاٹا
گذر گیا۔ یاس کلی ہوگئی۔ ابر غم دل پر چھا گیا۔ دست وحشت گریبان کی طرف بڑھا۔ آنکھین رونیکے لیے
اور پہلو سے دل نکلجانے کے لیے تیار ہوگیے مگر آہ کیا غضب تھا کہ اپنے حوصلے نکال لینے کی کسیکو بھی اجازت
نہ تھی۔ فریاد لب تک آکر رہگئی۔ نالہ منہ تک آکر رک گیا اور آنکھین خون جگر کی طرح آنسو پی کر رہ گئین
غم کا ایک پہاڑ تھا جو اُن ارمان اور تمناؤن پر یکبارگی ٹوٹ پڑا جو دونون کے دلمین خوشی سے اتراتی
ہوئی پھر رہی تھین اور وہ سب کی سب ہین دب کر رہ گئین۔ جعفر نے ایک مرتبہ عباسہ کے منہ کی طرف دیکھا

اور عباسہ نے اسکی طرف یونہین معمولی طور پر نہین - بہت حسرت کی نگاہ سے - اب بھی کوئی نہ سمجھے گا
آہ اسی حسرت کی نظر سے جس سے مین جان توڑنے کی حالت مین کوئی کسی چھوٹنے والی محبوب چیز کو دیکھ
لیتا ہو - اور بے اختیار دونون آنسو آنکھون سے ٹپ ٹپ گر پڑے - ہائے اس حال پر بھی خوف کے مارے
ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکا اور جلدی سے پھر آنکھین جھکا ہی لی گئین - آسمان کی سب شکایت کرتے
ہین مگر ہم تو دیکھتے ہین ان کا حال دیکھکر اسوقت اسکا دل بھی انہین کی طرح بھر آیا ہی - دیکھیے وہ جنوب
کی طرف سے کچھ سیاہ سیاہ ابر اٹھا اُن کو چھپ چھپ کر روتے دیکھکر آسمان پر کچھ تلاطم ہوا بادل گرجنے لگا
اور ستارے جو آسمان پر ابھی چھٹکے ہوئے تھے بے اختیار چادر ابر سے اپنا اپنا منھ ڈھانپ کر رونے لگے
جب یون بھی انکے بیچین دل نے تمانا تو بیقراری سے کبھی کبھی برقی لالٹین روشن کرکے ان دونون کا حال
دیکھنا شروع کیا اور ان دونون نے ہر بار بجلی کے بہانے سے جھجک جھجک کر اسلیئے اپنی آنکھین بند کر لین کہ
روشنی مین کوئی ہمکو روتا نہ دیکھ لے - ہوا تیز ہوئی شمعین جھلملا جھلملا کر بجھنے لگین اور یہ حال دیکھتے ہی صحبت برخاست ہوئی

گیارھوان باب

شوق اور مجبوری

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیان سوجھی ہین ہم بیزار بیٹھے ہین

صبح ہوا اور صبح بھی شب عروسی کی - وہی شب عروسی جو بڑی تمناؤن سے انسان کو نصیب ہوتی ہی مگر
جب نصیب ہوتی ہی تو پھر سارے تمنا اسیطرح نکلجاتے ہین جسطرح رات ہی بھر کی ہاتھا پائی مین کسی کی پر شکن
زلفون کے سارے خم اور پیچ صبح ہوتے ہی ہوتے نکلجاتے ہین - وہ دیکھیے گلے لپٹ لپٹ کر سونے والون کی
کیفیت رات بھر دیکھتے دیکھتے لیلی شب کی چولی جابجا سے مسک گئی ہی اور اب کوئی دم مین گریبان صبح دامن
تک چاک ہوا چاہتا ہی - آفتاب کی وہ سنہری سنہری کرنین دریچہ مشرق کا پردا اٹھا کر اپنا چھل بل دکھاتی ہوئی
نکلا ہی چاہتی ہین جو رات بھر زمین کے سات پردون کے اندر بیٹھے بیٹھے اسیطرح اکتا گئی ہین جسطرح نورانی
روح نہانخانہ جسم مین سوتے سوتے صبح ہونے تک گھبرا جاتی ہو اور نیند بھی سونے والون کی آنکھ سے پریشان
ہو ہو کر حسینون کے بہے ہوئے سرمے کی طرح نکل بھاگی ہی - مگر آہ! یہ وقت آگیا ہی اور اس ارمان بھری نئی دلھن
کی آنکھ تک بھی نہین جھپکی ہی جسکے عقد مین رات آپ شریک تھے اور جسکا پیارا نام عباسہ ہی وہ جو اپنی کوٹھی
مین سامنے پلنگ پر چپ پڑی ہی - دیکھا؟ - ہا - آنکھین نیند مین اور نیند کی جگہ رات کا وہی افسوسناک خواب

آنکھون مین ہر جو حقیقت مین خواب نہتا مگر اس واقعے کے ورائے وہم و قیاس ہونے تک حیرت اور تعجب پیدا کرتے کرتے کسی طرح نہ قبول کرنے والی عقل کو اسیطرح باور کرا دیا تھا جس طرح کبھی کبھی خواب مین وہ باتین دیکھنے مین آجاتی ہین جو ہو نہین سکتین صبح کا سہانا وقت بہت فرحت افزا ہوتا ہی شبنم مین نہلائے ہوئے سبزے کا ہرا ہرا نکھرا ہوا جوبن - رات کے کھلے ہوئے پھولون کے ورق پر شبنمی موتیون کا جڑاؤ کام - اور پھر انھین موتیون کا جنبش ہوا سے ڈھلک ڈھلک کر گرنا نسیم سحری کی دلربایانہ رفتار ان سب باتون کا لطف اگر اچھی طرح مل سکتا ہی تو اسیوقت غنچۂ صبح اسیوقت کھکھلاتا ہی اور وہ کنول کا پھول اسیوقت پھولتا ہی جسکے آس پاس زمین کے ایسے صدہا کیڑے مع اپنے اپنے رہنے والون کے بڑے ذوق شوق کے ساتھ اسیطرح چکر لگا رہے ہین جسطرح پھولون کے جان نثار عاشق بھونرے بیمارون کے زرد اور پژمردہ چہرون پر اسوقت کچھ نہ کچھ صحت کی خبر لانے والی سرخ رنگت آہی جاتی ہی ساری رات کے چھوٹے ہوئے عنادل شاخ گل پر بیٹھ کر بڑے ذوق شوق کے ساتھ اسیوقت چہچہاتے ہین اور جو پھول رات کو بھی کسی وجہ سے نہین کھلتے وہ اسیوقت پھولتے ہین مگر آہ پیاری عباسہ کے دل کی کلی کسیطرح نہین کھلتی نسیم سحر خوش فعلیان کرتی ہوئی اسکے پاس آتی ہی اور کسی کا دست گستاخ بنکر اسکے اس دھانی دوپٹے کا آنچل اٹھا دیتی ہی جسکو اسنے اپنا اوداس چہرہ چھپانیکے لیے منھ پر ڈال لیا ہی اور یہ پھر برابر کر لیتی ہی - چند خواصین کوٹھی سے باہر علیحدہ بیٹھی شاہزادی کی یہ غیر معمولی حالت دیکھ دیکھ کر ایک دوسرے سے پوچھ رہی ہین مگر کچھ حال نہین کھلتا - یہ سب اسی حیرت اور انتشار مین بیٹھی ہوئی تھین کہ آنکھین ملتی ہوئی سوسن انکے پاس آئی اور ایک جماہی لیکر اسطرح کہنے لگی "کیون کیا شاہزادی صاحب بیدار نہین ہوئین ہ؟ - آج آرام ہی کیا کرین گی!"

چند خواصین "آرام! آرام کیسا؟ ساری رات انکی پلک تو جھپکی نہین ہی کروٹین لے لیکر تو انھون نے صبح کی ہی - نہ کسی سے بات ہی نہ چیت بس یونہی چپ پڑی ہین یہ کیا بات ہی کچھ تمھین معلوم ہی؟"

سوسن "نہین - مجکو نہین معلوم میرے سامنے تو کوئی ایسی بات نہین ہوئی جو انکے خلاف خاطر ہوتی مگر ہان وہ رات شبستان عشرت سے آئی تھین کچھ چپ چپ ضرور - تھوڑی دیر تک تو مین یہان حاضر رہی مگر جب انھون نے آرام فرمانے کا قصد کیا تو مین بھی اسیطرف جا کر سو رہی - اس کے بعد مجکو خبر نہین - مگر یہ تو کوئی نئی بات نہین آج دشمنون کو تو اکثر اسیطرح چپ لگ جاتی ہی" یہ کہتی ہوئی کوٹھی کی طرف بڑھی اور پلنگ کے پاس جا کر شاہزادی کے پاؤن دابنے لگی لیکن عباسہ اپنے خیالات مین اسوقت کچھ ایسی ڈوبی ہوئی تھی کہ اسکو اسکی خبر بھی نہین ہوئی مگر ہان اسکے بار بار ہلجانے والے پاؤن سے سوسن کے ہاتھون کو کچھ اسطرح حرکت محسوس ہوئی جسطرح رونے کی حالت مین عموماً سارے اعضا مین پیدا ہو جاتی ہی اور فوراً اسکے دابنے والے ہاتھ ایک حیرت کے ساتھ رک گئے

اس حرکت کا امتیاز کرنے لگے۔ پھر وہی حرکت محسوس ہوئی اور اسکے ساتھ کچھ آہستہ آہستہ سسکیان بھرنے
کی آواز بھی اسکے کانون مین آئی اور گھبرا کر دوپٹے کا آنچل مُنھ سے ہٹا کر دیکھنے لگی۔ آہ عباسہ کا پیارا پیارا چہرا اسوقت
رنج اور غم کے گہرے رنگ مین رنگا ہوا تھا اور شدت انقباض سے اسکے تمنا آنسو بن بنکر اسکی آنکھون سے نکل رہے تھے
سر کے لانبے لانبے بال کروٹین بدلتے پریشانی کے عالم مین کچھ تو مونے کمر سے اُلجھ کر رہ گئے تھے اور کچھ عالم
مشاہدات مین شعرا کے ایک خیالی مضمون کی مثال بننے کے لئے اسکے سینے پر پڑے بعینہ اسیطرح لوٹ رہے
تھے جسطرح کسی کی چھاتی پر سانپ لوٹ رہا ہو۔ آنسوون بھیگ بھیگ کر زلفون کے سب خم اور پیچ نکل گئے تھے
اور اسکی نکیلی پلکون کی وہ برگشتگی جو اسکی جادو بھری آنکھون پر بہت اچھی معلوم ہوتی تھی اسکے زار قطار رونے کو
دیکھتے دیکھتے اسوقت پلکون سے نکل کر اسیطرح برگشتگی بخت مین جا ملی تھی جسطرح آنکھون کا سرمہ آنسوؤن
کے ساتھ بہ بہ کر اسکے مقدر کی سیاہی مین مل گیا تھا۔
سوسن یہ حال دیکھتے ہی گھبرا گئی اور اسکی بڑھی ہوئی حیرت اسکے خیالات کو اُلجھا دے دیکر خدا جانے کس کس
طرف کو لے گئی جسکی خاص وجہ یہ تھی کہ گو سوسن عباسہ کی بڑی ہمراز اور مونس تھی جعفر کے عشق اور محبت سے بھی
بخوبی آگاہ تھی مگر رات کے واقعات مین سے ابھی اسکو اسکے سوا اور کچھ نہین معلوم ہوا تھا کہ بادشاہ سلامت جعفر اور
عباسہ کا باہم عقد کر دینے کا قصد رکھتے ہین اسنے رومال سے عباسہ کے آنسو پوچھے اور بہت گھبراہٹ کے ساتھ
اسطرح کہنے لگی "ہین کیون خیر تو ہی بیوی! مزاج کیسا ہی۔ کیا ہوا کیا۔ یہ رونا کیسا ہے؟" مگر آہ مغموم عباسہ کا دل
اسوقت کہان اسقدر قابو مین تھا کہ وہ جواب دیتی۔ اسکا دل اور بھر آیا اور کسی قدر آواز سے رونے لگی۔
اب تو سوسن کا انتشار اور بڑھا اور وہ گھبرا کر اسطرح بولی "ارے ہی۔ کوئی دوڑو بھی جلد ہی۔ ارے بادشاہ سلامت
کو خبر کرو۔ ہائے میری شاہزادی کو یہ کیا ہو گیا ہی" اور خواصون نے آکر چارون طرف گھیر لیا۔
عباسہ "(جلدی سے ہاتھ کے اشارے سے) نہین (بھرائی ہوئی آواز مین) نہین کوئی نجانے
خبردار کسیکو خبر نہو۔ سوسن! تم گھبراؤ نہین مین اچھی ہون بالکل اچھی۔ ایک خیال آگیا تھا جسکی وجہ سے یہ حالت ہو گئی"
سوسن "معاذ اللہ میرے ہوش اُڑ گئے۔ وہ ایسا کونسا خیال تھا جس نے دشمنون کا یہ حال کر دیا؟
گو اورون کے دکھانے کے لئے سوسن کے اس سوال کو عباسہ نے بہت ہی بے اعتنائی سے سُنا مگر ہان
آنکھ کے اشارے سے اسنے سوسن کو سمجھا دیا کہ چُپ رہو اسوقت اسکا موقع نہین ہی۔ عباسہ کا غمگین دل
پلنگ سے اُٹھنے کو کسیطرح نہین چاہتا تھا مگر پھر سوسن کے اصرار اور مصلحت وقت کے خیال نے بالآخر دست گرفتہ
اُسکو پلنگ سے اُٹھایا۔ حوائج ضروری سے فراغت کی۔ وضو کیا۔ فجر کی قضا نماز ادا کی اور پھر وہی رات کے واقعات
یاد کر کے اسطرح اپنے دل سے کہنے لگی "ہائے ہائے مجھکو تو عقد کے نام سے نفرت تھی ہمیشہ انکار ہی رہا۔ مگر محبت کا خدا

بھلا کرنے - بھائی جان سے جعفر کا نام سنکر اسوقت تھوڑی دیر کے لیئے تو خوشی ہوگئی مگر آہ ساری عمر رونے کے لیئے ہو گیا - آہ خیال تھا کہ اب اُنسے جائز طور پر مل سکون گی - اچھی طرح دل کے ارمان نکلین گے مگر ہائے مقدر کی کیا خبر تھی - یہ کون جانتا تھا کہ دنیا مین ایسی شادیان بھی ہوتی ہین - آہ جعفر کے نام نے میرے ساتھ بڑی دغا کی - نہیں اسکی نہین کیا خطا - یہ سب بھائی جان کی عنایتین ہین - نہین انکو بھی مین الزام نہین دیسکتی جو کچھ کیا میرے نصیب نے کیا - ہائے بھائی جان اگر مجھ سے پہلے ہی کہدیتے تو مین اس ظالم کے فراق مین مر کیون نجاتی ہمیشہ کے لیئے یہ روح فرسا غم یہ جانکاہ صدمہ اور یہ ابدالآباد کا عذاب تو کسیطرح گوارا نکرنا پڑتی !! کبھی گوارا نکرتی !!! - ہائے مین اب اُن تمناؤن سے کیا کہون جو چارون طرف بیٹھی ہوئین حسرت کی نظر سے میرے منھ کو دیکھ رہی ہین اور اس ناشاد و نامراد دل کو کسطرح سنبھالون جو میرے قابو اور اختیار سے پہلے ہی باہر ہو گیا تھا - اور پھر کس امید پر اور کب تک ؟" یہ کچھ ایسے حسرتناک خیال تھے کہ خود اسکے آنسو اسکی مجبوری کو دیکھ دیکھ کر بے اختیار آنکھون سے نکل پڑے مگر اتفاق سے اسوقت سب خواصین ادھر ادھر تھین ورنہ اور بھی مشکل ہوتی مگر ہان سوسن چنور ہاتھ مین لیے مگس رانی کر رہی تھی اس نے دیکھ لیا اور ہاتھ جوڑ کر اسطرح عرض کیا "بیوی یہ آج کیا بات ہے خدا کے لیے لونڈی سے تو نہ چھپایئے میرا اب برا حال ہوا جاتا ہے"

عباسہ "نہین کچھ نہین" اور پھر آنکھون مین آنسو بھر آئے اور یہ شدت ضبط سے ہونٹ اسکے نیچے دبا کر رہ گئی گو پہلے عباسہ بہت انکار کرتی رہی مگر لجاجت کے ساتھ سوسن کا اصرار بڑھتا ہی گیا اور بالآخر اخفائے راز کی قسمین لیکر عباسہ نے اسکے سامنے رات کا کل واقعہ مفصل طور پر بہت افسوس کے لہجے مین بیان کر دیا جسکو سنتے ہی سوسن کے رنگ کیطرح ہوش بھی اُڑ گئے اور عباسہ کی تقریر ابھی ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ اس نے گھبرا کر کہا "ہائے یہ کیا غضب !! ایسا تو کبھی نہ کیا تھا - مین کہتی ہون امیر المومنین کو ہو کیا گیا اگر یہی منظور تھا تو پھر عقد کیا کیون کسنے مجبور کیا تھا"

عباسہ "کچھ نہین بس فقط اپنی دلچسپی کے لیے - تاکہ شرع شریف کی رو سے شبستان عشرت مین میری انکی بے تکلفانہ نشست ناجائز نہ ٹھہرے"

سوسن "واہ - واہ کیا اچھی دلچسپی نکالی ہے کسی کی تو جان پر بنجائے اور انکو اپنی دلچسپی کی پڑی ہو"

عباسہ "اور یہ غضب تو دیکھیے کہ تنہا کبھی آدھی بات تک کیجائے جو کچھ کہا جائے وہ اُنکے سامنے ہی کہا جائے - سوسن مجھین خدا لگتی کہنا بھائی جان کے سامنے مین اُن سے بھلا کیا کہہ سکتی ہون !! - اَئین ؟"

سوسن "امی بیوی توبہ ایسا کہین ہو بھی سکتا ہے میں کیا کہون خدا کی قسم یہ باتین سنکر تو میرے آپ ہی حواس جاتے ہین - مگر یہ تو فرمایئے - نکاح تو ہو گیا ہے نا ؟ اسمین تو کسیطرح کا شک شبہ نہین"

اسکا جواب عباسہ نے جس انداز سے سوسن کو دیا وہ بتا رہا تھا کہ باوجود اس بے تکلفی کے اسکی ٹیچرل حیا اسکی زبان کو پکڑے لیتی ہو اور اس حال پر بھی جعفر کے ساتھ منعقد ہو جانیکی خوشی کچھ کچھ اسکے دل مین باقی ہو "ہان" کے کلمے کو تکرار کے ساتھ کہتے ہی کہتے اسکے ہونٹون پر کسیقدر تبسم کی کیفیت پیدا ہو گئی اور منھ پر رومال رکھکر شرم سے اُس نے اپنی گردن جھکالی -

سوسن "اے ہی تو پھر کس بات کا رنج! روئین آپکے دشمن - آپ اسکا خیال بھی نکیجیے - اُنسے بات چیت کرنے کے ہزارون موقع ملین گے - کیا امیرالمومنین ہر وقت دیکھا کرین گے - توبہ"

عباسہ "آہ یہی تو نہین ہو سکتا! سوسن - مین سچ کہتی ہون خدا نخواستہ بھائی جان کو اگر کہین یونہی شک بھی گذر گیا تو خوب یقین کر لو پھر خیر نہین - اور ہائے اُن حضرت کے دل کا بھی حال تو معلوم نہین وہ بھلا اسکو کیون جائز رکھنے لگے - اس ظالم کا دل تو پتھر ہی پتھر ہے"

سوسن "نہین بیوی - ایسا تو نہین ہی - اس روز جب مین رات کیوقت پہلے پہلے گئی تھی تو حضور سے وقت تو انکی ہر ایک بات سے محبت کی بو آتی تھی - مگر حضور بات فقط اتنی ہی کہ شاہی محل کا ہو معاملہ اور وہ بھی آپکا ایسی مثل مشہور چھوٹا منھ بڑی بات - ذری زبان سے کچھ نکالتے ہوئے ڈرتے ہین - ورنہ محبت تو انکو ضرور ہی"

عباسہ "ہان دل تو میرا بھی گواہی دیتا ہی - رات بھائی جان نے جب اسطرح کی ممانعت کی تو وہی ایکبارگی میری طرف دیکھ کر آنکھ مین آنسو بھر لائے - سوسن تمسے اب کسی قسم کا پردہ نہین رہا مین سچ کہتی ہون خدا جانے انھون نے مجھپر کیسا جادو کر دیا ہی کہ ہر دم دل مین انھی کی یاد رہتی ہی - رات دن ایک کانٹا سا کھٹکا کرتا ہی - میری تمنا تھی کہ اگر ایک لحظہ کیلئے وہ مجھکو کہین تنہا ملجاتے تو مین ان سے دو باتین کر لیتی - مگر آہ! ایسے نصیب کہان!!"

سوسن "اے ہی - توبہ یہ بھی کوئی مشکل بات ہی جس کے لیے آپ اسطرح فرماتی ہین اگر حکم ہو تو ابھی مین اُنکے پاس جاؤن"

عباسہ "ہان ہان میری سوسن!! - اگر تم اسمین کوشش کروگی تو مین تمھارا بڑا احسان مانونگی ضرور جاؤ"

سوسن "اے ہی معاذاللہ شاہزادی صاحب آپ یہ کیا غضب کرتی ہین - احسان کس بات کا لیجیے مین ابھی جاتی ہون - مگر ہان ایک بات ہی ابھی انکو میری طرف سے اطمینان تو اچھی طرح ہوگا نہین - ایسا نہو وہ میرے کہنے کو کہین جھوٹ سمجھین اور یہ خیال کرین کہ اسمین کوئی چال ہی"

عباسہ "ہان بیشک تم سچ کہتی ہو ایسا خیال ہو سکتا ہی اچھا تم لکھنے کا سامان لاؤ مین ایک رقعہ بھی لکھدون"

سوسن "ہان ہان بس یہ بہت اچھی ترکیب ہی ضرور لکھ دیجیے" وہ جلدی سے لکھنے کا سامان لا کر حاضر کیا - ہائے کاغذ قلم تو اب عباسہ کے ہاتھ مین ہی مگر شوق اور حیا مین جھگڑا پڑا ہی شوق کا تو تقاضا ہی کہ خوب ہی دل

کھولکر دیکھیے اور حیا کہہ رہی ہی کہ نہین - دور اندیشی کے خیالات تو کچھ لکھنا چاہتے ہین اور مصلحت وقت کچھ اور ہی تمنا اپنی اپنی راہ پیچ مین کودے پڑتے ہین اور یہ اسی کشش و پنچ مین بار بار قلم اُٹھا اُٹھا کے رہجاتی ہو - جب اِس حالت پر کچھ دیر گذر گئی تو بالآخر کچھ سوچ سمجھ کر اس نے اسطرح لکھنا شروع کیا -

"جناب ! - ادھر دیکھیے - میری طرف - مجکو کچھ عرض کرنا ہو جس عذر کو مین جانتی ہون اسکے سوا اگر کوئی عذر ہو تو خیر ورنہ کسیطرح میری دو باتین سُن لیجے - نزدیک سے نسہی - دور ہی سے - ہائے ایک دن کی دُلھن کا یہ لکھا دیکھکر خدا جانے کسقدر آپ اسکو بیحیا اور بیشرم کہینگے مگر آہ مین کیا بتاؤن کہ کیا ہو

دل کے ہاتھون سے مجبور - عباسہ"

عباسہ نے اپنے دل کے بڑھے ہوئے شوق کو جو ایک بڑے سے بڑے دفتر مین بھی کسیطرح نہین سما سکتا تھا بمجبوری اسی دو حرفی رقعہ مین لکھکر سوسن کے حوالہ کیا اور سوسن کو خدا کے سپرد کر کے جعفر کے پاس روانہ کیا - سوسن اب شاہی کمپونڈ سے باہر نکل گئی ہو ایک بڑے نقاب سے اس نے اپنے سارے جسم کو چھپا لیا ہو اور اپنے دل سے یہ باتین کرتی ہوئی وزیر السلطنت کے دولتکدہ کیطرف جا رہی ہو "حقیقت مین عشق بُری بلا ہی بیچاری شاہزادی کیا حالت ہو گئی ہو بیشک اسکے دلپر سخت صدمہ ہی اور امیر المومنین کو دیکھیے کہ عقد تو کر دیا مگر اسکے ساتھ ہی چوڑی ممانعت بھی کر دی - تنہا ایک جگہ کھڑے بھی نہونا - بات چیت نہ کرنا - یہ نکرنا - وہ نکرنا - واہ اچھا عقد ہی - یہ تو وہی مثل ہوئی کہ گڑ کھائین گلگلون سے پرہیز - پھر عقد ہی کیون کیا تھا - خیر اس سے مجکو کیا مطلب - مین اسوقت جس کام کیلئے جاتی ہون اسکی مجکو فکر کرنا چاہیے - بڑا مشکل کام مینے اپنے ذمے لیا مگر پھر آخر کرتی کیا - انکا شرقت کا رونا دھونا بھی تو مجھسے نہ دیکھا جاتا - ہان پھر اب مجکو کیا کرنا چاہیے ؟ - اگر علانیہ طور پر وہان جاتی تو وزارت پناہ سے مجکو ملنا مشکل ہی کیا تھا اگر اب تو جاتی ہون پوشیدہ طور پر اور ملنا بھی تنہائی مین چاہیے مشکل ہو گی !" دل میں اس خیال کے آتے ہی اسکی رفتار سُست ہو جاتی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا اسوقت یہ کسی سوچ مین آ گئی - دو چار ہی قدم چلنے کے بعد اسکے چہرے سے وہ پہلا سا انتشار جاتا رہتا ہی اور یہ اسطرح اپنے دل سے کہتی ہی "کچھ نہین جو دوہان موجود ہی اُسکے ذریعے سے کام نکل جائے گا - رفیقہ پر وہ عاشق ہو رہے بس اسی لالچ مین اُس سے سب اپنا کام اسوقت نکال لونگی اور اُسکو وزارت پناہ کے مزاج مین دخل بھی کسیقدر زیادہ ہو - بس یہی بہت اچھی ترکیب ہو اب کچھ اندیشے کی بات نہین" اور اسی خیال کے ساتھ وہ قدم بڑھا بڑھا کر چلنے لگتی ہو -

وہ جعفر جسکے سینے پر رات ہی عشق کا کاری تیر لگا تھا وہ جو رات ہی عباسہ کے شمع جمال کا پروانہ بنا تھا - آہ جسکی رات شادی بھی ہوئی تھی رات بھر تڑپتے تڑپتے افشائے راز کے اندیشے سے ابھی مُنہ ہاتھ دھو کر نشست کے کمرے مین بیٹھا تھا عباسہ کی پیاری پیاری صورت آنکھون کے سامنے پھر رہی تھی اور یہ ایک حسرت کے ساتھ دیکھ دیکھ کر اپنے

دل سے کہہ رہا تھا " آہ پیاری شاہزادی تمنے کس بلا کی صورت پائی ہے مگر ہائے کیا اچھا ہوتا جو تم میرے لیے ہوتین انہین - نہین - تمکو تو خدا نے میرے ہی لئے پیدا کیا تھا مگر آہ - خلیفہ نے مجھپر ظلم کیا - بڑا ظلم - آہ کبھی نہین بھول سکتا - ہائے بات تک کرنیکی اجازت نہین دی بے تکلفی سے ملنا تو درکنار " کہ جواد نے حاضر ہوکر عرض کیا " حضور سوسن حاضر ہے "

سوسن کا نام سنتے ہی جعفر کا دل خوشی سے اوچھل پڑا - شوق کے مارے تمنا خون مین ملکر رگونکے اندر دوڑنے لگے اور اُس چہرہ پر مسرت اور انبساط کی جھلکیان نمودار ہونے لگین جو ایک ہی رات مین کھلائے ہوئے باسی پھولون کیطرح بالکل پژمردہ ہوگیا تھا سوسن کو آنے کی اجازت دی اور جواد سے کہا " باہر ٹھہر اور کوئی آنے نپائے "

سوسن نے جسوقت سامنے آکر سلام کیا اسوقت اسکے چہرہ پر اسقدر خوشی معلوم ہوئی کہ گویا کوئی نعمت غیر مترقبہ اسوقت اس کے ہاتھ لگ گئی - اسنے ہنسکر سوسن سے پوچھا " کیون سوسن کیسی آئین شاہزادی صاحبہ کا مزاج تو اچھا ہے "

سوسن " (ایک ٹھنڈی سانس لیکر) کیا بتاؤن حضور کیسا مزاج ہے - رات سے خدا جانے دشمنونکو کیا ہوگیا ہے کہ یہ گھڑی ہونے آئی ہے اور انکی آنکھون سے آنسو نہین تھمے "

گو عباسہ کا یہ حال سنکر جعفر کی آنکھونمین بے اختیار آنسو بھر آئے تھے اور محبت کے رابطہ نے عباسہ کے رونے کی وجہ بھی اسکو اچھی طرح بتادی تھی مگر پھر بھی تجاہل عارفانہ کے ساتھ اُسنے پوچھا " یہ کیون ہے "

سوسن " قصور معاف - حضور تو کچھ اسطرح پوچھتے ہین کہ گویا خبر ہی نہین جب آپ ہی کو اسکی وجہ نہین معلوم تو مین کس گنتی شمار مین " اور جھککر عباسہ کا رقعہ پیش کر کے کہا " لیجیے یہ شاہزادی صاحبہ نے دیا ہے " جعفر نے اس رقعہ کو بڑے شوق سے لیکر پہلے تو آنکھون سے لگایا اور پھر اسکو پڑھکر دم بخود ہو رہا عشق اور محبت کی آگ اور تیز ہوگئی اور یہ اسطرح اپنے دل سے کہنے لگا " آہ کس قدر پیاری شاہزادی کو مجھسے محبت ہے - حرف حرف سے الفت کی بو آرہی ہے - ہائے کس بے اختیاری سے یہ خط لکھا ہے - میرے دل کے اضطراب کی ان باتون سے کیا تسکین ہوسکتی ہے - آہ یہ اور حسرت بڑھانیوالی باتین ہین - حسرت بڑھانیوالی (سوسن سے مخاطب ہوکر) ہان سوسن آخر کچھ کہو تو - انکا حال کیا ہے "

اتفاق سے اسوقت سوسن کو بہت اچھا موقع ملا تھا اسکی زبان نے جہانتک یاری دی وہان تک اسنے عباسہ کی محبت اسکی حالت اور اسکے شوق کو تفصیلی طور پر کچھ اس دردسے بیان کیا کہ جعفر بے اختیار رو دیا اور پھر اسطرح کہنے لگا " سوسن تم انکو سمجھا دینا اس رنج و غم سے کیا حاصل ! - انکے حکم کے بجالانے کیلیے مین دل اور جان سے حاضر ہون مگر ایسے امر کے کرنے پر مجکو مجبور نکرین جو ہو نہین سکتا " جعفر نے قلم کاغذ اٹھا کر رقعہ کا جواب لکھنا چاہا - مگر آہ اسوقت اسکے دل مین شوق کا ایک بہت بڑا دریا جوش خروش کے ساتھ لہرین لے رہا - عاشقانہ مضامین کثرت کے ساتھ اسکے ذہن مین چلے آتے تھے وہ بہت کچھ لکھنا چاہتا تھا مگر اس خیال کے آتے ہی کہ ہارون رشید نے

مبادا امیر امتحان لینے کے لیے یہ رقعہ عباسہ سے لکھا کر نہ بھیجا ہو"۔ اس نے قلم ہاتھ سے رکھدیا۔ کاغذ پھینک دیا
اور عباسہ کا وہی رقعہ جو ابھی آنکھون سے لگایا گیا تھا پرزے پرزے کر کے سوسن کے ہاتھ مین رکھدیا
اور اپنے شوق اور محجوبی پر رو کر سوسن سے کہا "جاؤ میرے پاس اسکا کچھ جواب نہین"
سوسن نے گو اپنا دل کڑا کر کے اسکے بعد بھی بہت کچھ جعفر سے کہا مگر اس نے ایک نہ سُنی اور بالآخر بہت
مایوسی کے ساتھ اسکو پلٹنا ہی پڑا۔ جوّاد کو ان حالات سے گو ابھی کچھ اطلاع نہ تھی مگر ہان قرائن سے وہ اسقدر
ضرور سمجھ گیا تھا کہ وزارت پناہ اور شاہزادی صاحبہ مین کچھ اور ہی باتونکی چھیڑ چھاڑ ہے۔ وہ سوسن کے ساتھ ساتھ چلا اور یہان سے
نکلتے ہی اس نے اپنا تذکرہ چھیڑ دیا مگر سوسن اسوقت اسقدر کہان مطمئن تھی کہ ٹھہر کر انکا حال سنتی اُس نے کچھ حیلے بہانے کر کے
اسکی باتون اور کسی آیندہ وقت پر موقوف رکھا اور اُس سے بمشکل اپنا پیچھا چھڑا کر شاہی ایوان کیطرف بڑھی۔
عباسہ کب سے اسکی منتظر ہی بیٹھی تھی سینے مین دل دھڑک رہا تھا۔ امید و بیم کی کیفیت تھی شوق امید دلا رہا تھا اور
ناامیدی اسکی تمناؤن پر ظلم کر رہی تھی کہ خدا خدا کر کے سوسن پہونچی اور عباسہ نے گھبرا کر جلدی سے پوچھا "کہو سوسن کیا خبر لائین!"
سوسن نے ان واقعات کو بہت مشرح طور پر بیان کرنا شروع کیا جو جعفر سے ملنے کے پہلے اور بعد اسکے آنکھ کے سامنے اسوقت گذرے تھے
سوسن نے اپنی گفتگو کا سلسلہ ابھی ختم نہین کیا تھا کہ وہی ہوا جو آواز کو دور تک لیجاتی ہے اسکی چلتی ہوئی زبان اور
جنبش کرتے ہوئے ہونٹھون سے وہی باتین لیے ہوئے عباسہ کے اُن کانون تک پہونچین جنکے پردون کے پاس
اسکی قوّت سامعہ شوق مین بھری ہوئی ایسی خبر سننے کی منتظر کھڑی تھی جو اسکی آیندہ کامیابی کے لیے ایک امید
دلانیوالی چیز ہو۔ مگر نہین۔ یہ وہ ہوا نہین تھی جو ناشگفتہ غنچون کو شگفتہ کرتی ہوئی صبح یا شام کے وقت اکثر چمنون
کی روش پر چلتی ہے۔ بلکہ اپنے اثر مین یہ ہوا اسی سمّی ہوا کے قریب قریب تھی جو بغداد مین شمال و مغرب کے کونے
سے آ کر کشتِ حیات کو سراسر پامال کرتی چلی جاتی ہے عباسہ کو سنّاٹا گذر گیا اور اس رقعہ کے پرزے
دیکھ کر آنکھ مین آنسو بھر لائی جسکو اس نے بڑے شوق سے لکھ کر جعفر کے پاس بھیجا تھا۔
رنج اور غم کی شدّت ہوئی اور اسی حالت مین دیر تک جعفر کی بے اعتنائی کے گلے شکوے کرتی رہی سوسن کی گفتگو کے ہر
پہلو پر غور کرتے کرتے جب اسنے اس امر کو تسلیم کر لیا کہ فقط بادشاہ کے خوف کے مارے وہ مجھسے نہین مل سکتا تو یکبارگی
بدگمانی نے اسکو اس امر کا بھی اندیشہ دلایا کہ "مبادا وہ میری ان باتون کی خبر بھائی جان سے نکر دین" اور اس خیال کے آتے ہی
رہے سہے ہوش و حواس بھی رخصت ہو گئے اور رنج پہلے رنج مین ملکر اسکے نازک و مغموم دل کو سخت تکلیف دینے لگا لیکن
تھوڑی ہی دیر کے بعد اسکی سچی محبت اور پاک دل نے اسکو اس امر کا یقین دلادیا کہ "جعفر کو میرے ساتھ محبت ضرور ہے اور ایسی
حالت مین میرے ساتھ وہ کبھی اس قسم کی دشمنی جائز نہ رکھے گا" جسکی تصدیق کرنے کے لیے فوراً یہ بات بھی اسکے ذہن مین
خوب آئی کہ بفرض محال جعفر کو اگر یہی منظور ہوتا تو بادشاہ کے دکھانے کے لیے یہی میرے ہاتھ کا لکھا ہوا رقعہ کیون نہ رکھ لیتے۔ دو

عجب نہین جو انھون نے اس امر سے مطمئن کرنیکے لیے میرے پاس اس رقعہ کے پرزے بھی بھیجے ہون بیشک یہی بات ہوگی"
مگر ان خیالات کی آمد شد سے اسقدر تو ضرور ہوا کہ اسکا وہ انتشار بالکل جاتا رہا جو خط کے متعلق تھا مگر جعفر کی بے اعتنائی بہت دیر تک اسکو آٹھ آٹھ آنسو رلایا کی اور یہ اسکا رونا اسوقت تک نہین کم ہوا جبتک آنیوالی رات نے پھر ان دونون کو شبستان عشرت مین لاکر بٹھا نہین دیا اور اسکے جعفر کی محبت اور حسرت بھری آنکھ اور اسکی للچائی ہوئی نظر کے دیکھنے سے اسکی دلی محبت کا اچھی طرح سے پھر اندازہ نہین ہوگیا۔ مگر اسکا کیا نتیجہ تھا؟ کچھ نہین۔ حسرت اور غم کو اسیطرح روز بروز ترقی ہوتی گئی جسطرح انکی باہمی محبت کو۔ اور محبت بھی اسیطرح روزافزون ہوتی گئی جسطرح شبستان عشرت مین انکی نشست پر زمانہ گذرتا گیا۔

گو اس واقعے پر آٹھ چھ مہینے سے کچھ زیادہ زمانہ گذر گیا ہی لیکن آجتک ان دونون کو کوئی ایسا موقع نصیب نہین ہوا ہی کہ یہ دونون کہین ذرا دیر تنہا بیٹھ کر ایک دوسرے سے اپنا حال کہتے۔

اس زمانہ مین گو دو تین بار عباسہ نے اپنے دل کے اصرار سے مجبور ہو کر جعفر کو اور رقعے بھی لکھے لیکن اُنکا جواب جعفر کی طرف سے کبھی بجز اسکے اور کچھ نہ ملا کہ وہ چاک کر کے واپس کر دیے جائین جسکی وجہ بجز جعفر کی مجبوری اور احتیاط کے اور کچھ نہ تھی۔ روز کی یہ ناکامیابیان دیکھ دیکھ کر اب عباسہ کو بھی ان تدابیر سے جعفر کے ملنے کی امید منقطع ہوتی جاتی ہی اور جسوقت صدمہ رنج اور غم سے کچھ فرصت ملجاتی ہی تو وہ اسی امر مین طرح طرح کی کوششین کرتی ہین کہ کیسطرح جعفر سے ملون۔

بارھوان باب

حسن اتفاق

باغ ہی ہم ہین جنون کا ڈھنگ ہے
گلشن گلہائے رنگارنگ ہے

تھوڑا سا دن باقی ہی۔ دجلے کا پانی۔ اپنی موجون کی روانی دکھاتا ہوا بہ رہا ہی مشرقی ساحل پر جابجا خیمے نصب ہین جنمین ہارون رشید کے باڈی گارڈ کے سپاہی نظر آتے ہین اور مغرب کی طرف سے ڈوبنے والے آفتاب کی کرنین آآکر یورپین لیڈیز کے بھورے بالون کی طرح اپنا چھل بل دکھاتی ہوئی پانی مین غوطے لگا کر بڑے لطف کے ساتھ کھیل رہی ہین پانی انکی یہ خوش فعلیان دیکھ دیکھ کر فرط شوق سے ہاتھون اچھلتا ہی گرتا ہی اور اسیطرح کثرت کے ساتھ اسمین لہرین پیدا ہوتی چلی جاتی ہین جسطرح کسی غیرت خورشید کے حسن عالم سوز کی جھلکیان دیکھ کر کسی حسن پرست دل سے بے انتہا تمنائین بے اختیار ہو کر نکل پڑتی ہین۔ ان لہرون مین سے کچھ تو دجلے ہی مین لہکر سیدھے شمال سے جنوب کی طرف چلی ہی ہین اور کچھ اس سے نکل نکلکر ایک

بڑھی لہرمین ہوتی ہوئین اس چاردیواری کے اندر چلی جاتی ہین جو یورپ کی طرف بالکل لب دریا واقع ہی - اس چاردیواری نے چلنے والی ہواکو آزادی سے اندر آنے جانیکی اجازت دینے کے کیلیے اپنی بلندی کو کسی طرح قدآدم سے زائد نہین بلند ہونے دیا ہی جسکی وجہ سے وہ کل چیزین کسی قدر باہر ہی سے نظر آرہی ہین جو اس کے احاطے کے اندر واقع ہین - یہ چاردیواری باغ کی معلوم ہوتی ہی جسمین برابر جالیان بنی ہوئی ہین اور انکی لہریے دار منڈیر پر اندر کے درختون کی ہری ہری شاخین کہین پر تو خود ہی اندر کا لطف دیکھ دیکھ کر پڑی لوٹ رہی ہین اور کہین منڈیرون سے گردن باہر نکالے ہوئے ان لوگونکو یہان کا تماشا دکھانے کیلیے اپنے سر کے اشارے سے بُلا رہی ہین جو اسوقت اسطرف سے کہین آتے جاتے ہین - پھولونکی بھینی بھینی خوشبوئین ہوا مین ملی ہوئی آرہی ہین اور اسی کے ساتھ کچھ نغمہ و ساز کی دلکش صدائین بھی اندر سے نکل رہی ہین جو بے اختیار دل کو سینے سے کھینچے لیتی ہین اور یہی دل چاہتا ہی کہ چل کر اور قریب سے سُنئے ! - اس شوق کے پیدا ہوتے ہی دماغی قوتون کی طرف سے ہمارے عضلات اور پٹھون پر ایک قسم کا دباو پڑتا ہے اعضا مین کچھ حرکت پیدا ہوتی ہی اور پاؤن خودبخود اپنے کام مین مشغول ہو جاتے ہین مشرق کی طرف اسکا پھاٹک ہی جہان اب ہم آگئے ہین اور گو یہان تک آتے ہی آتے ہمکو اس باغ اور ان خیمون کا کچھ کچھ اجمالی حال بھی معلوم ہوگیا ہی لیکن اس باغ کا وہ دلفریب منظر جو اسوقت ہماری آنکھون کے سامنے اپنی بہار دکھا رہا ہی کسی طرح ہمکو اس امر کی اجازت نہین دیتا کہ ہم اسطرف سے اپنے خیال کو علیحدہ کرکے کوئی بات کرین پھاٹک کے دروازے مین چاندی کے ہشت پہل سنیخچے لگے ہین جنپر سونے کی انگوری بیل بہت خوبصورتی کے ساتھ چڑھی ہوئی ہی اور پھاٹک کی چھت پر کچھ عمارت بھی بنی ہوئی ہی جو گو مختصر ہی مگر بہت نفاست کے ساتھ بنائی گئی ہی باغ ارم کو ہمنے ابھی دیکھا نہین ہی لیکن اپنا خیال بہت وسیع کرنے کے بعد بھی بجز اسکے اور ہم کچھ نہین کہہ سکتے کہ وہ بھی اغلب ایسا ہی ہوگا یا شاید اس سے کچھ اچھا ہو ورنہ جو بات ہم اسمین دیکھتے ہین اور کہین ہی نہ سُنی - روشین عشاق کے دل کی طرح صاف اور معشوق کی مانگ کی طرح سیدھی چلی گئی ہین جس پر یورپ اور ایشیا دونون کے مذاق کا نمونہ دکھانے کے لیے گٹی ہوئی سرخی سیندور بھری مانگ کی طرح پوری تشبیہ رکھتی ہی کنارے کنارے سنگ مرمر کی پٹری ہی اور پانی کے لیجانے والی نالیون مین رنگ برنگ کے بلوری ٹکڑے پڑے ہوئے ہین جنپر سبزہ کا عکس پھولون کی سرخی - آسمان کی نیلگونی اور آفتاب کی روشنی یہ سب قوس قزح کیطرح اپنی اپنی رنگ آمیزیان بڑی آب و تاب کے ساتھ دکھا رہی ہین - پانی ان پر بہ رہا ہی اور انکے چھوٹے چھوٹے ریزے پانی کی روانی کے ساتھ نیچے پڑے ہوئے ادھر اُدھر ڈھلک رہے ہین - چارونطرف باد بہاری روشون پر گلگشت کر رہی ہی - کیاریون مین سبزے کا مخملی فرش بچھا ہوا ہی اور جا بجا ان چمن پھولونکا گھنا

بہنے چپ حیرت مین کھڑے یہان کی بہار دیکھ رہے ہین - پھولون کے خداداد حسن پر عنادل کے چہچہے اور انکی دلاویز خوشبوؤن سے بھونرون کا بیخودی اور مستی کے عالم مین اُڑ اُڑ کر چکر لگانا تو خیر اب پُرانی باتین ہوگئین ہین مگر آپ مختلف رنگ کے اِن چھوٹے چھوٹے کیڑون کو دیکھیے جو پروانہ کی طرح شوق مین اُڑے ہوئے آتے ہین اور پھولے ہوئے درختون کی نازک نازک پنکھڑیون مین بیٹھ کر اِس نسل بڑھانے والے لعاب کو جذب کر لیتے ہین جسکو حکیم مطلق نے حیوانی نطفہ کا قایم مقام بنا کر نباتات مین امانت رکھا ہی اور یہ پھر وہان سے اُڑ اُڑ کر اُن پھولون پر جا کر بیٹھ جاتے ہین جنکو پہلے درختون کے اعتبار سے انوثیت کا مرتبہ حاصل ہی - ان آنیوالے کیڑون کو اس حیثیت سے آتے دیکھ کر یہ پھول خوشی کے مارے پھولے جامہ مین نہین سماتے اور انکی پنکھڑیان بے اختیار ہوکر بڑے پیار کے ساتھ انکو اسیطرح لیتی ہین جسطرح مستی کے عالم مین کوئی شوخ بازاری عورت ایک دلفریب تبسم کے ساتھ اپنے نازک ہونٹون کو کسی خوش نصیب عاشق کے بوسہ لینے کے لیے حرکت دے رہی ہو - یہ امانت دار کیڑے لائی ہوئی امانت اِسکے سپرد کر دیتے ہین اور وہ اسکو بڑے ذوق شوق کے ساتھ لیکر اسیطرح بارور ہو جاتے ہین جسطرح عموماً حیوانات مین دیکھا جاتا ہی اور پھر پھولونکی جڑ مین ایک قسم کا ابھار پیدا ہو جاتا ہی - جو اپنی جنس کے پھل پیدا کرنے کے لیے نوخیز حسینون کے اُٹھتے ہوئے جوبن یا حمل کیطرح ساعت بساعت اُبھرتا آتا ہی -

یہ شاہزادی عباسہ کا دلکشا باغ ہی جسکو ابھی حال مین اُس نے بنوایا تھا اور جسکی آجکل زیادہ زیب و زینت پر ہونے کی خاص وجہ یہ ہی کہ عباسہ نے اسمین اپنے بھائی ہارون رشید کی دعوت کی ہی اور وہ یہان دس روز سے اسکا مہمان ہی - وسط باغ مین سنگ مرمر کی ایک خوشنما بارہ دری ہی جو نیچے اوپر دو درجے کی بنی ہی اور اسکی سجاوٹ مین اس قسم کے فرنیچر سے کام لیا گیا ہی جو شبستان شاہی کی رونق اور آرایش کا باعث ہو سکتا ہی - فوارے جابجا اچھل رہے ہین اور بارہ دری کے چارون طرف ایک وسیع آبجو ہی جو بد نصیب عشاق کے آنکھ کی طرح پانی سے بھری ہوئی بہ رہی ہی جسمین چھوٹی چھوٹی کشتیان [illegible] جنوب کی سمت سے [illegible] طرف کو آ رہی ہین - انمین سے ایک پر تو شاہزادی عباسہ - ہارون رشید و جعفر بیٹھے ہین اور دوسری پر جو اِسکے پیچھے آ رہی ہی چند مغنیہ کنیزین ہین جو بیٹھی ہوئی عود اور بربط بجا رہی ہین -

اِسوقت ہارون رشید کے کان تو ساز کی آواز پر لگے ہوئے تھے - آنکھین سیر دریا کا لطف اُٹھا رہی تھین مگر جعفر اور عباسہ دونون پانی اور مچھلیون کے دیکھنے کے بہانے پانی کی طرف سر جھکائے آپسمین ایک دوسرے کے اُس عکس کو دیکھ رہے تھے جو اُنکے دل شوق پر کچھ رحم کھا کر ہارون رشید کی نظر بچا کے سطح آب پر

ع‌ہ علم نباتات مین یہ امر پایہ تحقیق کو پہونچ گیا ہی کہ حیوانات کی طرح نباتات مین بھی نر و مادہ ہوتے ہین اور کیڑے الہام الہی کے مطابق اسکے توالد و تناسل کے ذریعہ کے سیکڑون میں سے یہ بھی ایک ذریعہ ہین ۱۲

پڑتا تھا مگر ہائے مقدر کو دیکھیے کہ اس مجبوری کی حالت پر بھی اسکو کچھ رحم نہین آتا - پانی کی وہ دمبدم آنیوالی لہرین جو پتواروں کے جلد جلد چلنے اور کشتیون کی حرکت کرنے سے انکے بڑھے ہوئے شوق دید کی طرح کثرت سے پیدا ہو رہی تھین بڑے ستم کے ساتھ انکی تمناؤن کی طرح اُن کے عکس کو بھی حرف غلط کی طرح سطح آب سے مٹاتی جاتی ہین - آفتاب بھی گو عباسہ کے شوق دید مین اپنا قرص بڑھا کر دیکھنے کا قصد کرتا تھا مگر چار دیواری کے حائل ہونیکے سبب سے اسکی نظر یہان تک نہین پہونچ سکتی تھی جسکی وجہ سے وہ خانۂ مغرب مین جھکا ہوا اپنی شعاعون کو بعض بعض اوقات موقع پاکر اُن جالیونکی راہ سے یہان تک بھیج رہا ہے جو چار دیواری مین بنی ہوئی ہین لیکن اُن شعاعون کو چونکہ بہت دقت سے یہان پہونچنا نصیب ہوتا ہے اس لیے یہ آتے ہی آتے تھک کر سطح آب پر گر پڑتی ہین اور عباسہ کے پاس تک نہین پہونچ سکتین مگر ہان اسکا عکس فرط شوق سے اُٹھ اُٹھ کر عباسہ کے پیارے پیارے چہرے پر گر پڑتا ہے اور اسوقت عباسہ کو دیکھ کر خدا جانے جعفر کی کیا حالت ہو جاتی ہے کہ وہ اپنا دل مسوس مسوس کر رہجاتا ہے اور پھر اسطرح اپنے دل سے کہتا ہے "آہ اس دلفریب صورت کو دیکھ کر بھلا کسی کو صبر آسکتا ہے؟ ہرگز نہین - فرشتہ آسمانی سے بھی تو ایسا نہین ہوسکتا کبھی نہین - مین حقیقت مین بڑا سنگدل ہون - سنگدل نہین - بدنصیب کہنا چاہیے - بالکل بدنصیب - ہائے پیاری شاہزادی کس کس طرح میری خواہش کرتی ہے اور مین ایک نہین سنتا"

یہ کچھ ایسے افسوسناک خیال تھے کہ جو دل سے دماغ تک پہونچتے ہی پہونچتے جعفر کو کچھ ایسا شرمندہ اور نادم کر گئے کہ یہ سر جھکا کر رہ گیا - اسوقت اس کے چہرے کا رنگ اسکے سابق کے خیالات کی طرح بالکل اُڑا ہوا تھا اور اسکے تیور بتا رہے تھے کہ اگر اور کچھ نہین تو اسوقت اپنے دل سے مجبور ہو کر اپنی دلستان شاہزادی کے قدمون پر اپنا سر ضرور رکھدے گا مگر آہ خدا جانے ہارون رشید کا کس قسم کا خوف تھا کہ اسنے اسکے عین شوق کی حالت مین اسکے دل کے قصد کو بیطرح روک دیا اور یہ ایک ٹھنڈی سانس لینے کے ساتھ عباسہ کا منھ دیکھ کر چپ رہگیا - اسکی حیرت ناک حالت بہت دیکھنے کے قابل تھی مگر آہ اب وقت نے پلٹا کھایا تھا اور مغرب کی طرف سے آفتاب کی اُن آنیوالی کرنون کا بھی آنا موقوف ہو گیا تھا جو ابھی ہی چار دیواری کی جالیون سے گل ہوتے ہوئے چراغ کی اُٹھتی ہوئی لو کیطرح رک رک کر نکل رہی تھین اور نہ اُنکے عکس کا کہین پانی پر نشان تھا - دو چار ہی منٹ کے بعد شام کی سیاہی اپنا رنگ دنیا مین جمانے لگی اور ہر طرف سے اذان کی پر ہیبت آواز آ آ کر بڑے عظمت و جلال کے ساتھ نغمہ و ساز کی صداؤن پر غالب آکر کشتیون کو چلنے سے روکنے لگی سب کشتیون سے اُتر اُتر کر مغرب کی نماز مین مشغول ہو گئے اور تھوڑی دیر کیلیے اب ایک قسم کی مفارقت سی ایک مین پیدا ہو گئی تھی - مگر اسکا زمانہ بہت کم تھا یعنی ایک گھنٹے کے بعد پھر خاموش چھا گیا

اور پھر جعفر عباسہ اور ہارون رشید بارہ دری مین دستارخوان کے گرد بیٹھے نظر آئے۔ کھانے کی حالت بیان کرنا تو محض فضول ہی۔ بس اسیقدر سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ شاہی دستارخوان تھا اور اسپر ہی سب قسم کے کھانے نظر آتے تھے جنکی ترکیب انسانی عقل نفاست کے ساتھ تجویز کر سکتی تھی ہان دیکھنے کے قابل اگر کوئی بات تھی تو یہی تھی کہ اسوقت جعفر اور عباسہ کی کیا حالت تھی۔ یہ دونو چُپ بیٹھے تھے اور انکو اپنے خون جگر پینے اور غم کھانے سے اسقدر فرصت نہ تھی کہ کسی کھانیکی طرف رغبت سے دیکھتے ان دونوںکے ہاتھ کھانیکی طرف اسیطرح آہستہ آہستہ اُٹھتے تھے جسطرح شرمائی ہوئی آنکھین رہ رہکر ایک دوسرے کیطرف اُٹھتی تھین۔ کھانیسے فارغ ہونیکے بعد بارہ دری کے بالاخانہ پر رقص و سرود کی صحبت شروع ہو گئی جس سے انکو تو اسوقت بظاہر کوئی دلچسپی معلوم نہین ہوتی تھی مگر ہان جب کسی وقت انکی حالت کے موافق عاشقانہ مضمون کا کوئی شعر گایا جاتا تھا تو ایک قسم کا انکو بھی ضرور لطف ملجاتا۔

دس گیارہ بجے تک یہ صحبت اسیطرح پر رہی بالآخر غذا کی تبخیر مین گانے کا سُرور ملکر ہارون رشید کی نیند کو ترقی دینے لگا۔ خون کا دورہ دماغ کی طرف بڑھا اور اسکی شہادت دینے کے لیے جماہیون کے ساتھ کچھ دماغی رطوبات آنکھون سے نکلنے لگے۔ ہارون رشید نے استراحت کا قصد کیا۔ جعفر رخصت ہو کر اُس بالاخانہ پر گیا جو پھاٹک پر بنا ہوا آپنے آتے وقت دیکھا تھا اور عباسہ بارہ دری کے اسی نیچے والے درجے مین آکر لیٹ گئی جہان وہ روز آرام کیا کرتی تھی۔ عباسہ کو گو ہمنے بارہا اوداس دیکھا ہی مگر جسطرح آج ہم اسکو غمگین دیکھتے ہین ایسا شاید کبھی اور نہین دیکھا تھا۔ انتہائے رنج و غم کے بدیہی آثار اسکے چہرے سے نمایان ہین۔ شام سے گو اسوقت تک بہت سی ایسی ہنسی مذاق کی باتین ہوئین کہ جو روتے کو ہنسا دینے والی تھین مگر اسی کی ایک ایسی افسردہ دلی تھی کہ جسنے کسیطرح تبسم کو بھی اسکے خشک ہونٹونکے آس پاس آنے نہین دیا۔ اب سوسن تو بیٹھی ہوئی اس کے پاؤن پر تلی لگا رہی ہی اور یہ پلنگ پر پڑی ہوئی اپنے دل سے یہ باتین کر رہی ہی "دیکھیے یہ دس روز بھی ختم ہو گئے۔ بس آج ہی کی اتنی رات باقی ہی صبح ہوتے ہی سب چلدینگے اور ہائے جس لیئے یہ سب بکھیڑے کیئے گئے وہ ایک بھی نہوئی۔ خیال تھا کہ جعفر موقع محل کا منتظر ہو گا۔ اسکے لیے دعوت کی صورت بھی نکالی گئی۔ دس روز تک بھائی جان کو بمشکل تمام مہمان رکھا اور پھر کچھ نہین۔ اس سے اچھا کوئی اور موقع مل سکتا ہی؟ اب اسکے ملنے کی کوئی صورت نہین۔ صبر کرنا چاہیئے! آہ اس سے کیا صبر کرنا چاہیئے اپنی زندگی ہی سے صبر کرنا چاہیئے۔ اب تک تو مین اپنی آنے والی موت کو اسی موہوم امید پر دھوکا دے رہی تھی مگر آہ آج سے بالکل قطع امید کرنی چاہیئے۔"
یہ کچھ ایسی حسرت دلانیوالی باتین نہین کہ دل سے زبان سے آتے ہی آتے عباسہ کو کچھ ایسا صدمہ دے گئین کہ بے اختیار ہو کر رونے لگی اور سوسن یہ حال دیکھ کر اسطرح سمجھانے لگی "بیوی اس سے کیا حاصل سمجھو ہی کہ

کیا کیجئے - یہ گھڑی گھڑی رونا اچھا نہین - خدا کے لیئے آپ اِس خیال کو دور بھی کیجئے"
عباسہ "(جوش گریہ سے رُکتی ہوئی زبان مین) سوسن تم کیا کہتی ہو؟ - یہ خیال کہین دور ہونیوالا ہی! - آہ دم نکلجائے گا اور یہ خیال نہین نکلے گا - اسکا دل سے نکلنا مشکل ہی - آہ بہت مشکل نہین نکلے گا کسیطرح نہین نکلنے کا"
سوسن "(مایوسانہ لہجے مین) خداوندا کیا کرون - کچھ بنائے نہین بنتا - کوئی تدبیر نہین چلتی" اور مایوس ہوکر کچھ غور کرنے لگی -
عباسہ "(سوسن کیطرف دیکھکر) تم کس فکر مین ہو - کوئی تدبیر نہین کارگر ہوسکتی! بس یہ میری آخری تدبیر تھی آب اگر کوئی صورت ہی تو یہی کہ مین اپنی جان دے کر اس عذاب سے چھوٹ جاؤن - ہان بس مین بھی یہی کرونگی یہی - اب بغیر اس کے مفر نہین لیکن جب تو مین بھی اس سے نجات ملے - آہ نہین مل سکتی!"
سوسن "ای ہی بیوی خدا خدا کرو - توبہ - آپ یہ کیسی باتین زبان سے نکالتی ہین - قربان کی ایسی محبت - خدا کے لیئے کہین آپ ایسا غضب بھی نہ کیجئے گا"
عباسہ "آہ سوسن پھر اب مین کیا کرون - میرا دل تو کسی طرح نہین مانتا - بہت صدمے مین نے اٹھائے مگر اب مین نہین اٹھا سکتی - آہ اب دل مین مطلق طاقت نہین" اور یہ کہکر زار و قطار رونے لگی -
اسمین کوئی شک نہین کہ عباسہ کی محبت اب محبت کے درجے سے تجاوز کر کے عشق کے مرتبے کو پہونچ گئی تھی اور خانہ خراب عشق نے اس محبوبیت کی شان سے نکالکر جو اسکو خداداد حسن نے عطا کی تھی جعفر کے حسن کا عاشق زار بنا دیا تھا - محبت کے اعتبار سے بیشک اسکا عشق پبلک کی نظر مین لیلی کے عشق سے کہین بڑھ چڑھ کر ثابت ہوتا اگر مبدء فیاض نے جعفر کو بھی خودداری اور استقلال کے ساتھ بہیری کا مرتبہ بھی دیا ہوتا -
عباسہ کے چہرے پر اسوقت انتہائی درجے کی مایوسی برس رہی تھی - اسکا دل بہت تیزی کے ساتھ دھڑک رہا تھا اور اسکے چہرے کا جلد جلد بدلتا ہوا رنگ دیکھنے والے کو بتا رہا تھا کہ اسیطرح مختلف خیالات بھی اسوقت اسکے ذہن مین تیزی کے ساتھ آ رہے ہین لیکن یہ خیالات بہت راز اور اضطراب کے معلوم ہوتے تھے اس لیے کہ بشرے سے حالِ دل ظاہر ہونے دینے کے لیے اس نے اپنا چہرہ بالکل آنچل سے چھپا لیا تھا اور بیچینی سے پہلو بدل رہی تھی آخر دل کی الجھن نے ستایا تو اٹھ کر بیٹھ گئی اور اسطرح دل سے باتین کرنے لگی "پھر اب کیا کرنا چاہیئے جو کچھ ہونا ہی وہ ہو جائے - بس حضرت عشق کی درگاہ مین آج ہی میری قربانی چڑھ جائے تو اچھا ہی - ہان ہان ایسا ہی ہونا چاہیئے - ایک ہی چھری مین تو میرا کام تمام ہوگا - ہان اور کیا - ایک ہی چھری مین - آہ اب مجھے ایسی سکت ہی کیا باقی ہی - مگر جلدی - جلدی"

عالم خیال مین ابھی وہ اسی حد تک پہونچی تھی کہ اسکو کچھ سوسن کا خیال آگیا اور وہ اسطرح کہنے لگی۔
"سوسن دیکھنا توسہی کہ بھائی جان نے آرام کیا یا ابھی نہین مگر دیکھو بہت احتیاط سے۔ کسی کو خبر نہو۔
اچھا" اور یہ کہکر پھر انھین خیالات مین ڈوب گئی جنہین ابھی پڑی ہوئی غوطے کھا رہی تھی۔

آہ۔ عباسہ کا اسوقت بُرا حال تھا اس نے اپنی ناشادی نامرادی دیکھ دیکھ کر اسوقت خودکشی کا مصمم قصد کر لیا تھا۔ اسکا خون اسکے سر پر سوار تھا۔ چہرہ تمتمایا ہوا تھا اور آنکھون سے اگر خون ٹپک نہین رہا تھا تو خون کی طرح وہ سرخ ضرور ہو گئی تھین۔ گو وہ اسوقت کچھ زبان سے کہتی نہ تھی لیکن اسکا قیافہ اچھی طرح بتا رہا تھا کہ یہ اسوقت مرنے کے لیئے تیار ہی مگر آہ سوسن اسوقت اندھی ہو گئی تھی جو اسکے چہرے سے اِسکے اندرونی قصد کا بھی امتیاز نہ کر سکی۔ نہین۔ وہ اُسیوقت سے بدحواس اٹھی ہوئی تھی جب سے عباسہ نے سلسلہ تقریر مین اپنے ہلاک کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ آہ۔ اسنے بڑا ہی غضب کیا جو وہ عباسہ کے کہنے مین آگئی اور ہارون رشید کی خبر لینے کے لیے اسکو وہین تنہا چھوڑ کر چلی گئی۔

سوسن کا جانا تھا کہ عباسہ کو موقع مل گیا۔ آہ اسکے سر پر تو عشق کا جن سوار ہی تھا وہ جلدی سے اٹھی اور میز پر سے چھری لیکر پھر وہین پلنگ پر بیٹھ گئی۔ خیر یون تو اس قسم کے واقعات عموماً افسوسناک ہوتے ہی ہین مگر آہ اسمین شک نہین کہ یہ ایک پُر ارمان دل کے لیے بہت ہی حسرتناک واقعہ تھا۔ اسکی آنکھین اپنے کام مین مشغول تھین۔ تمنائین رو پیٹ رہی تھین اور آرزوئین بہت سوگوار صورت بنائے نالہ و شیون کرتی ہوئی اسکے سامنے آ رہی تھین اور یہ ان کو دیکھ دیکھ کر اسطرح کہہ رہی تھی "آہ اب صبر کرو صبر۔ رونے سے کیا فائدہ۔ مجبوری ہی مجبوری۔ کیا کیا جائے۔ اب مجھسے یہ فراق کے صدمے نہین اُٹھ سکتے۔ آہ نہین اُٹھ سکتے اور نہ مین بے حیا بنکر دنیا مین زندہ رہنا چاہتی ہون۔ یہان اب کچھ دیر نہین ہی۔ آہ عباسہ کوئی دم کی اور مہمان ہی۔

آہ۔ جعفر تم اسوقت اسکی صورت نہین دیکھ سکتے ہو۔ ہائے دیکھو تو وہ کیا کر رہی ہی۔ مگر آہ تمکو اسکی کیا پڑا۔ اچھا نہین۔ نہ سہی۔ لیکن پیارے تمھاری بیوفائیان یاد رہین گی (چونک کر) آہ یہ کس سے باتین کر رہی ہون۔ جعفر یہان کہان۔ اِس ملنے کا شاید اب قیامت کے دن موقع ملے!۔ مگر دیکھیے وہان بھی وہ ملتے ہین کہ نہین۔ نہین۔ نہ ملنا کیا معنی! ہمارا پاک دین اگر سچا ہی۔ قیامت آنی برحق ہی تو یہ مذہبی خوشخبری بھی کسی طرح غلط نہین ٹھہر سکتی کہ قیامت کے دن بیبیان اپنے اپنے خاوندون سے ملین گی۔ تو بس یہ سب باتین مجھکو اُسدن کے لیئے اٹھا رکھنی چاہیئین۔ جعفر۔ پیارے جعفر۔ (گھبرا کر) ہائے سوسن آتی ہی ہوگی پھر موقع نہین ملے گا۔ ہان تو بسم اللہ کرنا چاہیئے۔ بسم اللہ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

اور چھری کو سیدھے ہاتھ مین خوب اچھی طرح مضبوط پکڑ کے مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔ جوش جنون کے زورون مین بھرا ہوا ہاتھ اسکا کام تمام کرنے کے لیے چلا ہی چاہتا تھا کہ دفعتہ اسکے چہرے پر ایک قسم کا تغیر پیدا ہوا جس سے گو یہ ثابت تو نہین ہوتا تھا کہ اسکے خیال نے پلٹا کھایا مگر ہان اس امر کا ضرور سراغ ملتا تھا کہ اسوقت کوئی نہ کوئی دل خوش کن خیال اس کے ذہن مین آیا ہے۔ اس تغیر کے پیدا ہوتے ہی اس نے ہاتھ کو روک لیا اور اسطرح کہنے لگی "ہان ہان سچ ہے اگر مجکو اسطرح جان ہی دینا ہے تو پھر انکے سامنے ہی چلکر کیون نہ مرون۔ آخری وقت ایک نظر دیکھ بھی لونگی اور جان نکلنے مین بھی آسانی ہوجائیگی"۔ ابھی یہ فقرہ تمام بھی نہونے پایا تھا کہ دفعتہ سوسن آگئی اور اسکے دیکھتے ہی گو چھری کے چھپانے مین اسنے بہت صفائی سے کام لیا مگر تاہم سوسن نے چھری کی جھلک دیکھ ہی لی اور اسی کے ساتھ اسکے چہرے کا نقشہ کچھ بگڑا ہوا دیکھ کر یہ کہتی ہوئی اسکے پاؤن پر گر پڑی "ہائین۔ ہائین۔ شاہزادی صاحب یہ کیا! یہ کیا!! ہائے ہائے یہ کیسا غضب!!! آپنے اسی لیے مجکو بھیجا تھا!!!" اور یہ کہکر زبردستی چھری چھیننے لگی۔

عباسہ "نہین نہین۔ اس سے کیا حاصل۔ مین خود ہی رکھے دیتی ہون۔ تم چھینتی کیون ہو۔ سمجھو تو اگر مجکو ایسا ہی کرنا ہوتا تو اسقدر تنہائی مین میرا کون مانع تھا"۔

سوسن "بیوی اسوقت یہ مین آپ کی ایک نہ مانونگی۔ دیکھیے چھری مجکو دیدیجیے۔ بس اسی مین خیر ہے ورنہ مین ابھی غل مچاتی ہون۔

عباسہ (منھ پر انگلی رکھکر) چپ چپ! کوئی سن لے گا۔ (چھری سوسن کو دے کر) سوسن مگر تم اسبات کو اچھی طرح یقین کرلو کہ ایسا ہونا ضرور ہی۔ آہ اب مین زندہ نہین رہ سکتی! ہان یہ تو تمنے بتایا نہین کہ بھائی جان کیا کرتے ہین"۔

سوسن "حضور وہ تو آرام کرتے ہین۔ مگر شاہزادی صاحب آپ یہ تو فرمائین۔ آخر آپ کو ہوا کیا ہے؟ اسطرح اپنی جان کھونے سے فائدہ! لونڈی صدقے گئی۔ قربان گئی۔ خدا کے لیے بیوی ایسا نہ کیجیے"۔

عباسہ (مصلحت وقت سمجھکر) اچھا خیر۔ دیکھا جائے گا۔ مگر قریب آؤ مجکو تم سے کچھ کہنا ہے" اور کان مین کچھ آہستہ آہستہ باتین کرنے لگی گو کہ یہ باتین کسی طرح فہم کے کانون تک نہین پہنچ سکتی تھین مگر تاہم اسکے چہرے پر اسوقت جو حیرت چھائی ہوئی تھی۔ جسطرح اسکی للچائی ہوئی آنکھین جھکی ہوئی تھین جسطرح شرم سے اسکی زبان لفظ لفظ پر رکتی تھی جسطرح ہونٹ دانتون کے نیچے داب لیے جاتے تھے۔ یہ سب باتین بتا رہی تھین کہ عجب نہین یہ جعفر ہی کی باتین ہون۔

اسمین کوئی شک نہین کہ بیچاری عباسہ کی حالت بہت افسوس کے قابل تھی۔ اسکو محبت کی

سخت گھڑیان جھیلتے جھیلتے اب دو برس سے زائد ہو چکے تھے - آہ اسکے عقد پر بھی ماہتاب اپنی اصلی حرکت کے اعتبار سے بارہ دورے ختم کر چکا تھا جسکی وجہ سے وہ ہر مہینے مین بدر سے ہلال اور ہلال سے بدر ہوتا ہی - رات دن مین بھی ۳۶۰ مرتبہ گلے ملنے کی ٹھہر چکی تھی اور خدا جانے اسقدر زمانہ مین زمانے نے کیسی کیسی کروٹین لی ہون گی کیسے کیسے رنگ بدلے ہونگے - دنیا مین کیا کیا نہ ہوا ہوگا - کیسے کیسے بچھڑے ملے ہونگے - کون کون شاہد مقصود سے ہمکنار ہوا ہوگا مگر ہائے پیاری شاہزادی کی تیرہ بختی کسیطرح نہ جاناتھی - نہ گئی - گو اسکا بڑھا ہوا شوق ہمیشہ اسکو جعفر کے ملنے پر مجبور کرتا رہا اس کے بڑھے ہوئے اختیار نے اسکو جعفر کے پاس آنے جانے کیلیے خود مختار کر رہا تھا اور شرع نے بھی اس کو بخوبی اجازت دیدی تھی - جعفر اسکا چاہنے والا خاوند تھا اور وہ اسکی پیاری بیوی تھی - وہ اگر دل پر رکھتی تو جعفر سے اچھی طرح روز مل سکتی تھی ہان ہارون رشید کی ممانعت تو ضرور ایک ایسی چیز تھی کہ جسکا ایک حد تک بظاہر خیال ہو سکتا تھا لیکن اگر غور سے خیال کیجیے تو وہ ممانعت بھی بجائے خود اسکے دلی شوق کو ایک حرص دلانیوالی چیز تھی - پھر اتنک جس امر نے اسکو اسکی دلی خواہش اور ارادے سے اتبک باز رکھا وہ اسکی وہی نیچرل حیا تھی جو ایک ایماندار - کمسن اور شریف عورت کو ہونا چاہیئے - لیکن یہ عشق بُری بلا ہی - ان حضرت کے قدم آتے ہی عقل و ہوش کے پاؤن اُٹھ جاتے ہین - آدمی انسانیت سے گذر جاتا ہی - اور شرم و حیا اسیطرح تشریف لیجاتی ہی جسطرح صبر و قرار چلتے پھرتے نظر آتے ہین - آپ خوب جانتے ہین کہ اسوقت عباسہ پر بیخودی کا عالم طاری ہی - مرنے پر تیار ہی - ایسی حالت مین اگر آپ اسکو جعفر کیطرف جاتے ہوئے دیکھین گے تو شاید آپ کو چندان بیموقع نہ معلوم ہوگا - اور آپ اسکو بالکل معذور سمجھین گے - اچھا دیکھیے وہ سامنے روشون پر کون دو شخص آگے پیچھے جا رہے ہین جو سیدھے پھاٹک کی طرف چلے گئے ہین وہ جنھون نے ایسی شب تار مین جسمین ابھی ماہتاب تک نہین نکلا ہی - فقط تارون ہی کی روشنی پر اکتفا کرکے ایک شمع بھی اپنے ساتھ نہین لی ہی - دیکھا؟

یقیناً آگے والے شخص کو تو دیکھتے ہی آپنے پہچان لیا ہوگا اسلیے کہ اسکی معمولی وضع خود ہی بتلا رہی ہی کہ وہ ہماری پیاری شاہزادی کی خاص خواص سوسن ہی مگر ہان البتہ دوسرے شخص کا پہچاننا اسوقت کسیقدر مشکل ہی اسواسطے کہ ایک بڑی نقاب نے اسکو سر سے پاؤن تک بالکل چھپا لیا ہی اور کسی جگہ سے اسکا کوئی حصہ نظر نہین آتا - مگر او وہ کچھ ہو -

بھئی ہمنے تو پہچان لیا - پہچان لیا - یہ تو شاہزادی عباسہ ہی - ہان ہان وہی ہی - یہ انداز یہ نزاکت یہ پیاری چال اللہ دنیا مین کس کو نصیب ہوئی ہی - بیشک وہی ہی - وہی - جو اسوقت اپنے پیارے

جعفر سے ملنے کے لیئے جاتی ہی - نہین اُسکے سامنے اپنی جان دینے کے لیے - توشاید وہ باتین بھی اسی آنے کے متعلق ہونگی جو ابھی سوسن اور عباسہ مین آہستہ آہستہ ہو رہی تھین - ابھی یہ دونون پھاٹک سے چار پانچ قدم کے فاصلے پر تھین کہ پہرے والے نے ٹوکا "کون آتا ہی"؟-

سوسن "کوئی نہین - بھیّا مین ہون سوسن (قریب پہونچکر) وزارت پناہ آرام فرماتے ہین ؟ شاہزادی صاحب کے حکم سے ایک کنیز لیکر آئی تھی"

پہرے والا "ہا - آپ ہین ! - اسوقت اور اس تاریکی مین آپنے روشنی بھی ساتھ نہ لی - جائیے جائیے - سرکار بالاخانہ پر ہین یقین تو ہی کہ ابھی آرام نہ فرمایا ہو" اور یہ دونون بالاخانہ پر چڑھنے لگین - تخمیناً اسوقت بارہ بجا چاہتے تھے - رات کا سناٹا پُر ارمان دل کے شوق کی طرح بڑھا ہوا تھا اور جعفر اپنے آرام کے کمرے مین چھپ پڑا ہوا اپنے دل سے یہ باتین کر رہا تھا "جعفر اب تو کوئی تدبیر کرنی چاہیئے بہت مین نے ضبط کیا - اب دل نہین مانتا - خیر جب تک عقد نہین ہوا تھا اسوقت تک تو شرعی ممانعت کیوجہ سے اُنکو اپنا خداوند ولی نعمت سمجھتا تھا مگر اب اسطرح روز کہان تک صبر ہو سکتا ہی ؟ کسی طرح نہین خلیفہ کو بھی رحم نہین آئے گا - انتظار کرتے کرتے بھی اب تو مدتین گذر گئین پھر کیا کرون ! قرینے سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید پیاری شاہزادی بھی اب مجھسے کچھ خفا ہو گئی ہین مگر نہین خفا کیا ہو گئی ہونگی ناامیدی نے اُن بیچاری کے بھی حوصلے پست کر دیئے - میری رُکھائی کی بھی کوئی انتہا ہو - معاذ اللہ ہائے اتفاق سے اگر وہ موقع محل سے کبھی ان مل گئین تو خدا کی قسم مجھکو ان سے بہت ہی محجوب ہونا پڑیگا - مگر کچھ اندیشہ نہین - مین بہت خوشی کے ساتھ محجوب ہونیکے لیے موجود ہون - خداوہ دن بھی تو کہین دکھائے" دل سے یہ باتین ہو رہی تھین کہ جوّاد نے حاضر ہو کر سوسن کے آنے کی اطلاع دی اور جعفر نے سوسن کا نام سنتے ہی بہت خوشی سے اسکے بُلانے کا حکم دیا - سوسن سامنے آکر مجرا بجا لائی اور یہ مسکرا کر اسطرح کہنے لگا "ہا - سوسن آج کہان ؟ (جوّاد سے) تم باہر ٹھہرو کوئی یہان آنے نپائے - (سوسن سے مخاطب ہو کر) کیون آج خلاف معمول مین کیا آ گیا ؟ تم نے تو اب مُدت سے اسطرف آنا جانا چھوڑ ہی دیا ہی کیا کچھ خفا ہو یا کسی نے منع کر دیا ہی ؟"

سوسن "توبہ - توبہ حضور کیا فرماتے ہین - لونڈی کی کیا مجال جو خفا ہوتی - اور منع کون کرتا ! شاہزادی صاحب !!"

جعفر "(کچھ متحیر ہو کر) اور یہ تمہارے پیچھے دوسری کون عورت کھڑی ہی ؟"

سوسن "حضور عالی کوئی نہین کنیز ہی - جناب شاہزادی صاحبہ نے حضور کی خدمت کیلیئے بھیجی ہی"

جعفر "(ٹھنڈی سانس لیکر) یہ انکی عنایت - مہربانی - مگر آہ مجھکو اب ان عیش و عشرت کی باتون سے

کیا سرکار- طبیعت بجھ گئی بالکل نکما ہو گیا- بس خدا کسی کے خیال کو سلامت رکھے اب اگر کچھ دلچسپی باقی ہے تو اسی سے" یہ پُر لطف باتیں ابھی یہیں تک پہونچی تھیں کہ جعفر کو اپنے دل سنبھالنے اور حواس درست کرنے کے لیے تھوڑی دیر چپ ہو رہنا ہے- عباسہ کو ابتک اس نے نہیں پہچانا تھا اور وہ ابتک نقاب کے ذریعہ سے اپنا مُنہ چھپائے ہوئے سوسن کے پیچھے کھڑی تھی- لیکن کھڑے کھڑے اب اس کے نازک پاؤں دکھنے لگے تھے- اس کا دماغ چکر کھانے لگا تھا جسکی وجہ سے وہ مجبور ہو کر اسی جگہ ایک کرسی پر بیٹھ گئی اور جعفر یہ کیفیت دیکھ کر اسطرح کہنے لگا "اس کنیز کے سلام نہ کرنے سے تو پہلے مجھکو یہ گمان ہوا تھا کہ شاید اسکی حیا نے اسکو سلام کی بھی اجازت نہیں دی- مگر اب اس کے خود بخود بیٹھ جانے سے تو معلوم ہوا کہ یہ ابھی شاہی آداب و قواعد سے بالکل ہی ناواقف ہے- شاید ابھی حال میں خریدی گئی ہے"

جعفر یہ کہہ رہا تھا اور سوسن گو زبان سے تو کچھ کہتی نہ تھی مگر دانت کے نیچے انگلی دبا کر سر اور آنکھ کے اشارے سے جعفر کو منع کر رہی تھی جس سے جعفر کو یک بیک کچھ شک گذرا-

پلنگ سے اٹھا اور اسی کرسی کے پاس آکر کھڑا ہو گیا جسپر عباسہ بیٹھی ہوئی تھی- عباسہ نے ابتک اپنی جگہ سے جنبش نہیں کی تھی وہ اسیطرح اس جگہ بیٹھی ہوئی تھی کہ جعفر نے اپنی بڑھتی ہوئی جرئت کی طرح اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکے چہرے سے نقاب اٹھائی- نقاب کا چہرے سے اٹھنا تھا کہ جعفر کو سناٹا گذر گیا- اچنبھا ہو گیا- خوف خوشی اور تعجب یہ سب کیفیتیں یکبارگی اسکے دل پر طاری ہو گئیں- اس نے ایک مرتبہ گھبرا کر یہ تو کہا- "اہا- شاہزادی صاحب آپ کہاں؟" اور پھر تھوڑی دیر کے لیے اس کے دل کی سنسناہٹ نے اسکو خاموش کر دیا- سوسن اب اپنے لباس میں ہے مگر چپ ہے نہ حس ہے نہ حرکت ہے- نہ تو زبان سے خود کچھ کہتی ہے اور نہ جعفر کے سوال کا جواب ہی دیتی ہے- جعفر نے تھوڑی دیر تک تو جواب کا کچھ انتظار کیا اور پھر سوسن سے اسطرح کہنے لگا "سوسن تم نے یہ کیا غضب کیا اگر تمکو میری جان کا خیال نہ تھا تو نسہی- میرا جینا مرنا برابر تھا- مگر تم نے انکا تو کچھ خیال کیا ہوتا کہ اگر خدانخواستہ بادشاہ سلامت کو اسکی خبر ہو گئی- اور یقیناً ہو ہی جائے گی- تو پھر کیا ہوگا؟- خدا جانے کس کسکو اسکی خبر ہوئی ہوگی اور کس کس نے ان کو یہاں آتے دیکھا ہوگا!"

سوسن "خیر اس سے تو آپ اطمینان رکھیے نہ تو اسوقت انکے تشریف ہی لانے کی کسیکو خبر ہے اور نہ خدا کے فضل سے کسی نے دیکھا پایا ہے- میں نے تو اسوقت جو کچھ کیا اسکو خدا ہی جانتا ہے مگر حضور معاف- آپ کو البتہ نہ اپنی جان کی پروا ہے اور نہ انکی جان کا مطلق خیال"

جعفر "(تعجب کے لہجہ میں) مجھکو ان کا خیال نہیں ہے؟- اس کا مطلب؟"

سوسن "اسکا مطلب ؟ - اس کا مطلب یہ ہے" اور یہ کہہ کر اُس نے وہی چھری سامنے ڈالدی جس سے عباسہ نے اپنا کام تمام کرنا چاہا تھا اور اس نے اسکو چھین لیا تھا -

جعفر "یہ چھری کیسی ہے ؟" اور سوسن نے باغ مین اس دعوت کرنے کا اصلی مطلب - وہ واقعہ جو ابھی بارہ دری میں گذرا تھا اور جو کچھ اس سے پہلے عباسہ نے اپنے ہلاک کرنے کا قصد ظاہر کیا تھا ان سب باتون کو بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا اور جعفر غایت تعجب سے کہنے لگا "سچ ہے ؟"

سوسن "حضور کہتی تو ہون بس اگر ایک لحظہ مین اور نہ پہونچ جاتی تو دشمنون کا کام تمام ہی ہو گیا تھا"

جعفر "(اپنے دل سے) افوہ یہان تک نوبت پہونچگئی ! - افسوس !! - اور فقط ایک میرے لیے !!!"

اب جعفر کے خیالات معشوقون کے قول و قرار کی طرح بدل گئے تھے - موت اور بدنامی کا اندیشہ ہارون رشید کی ممانعت کا خیال نکر اسی طرح اسکے دل سے نکل گیا تھا جسطرح اسوقت اسکا دل اسکے ہاتھ سے بیقابو ہو کر نکل گیا تھا - اسکے لب و لہجہ مین فوراً ایک بدیہی تغیر پیدا ہو گیا تھا اور جہان ابھی غصہ مین ملے ہوے کچھ گھبراہٹ کے آثار پائے جاتے تھے وہین پر اب بالکل اطمینان اور محبت کی نشانیان موجود تھین اور وہ سوسن سے اسطرح کہہ رہا تھا "حقیقت مین سوسن تمنے مجھپر بڑا احسان کیا جو تم انکو یہان لے آئین بیشک بڑی خیر ہو گئی ورنہ اگر تم وقت پر پہنچ نہ جاتین تو یہ غضب ہی کر چکی تھین (شاہزادی کیطرف دیکھکر) معاذاللہ - کوئی ایسا بھی کرتا ہی ؟"

سوسن "حضور ابھی خیر و برکت کچھ نہین - انکے ارادے آج کچھ اور ہی ہین - یہ فقط اس لیے یہان آئی ہین کہ آپکے سامنے خدانخواستہ جان دین - دیکھیے مین سچ کہتی ہون انکو ذرا موقع ملا اور یہ جان پر کھیل گئین"

جعفر "نہین یہ اب ایسا نہین کر سکتین - کیون شاہزادی صاحب ؟ ادھر دیکھیے"

آہ رنج و غم کے صدمے اُٹھائے ہوئے وہ ناشاد نامراد عباسہ جو اپنے مرنے کا ارادہ کر کے آئی تھی یہ سب باتین چپ چپاتی سُن رہی تھی اور شرم و حیا کے مارے ایک حرف بھی زبان سے نہین نکال سکتی تھی - گو آج اسطرح جعفر کے ملنے کی خوشی کے سبب اسوقت اسکے چہرے پر کسی قدر رونق آگئی تھی مگر پھر بھی مایوسی اور حسرت کی بکثرت نشانیان پائی جاتی تھین اور اسکے تیور بتا رہے تھے کہ یہ اب تک اپنے ارادے پر بہت مضبوطی کے ساتھ قایم ہے - شرم سے آب آب ہو گئی ہے - سر جھکا ہوا ہے - نظر اوپر اُٹھ نہین سکتی - آنسو برابر آنکھون سے جاری ہین جو اسکے رخسارون پر سے ڈھلکتے ہوئے بڑی بیتابی کے ساتھ فرش پر ٹپک رہے ہین - اور یہ ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین لے رہی ہے - آہ حسینون کی یہ حالت کون دیکھ سکتا ہی ؟ کسکا کلیجہ ہے ! - اور حسین بھی کون - اپنا ہی معشوق - اور پھر کس کے لیے ؟ خاص اپنے ہی لیے - جعفر کو اب ضبط کا یارا نہ تھا

بے اختیار دل بھر آیا - آنسو بیقرار ہو کر آنکھون سے نکل پڑے اور یہ اپنی بھرائی ہوئی آواز مین اسطرح کہنے لگا "پیاری شاہزادی خدا کے لیے تم اپنا رونا اب موقوف کرو - میری آنکھین تمھاری پیاری آنکھون سے آنسو نکلنا نہین دیکھ سکتین - آہ نہین دیکھ سکتین" یہ کہتے ہی کہتے خود بھی رونے لگا لیکن تھوڑی دیر کے بعد اُسنے اپنے آنسو پونچھ کر اپنی رکتی ہوئی زبان سے پھر کہا "پیاری شاہزادی ! - آخر کہانتک روؤگی - کہین انتہا بھی ہے دیکھیے ہاتھ جوڑ کر کہتا ہون - مجھسے نہین دیکھا جاتا اب نہ روئیے" اور ہاتھ جوڑ کر منت سماجت کرنے لگا -

عباسہ "(اپنے ہاتھ سے جعفر کے جُڑے ہوئے ہاتھ علیحدہ کر کے) ہائے یہ اسطرح مین کہین گنہگار کیجاتی ہون ہاتھ جوڑنا مجھکو چاہیئے او کسیکو نہین (آنسو پونچھ کر) اچھا اب نہ روؤنگی" اور پھر ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے -

جعفر "دیکھو پیاری شاہزادی تم نہین مانتی ہو - پھر تمنے رونا شروع کیا"

عباسہ "آہ رونا اور نہ رونا بھی کسی کے اختیار مین ہے ؎

تھمے تھمتے تھمین گے آنسو
رونا ہی یہ کچھ ہنسی نہین ہے

مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا ہائے کیا غضب ہے کہ میری حسرتین اسطرح بھی نہین نکلنے دیتے -

جعفر "آہ پیاری شاہزادی مجھکو نہین معلوم تھا کہ تمکو میرے ساتھ اسقدر محبت ہے - مجھسے غلطی ہوئی بڑی غلطی - بیشک مین نے تمھارے نازک دل کو بہت صدمہ پہنچایا مگر اب معاف کیجیے"

عباسہ "ہونھ - سوسن تم سنتی ہو اسنے بیچیا بنکر بلایا آئے نہین - یہ بھی غلطی ہوئی دو تین مرتبہ رقعہ لکھا جواب تک ندیا - یہ بھی غلطی - اور اسپر خط کو پُرزے پُرزے کر ڈالا - یہ بھی غلطی ہوئی ! معاذ اللہ ! غلطیان نہوئین - بلائے جان ہو گئین"

اسوقت جعفر کا سر جھک گیا تھا - خجالت سے آنکھ سامنے نہین ہوتی تھی مگر یہ باتین اس کی زبان سے نکل رہی تھین "آہ مین تو تمسے زیادہ تمھارے ملنے کا مشتاق مگر تمھاری عزت و آبرو پر حرف آنے کا اندیشہ میری سب تمناؤن کا خون کر رہا تھا اور مین کچھ نہین کر سکتا تھا - خیر اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو گیا - غلطی ہوئی تو مین مجرم - خطا ہوئی تو مین مجرم اور اگر کچھ بھی نہین ہوا جب بھی مجرم - اب مین حاضر ہون جو سزا دیجیے - اس کو سر آنکھون سے قبول کرتا ہون"

عباسہ "جی ہان بجا ! درست !!"

آہ اس جملے کو عباسہ نے اسوقت کچھ اس ادا سے کہا کہ جعفر نے بیقرار ہو کر عباسہ کا پیارا پیارا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے لیا اور اُسکو ہونٹون سے چوم کر آنکھون سے لگا کر - سینے پر اُس جگہ رکھ لیا جہان

اسوقت اسکا دل شوق اور خوشی کے مارے ہاتھون اُچھل رہا تھا۔ اس لطف کے مزے مین تھوڑی دیر تک یہ کچھ ایسا بیخود رہا کہ اسکی آنکھین نیم وا رہگئین اور زبان بھی اپنا کام بھول گئی مگر پھر ایک ٹھنڈی سانس لیکر اس نے اسطرح کہنا شروع کیا "آہ پیاری شاہزادی اللہ تمکو سلامت رکھے۔ خدا گواہ ہی۔ اب میری حالت بہت تباہ تھی۔ کسی کام مین دل نہین لگتا تھا۔ ہر وقت تمھارا ہی خیال رہتا تھا۔ زندگی کے دن اور رات دن کی سخت سخت گھڑیان سب مشکل سے کٹتی تھین۔ ہان البتہ وہ وقت تو کسی قدر خوشی سے کٹ جاتا تھا جب تم میری آنکھون کے سامنے ہوتی تھین۔ مگر آہ! اسوقت بھی جو دل کا حال ہوتا تھا اُسکو یہ دل ہی خوب جانتا ہی"

عباسہ نے اسوقت شرم سے سر جھکا لیا تھا اور وہ سوسن کو مخاطب کیئے ہوئے اسطرح کہہ رہی تھی "آہ کیا اچھا ہوتا جو اس پُر درد حکایت مین کچھ تھوڑا سا سچ بھی ملا ہوتا"

سوسن "(بات کاٹ کر) ای ہی ہوی توبہ۔ آپ کی بھی کیا باتین ہین"

جعفر "نہین نہین۔ انکو کہنے دو (عباسہ سے) ہان کیا ارشاد فرمایا۔ پھر فرمایئے۔ آپکو اسمین شک ہی کہ جھوٹ کہتا ہون؟۔ (سوسن سے مخاطب ہو کر) سوسن تجھین خدا کی قسم۔ سچ کہنا جب کبھی تم آتی ہو تو مجھکو تمنے کس حال مین پایا ہی"

عباسہ "اُنھ! سوسن سے کیا پوچھنا۔ اور اگر اسی پر فیصلہ ہی تو اپنے حال کے ساتھ اور کسی کا حال بھی تھوڑا سا پوچھ لیا جائے"

جعفر "مجھکو تو آپ کی محبت مین شک نہین۔ ہان آپ جھوٹ سمجھتی ہین۔ آپکا اطمینان ہو جانا چاہیئے"

عباسہ "تو اسطرح اکسی نے کہا اور یقین آگیا۔ آہ محبت کا اندازہ کچھ دل ہی سے خوب ہو سکتا ہی"

جعفر "(کچھ آبدیدہ ہو کر) تو مین جھوٹ کہتا ہون؟"

عباسہ "ایسا ہی ہوگا۔ مین کیا جانون کیسکو یہان علم غیب تو ہی نہین۔ کیون سوسن؟"

سوسن "(بات کاٹ کر) واہ واہ۔ شاہزادی صاحب۔ ماشے اللہ کیا اچھی باتین آپ اسوقت کر رہی ہین۔ بھلا کسی کے اسطرح دل دکھانے سے فائدہ!"

عباسہ "تو پھر اظہار محبت اور الفت جتلانے سے مطلب! کیا مین نہین جانتی تھی جو کہنے بیٹھے"

جعفر "اہا اب مین سمجھا۔ یہ کہیئے۔ یہ مطلب تھا۔ پیاری شاہزادی آپ خفا ہو گئین جو کچھ مینے کہا وہ بے اختیاری کے عالم مین کہہ گیا۔ آہ صد ہا تمناؤن کے بعد آج تو آپ اتفاق سے ملی ہین۔ میری اسوقت جو حالت ہی۔ اسکو مین کیا بیان کرون۔ آہ دل مین ایک دریا جوش مار رہا ہی۔ امنگین اٹھ رہی ہین۔ اور یہی دل چاہتا ہی کہ اول سے آخر تک جو کچھ مجھپر گذر گیا ہی آج خوب دل کھول کر کہیں

سُناؤن - مگر آہ مشکل تو یہی ہے کہ دل کی طرح زبان بھی میرے قابو مین نہین ہے جو کچھ کہون - اچھا اس حالت پر بھی اگر کچھ یاد آئے گا تو مین نہ کہون گا - مگر آپ مجھکو بتادین کہ آپ کے اُس پہلے خیال نے پلٹا کھایا؟ جسکی متوحش خبر سوسن نے سُناکر میرے اس لطف کو بیزار کردیا جو خوبی قسمت سے اسوقت مجھکو حاصل ہے" اسقدر کہنے کے بعد جعفر اس کا منتظر تھا کہ اسکو اسکی مرضی کے موافق کوئی جواب ملے گا مگر نہین عباسہ کچھ اسطرح چُپ تھی کہ اسکے چہرے کے دیکھنے سے بخوبی یہ امر ثابت ہوتا تھا کہ اُسکے پاس جعفر کے سوال کا کچھ جواب نہین ہے اور اگر ہے تو وہ اسکے دل کا بہت دکھانے والا ہے عباسہ کی خموشی سے جعفر کے دلمین اب اُلجھن ترقی کرتی جاتی ہے اور بالآخر مجبور ہوکر وہ اسطرح کہتا ہے "پیاری شاہزادی خدا کے لیے جلدی جواب دیجیے - یہ آپ سوچ کیا رہی ہین - میرا بُرا حال ہوا چاہتا ہے"

عباسہ "(ایک ٹھنڈی سانس لے کر) اچھا چھری پہلے مجھکو ملجائے تو پھر مین بتادون"

جعفر "چھری سے کیا مطلب! - کیا اسی چھری سے اس سوال کا مجھکو جواب دیا جائیگا؟"

عباسہ "نہین"

جعفر "تو کیا خدانخواستہ وہ کوئی ایسا جواب ہے جس سے خود میرے چھری مار لینے کا اندیشہ ہے"

عباسہ "اُونھون (سر کے اشارے سے) نہین"

جعفر "تو پھر کیا کیجیے گا - کچھ معلوم تو ہو - کیا خدانخواستہ آپ کا کچھ اور ارادہ ہے؟ (عباسہ کی آنکھون سے آنسو ٹپکتے دیکھکر) آہ - معلوم ہوا - یہ قصد ہے" اور اسکے بعد جعفر اور سوسن دونون منت سماجت کرکے بہت دیر تک اسکو سمجھاتے رہے مگر آہ عباسہ کی جان دینے پر ضد اسطرح پر تھی جسطرح حسینون کی ہٹ اکثر اورون کی جان لینے پر ہوتی ہے - آہ - وہ گھڑی بہت ہی بُری تھی جسمین جعفر کو مجبور ہوکر یہ یقین کرلینا پڑا کہ عباسہ اب اپنے ارادے سے کسیطرح باز نہین آسکتی! - ہائے اسوقت وہ اپنا چکر کھاتا ہوا سر دونون ہاتھ سے پکڑکر رہ گیا تھا ساری دنیا اُسکی آنکھ مین تاریک ہوگئی تھی - اسکی آنکھین رونا بھول گئی تھین نہین اسکا قصد دیکھکر اُسکے آنسو آنکھون مین خشک ہوگیے تھے اسیطرح جسطرح اُسکی روح جسم کے اندر ہی اندر اس خوف سے خشک ہوگئی تھی کہ اسکا خون کہین اُسکی پیاری عباسہ کے سر ثابت ہوا اب تک وہ عباسہ کے پاس ہی ایک کُرسی پر بیٹھا تھا مگر عباسہ سے بگڑکر جو اپنی زندگی سے بیزار ہوکر اُسنے کرسی بھی چھوڑدی تھی - وہ پلنگ پر بیٹھا ہوا تھا - ہاتھ مین چھری تھی - آستین چڑھ رہی تھین اور یہ کلمے سنتے ہی لوگون کے دلون پر خوف پیدا کرتے ہوئے اُسکی زبان

سے نکل رہے تھے۔ وہ کیون شاہزادی صاحب! آپ اپنے قصد سے باز نہ آئینگی؟ دیکھیے مین
پھر کہتا ہون۔ اب بھی خیریت ہی۔ کہنا مان جائیے۔ نہین تو بہت افسوس کیجیے گا۔ آہ بہت روئیے
گا۔ بہت پچھتائیے گا۔ اور پھر کچھ نہوگا۔ آہ مین اُس منحوس گھڑی کو کسیطرح اپنی آنکھ سے نہین دیکھ سکتا
جسمین خدانخواستہ تمھاری جان سے دور تمھارے دشمنون کی جان پر کچھ صدمہ پہونچے اور اگر تمھاری یہی
خوشی ہی تو پھر مجکو اجازت ملجائے۔ سوسن تم انکو سمجھاتی نہین ہو۔ دیکھو میرا ہاتھ اُٹھتا ہی (چھری کی
طرف دیکھکر) تو نے اپنے حوصلے سے زیادہ قصد کیا تھا۔ تو اور شاہزادی! تو میرے لیے تھی۔ ہان میرے لیے
ہان ہان تجکو مین اپنے سینے مین جگہ دون گا۔ اسی سینے مین آہ اسی سینے مین جسمین آج موت کا
سامان دیکھکر بہت سے ارمان اور تمناؤن کا ہجوم ہی۔ میرا خون تیرے لیے بہت خوشی سے موجود ہی۔ خوب
سیر ہوکر پی لینا۔ اچھا۔ ذرا پیاس نرہے۔ اسمین بہت سے ارمان اور تمناؤن کا خون ملا ہی۔ آہ مین نے بھی
اسکو بہت دنون تک پیا ہی۔ اب تیرا حصہ ہی۔ ہان شاہزادی صاحب پھر آپ اجازت دیجیے۔ مگر نہین
تمسے اسکی امید رکھنا بھی محض فضول ہی۔ مجکو جو کچھ کرنا ہی کرون۔ اچھا پیاری شاہزادی صاحبہ۔ رخصت۔ خوش رہو۔
اِن پُر ارمان جملون کے ختم کرنے کے بعد جعفر کے چہرے پر یاس و حسرت کا بالکل قبضہ ہوگیا تھا۔ اُسکی
زبان چلتے چلتے رُک گئی تھی وہ دماغی پٹھون کے کھنچ جانے کی وجہ سے اسیطرح کھنچکر تالو کو لگ گئی تھی
جسطرح آنکھون کی پتلیان اوپر کو چڑھ گئی تھین۔ آہ۔ اب بے اختیاری کے ساتھ اُسکی جھکی ہوئی آنکھون سے
آنسو بھی نکل رہے تھے۔ نہین غلطی ہوئی۔ وہ نبض ڈھل رہا تھا جسکا دورہ بالکل مرتے وقت ہوتا ہی۔
عباسہ چپ بیٹھی ہوئی یہ حالت دیکھ رہی تھی دل مین خدا جانے کیا کیا خیالات آرہے تھے اور سوسن
اُسکی کرسی کے پیچھے چپ سناٹے مین کھڑی تھی کہ یکبارگی جعفر کا وہ ہاتھ اُٹھا جسمین چھری تھی اور عباسہ نے
جلدی سے اُٹھکر اُسکا وہ ہاتھ اپنے دونون ہاتھون سے پکڑ لیا جو ایک پُر ارمان جان لینے کے لیے
خود جعفر کے سینے کی طرف چلا جاتا تھا۔

اِس ہولناک واقعہ کے اعتبار سے ناظرین کو خیال ہو سکتا ہی کہ شاید یہان بہت شور و غل مچ گیا ہوگا مگر نہین
یہان بالکل سناٹا تھا۔ جہان ابتدا سے اب تک جتنی باتین ہوئین وہ سب اس احتیاط اور اندیشے سے کہ کوئی سن نہ لے
بہت آہستہ آہستہ کی گئین اور اب بھی یہان جو کچھ ہوا وہ بھی اسی خموشی کے پردے مین کہ کوئی کانون کان خبر نہین ہو سکتا
اُسوقت کا کوئی فوٹو ہمارے پاس نہین ہی اور نہ اُس زمانہ مین اُسکا کوئی ساز و سامان تھا ورنہ ہم اُسکو آپکے
دکھانے کے لیے ضرور اِس مرقع کے قریب مین لگا دیتے مگر ہان اُسوقت کا نقشہ کچھ اسیطرح پر واقعہ تھا۔
جعفر چھری لیے پلنگ پر بیٹھا ہوا تھا جسکے تیور بتا رہے تھے کہ عنقریب اُسکا دست جنون اُسکے سینے کو چیر

چاک کیے ہوئے نہین مانتا عباسہ گو ابتک اُسکے سامنے کھڑی ہوئی چھری چھین رہی تھی مگر دل کی سنسناہٹ اور سر کے چکر کھانے سے مجبور ہو کر وہ اسی چھینا جھپٹی مین جعفر کے داہنی طرف پلنگ کی پٹی پر بیٹھ گئی تھی اُسکا ایک ہاتھ جعفر کی اُس ہاتھ کی کلائی کو پکڑے ہوئے تھا جسمین پہلے چھری تھی - آہ جسپر اسوقت اِسنے بیخودی مین جھک کر اپنا سر بھی رکھ دیا تھا اور اُسکا دوسرا ہاتھ بڑھا ہوا جعفر کے اُس ہاتھ کو روکے ہوئے تھا جسمین اَب چھری لے لیگئی تھی اور سوسن جعفر کے پاؤن پر پڑی ہوئی تھی - عباسہ سسکیان لے لیکر بہت درد کے ساتھ رو رہی تھی - اسکا بدن کانپ رہا تھا - اُسکے ہاتھ تھرا رہے تھے اور اُسکی آنیوالی سانس کی طرح رُک رُک کر اُسکی زبان سے یہ الفاظ نکل رہے تھے " ہائے یہ کیا کرتے ہو! تمکو کیا ہو گیا ہے!! - اس سے کیا حاصل ؟ خدا کے لیے کچھ تو مجھپر ترس آئے "

جعفر " نہین پیاری شاہزادی - نہین - اَب تم مجکو میرے حال پر چھوڑ دو - مین اُسوقت کے دیکھنے کے لیے زندہ رہنا نہین چاہتا جسمین خدانخواستہ تم نہو - آہ کسی طرح ممکن - نہین ہو سکتا نہین ہو سکتا "

عباسہ " آہ تم میری تمناؤن کے ساتھ دشمنی کرتے کرتے اَب میرے ارادون کے بھی دشمن ہو گئے - ہائے مین اس قصد سے منع کیجاتی ہون جسکے کرنیکا مین نے مصمم عہد کر لیا تھا (ایک ٹھنڈی سانس بھر کر) خیر اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو مین اپنے ارادے سے باز آئی ہون - اسکے سنتے ہی گو جعفر کے چہرے پر یکبارگی خوشی کی نشانیان نمایان ہو گئی تھین مگر پھر بھی ابھی اُسکو اسکا یقین نہ تھا اُس نے اپنی حسرت آمیز نگاہ سے عباسہ کی طرف دیکھا اور کہا " نہین نہین - مین یون نہین مانتا تم قسم کھاؤ "

عباسہ " ہائے اَب مین ایسی بے اعتبار ہو گئی کہ میری بات کا بھی یقین نہین آتا - اچھا مین خدا کی قسم کھاتی ہون - اَب مین اُسوقت تک خودکشی کا قصد نہ کرونگی جبتک تم مجکو اجازت نہ دوگے اَب تو چھری دے دو - یا اَب بھی اعتبار نہین "

جعفر " نہین - چھری تو مین اپنے ہاتھ سے تمکو کبھی نہ دونگا مگر ہان تمھارے اطمینان کے لیے اپنے ہاتھ مین بھی نہین رکھونگا - لو سوسن چھری لو - اِسکو توڑ کر پھینک دینا - یہ بہت منحوس چھری ہے اس نے بہت بُرا ارادہ کیا تھا - بہت بُرا "

عباسہ " نہین - اسکو بہت احتیاط سے رکھنا یہ بہت مبارک چھری ہے - اسکے ہاتھ مین لیتے ہی میرے دل میں خیال آیا کہ سامنے چل کر کیون نہ مرے اور پھر چلتا ہوا ہاتھ رُک گیا آہ اگر یہ بڑھتا ہوا جوش مجکو یہان آنے پر مجبور نہ کر دیتا تو گو مین لاکھ چاہتی مگر کسیطرح شرم و حیا مجکو یہان آنیکی اجازت نہ دیتی - نہ دیتی - بیشک یہ بہت مبارک چھری ہے جسنے مجکو آپسے ملایا - یہی اتفاقی ملاقات کا ذریعہ ہوئی اور آپ اسکو منحوس کہتے ہین "

جعفر۔ "نہین مجھسے غلطی ہوئی۔ بیشک یہ بہت مبارک چھری ہی مگر آہ تمنے اجازت نہین دی ورنہ میں اسکو اپنے دل مین رکھ لیتا" یہ کہکر اس نے عباسہ کا جھکا ہوا سر اپنے ہاتھ سے اُٹھایا چہرہ آنسوؤن سے تر تھا اور آنکھین روتے روتے اُس کے خون شدہ دل کی طرح سُرخ ہو گئی تھین۔ جعفر نے بڑی منت سماجت کے بعد اُسکے رونے کو کم کیا اور اسطرح کہنے لگا "پیاری شاہزادی گو خدا نے نکاح کے ذریعے سے تمھارے نازک پنڈے کے ہر عضو کو مس کرنا مجھپر مباح کر دیا ہی مگر اب بھی مجکو جرأت نہین ہو سکتی مجکو امید ہی کہ آپ خوشی سے مجکو اس امر کی اجازت دینگی کہ مین اُن آنسوؤن کو اپنے ہاتھ سے پونچھون جو تمھارے پیارے پیارے چہرے پر بہ رہے ہین"

آہ۔ اسکا جواب پیاری عباسہ کے پاس کیا تھا۔ شرم و حیا نے بے اختیار اُسکی گردن جھکا دی اور اس نے اپنا ہاتھ سوسن کی طرف بڑھایا گویا وہ آنسو پونچھنے کے لیے سوسن سے رومال مانگتی تھی کہ جعفر نے جلدی سے اُسکے آنسو پونچھنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا مگر اُسوقت عباسہ شرم سے بالکل لجائی ہوئی تھی اس نے ایک ہاتھ سے اپنا مُنھ چھپا لیا تھا اور دوسرا ہاتھ جعفر کے اُس ہاتھ کو ہٹا رہا تھا جسمین رومال تھا مگر جعفر نے کسی طرح نہ مانا۔ آنسو پونچھے اور اچھی طرح پونچھے اور پھر سوسن سے اسطرح مخاطب ہو کر کہنے لگا "سوسن! خدا جانے اُسوقت تم اپنے دلمین مجھکو کیا کہتی ہوگی مگر خدا کے لیے ان باتون کا کہین تذکرہ نکرنا مین اُسوقت اپنے ہوش و حواس مین نہ تھا۔ آہ مجکو پیاری شاہزادی کے ملنے کی خوشی نے بالکل ازخود رفتہ کر دیا ہی"

سوسن۔ "(ہاتھ جوڑ کر) حضور یہ کیا فرماتے ہین۔ خدا جانے کسقدر تمناؤن اور تدبیرون کے بعد اتفاق سے تو آج یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ہی۔ اور پھر مین کسی سے کہنے بیٹھون گی۔ استغفر اللہ"

جعفر۔ "نہین۔ اسکا تو تمھاری طرف کبھی خیال بھی نہین ہو سکتا مگر مین نے احتیاطاً کہدیا بیشک مین تمھارا بہت مشکور ہون تمنے بہت اچھا کام کیا جو انکو لے آئین لیکن خدا کرے کسی کو اسکی خبر نہوئی ہو"

سوسن۔ "نہین نہین مین تو پہلے ہی آپسے عرض کر چکی ہون کہ آپ اسکا مطلق خیال نکرین مینے اسکا پورا انتظام کر لیا ہی۔ ہماری حضور جس کمرے مین آرام فرمایا کرتی ہین اُسکے دروازے پر طرف سے اسوقت تہ مین پنکھا کھنچ رہا ہی اور پہرے والیون سے مین کہہ آئی ہون کہ بنصیب دشمنان شاہزادی صاحبہ کا مزاج اسوقت کچھ اچھا نہین ہی۔ ابھی آنکھ لگ گئی ہی۔ خبردار کوئی بولے نہین اور نہ کوئی اندر جانے پائے"

سوسن کی یہ تقریر سنکر جعفر خاموش ہو گیا گویا وہ خیال جو ابھی ایک قسم کا انتشار پیدا کرتا ہوا اس کے ذہن مین آگیا تھا دفعتہً جاتا رہا اور یہ پھر مطمئن ہو کر اسی بیخودی کے عالم مین آگیا جو کسی ترسے ہوئے ارمان عاشق کو اپنے محبوب کی اتفاقیہ ملاقات مین ہو جانا چاہیئے۔ اس خاموشی پر جب کچھ عرصہ گذر گیا

توسوسن تھوڑی دیر کے بیٹے یہان سے اپنا چلا جانا ہی مناسب سمجھی اور کچھ حیلہ بہانہ کرکے اُنکی تمناؤن کی آزادی کے ساتھ نکلنے کا موقع دینے کے لیے کمرے کو خالی کردیا اب یہ دونون بیٹھے ہین شرم ولحاظ کے سوا کوئی غیر محرم نہین ہے اور دونون طرف دل اسیطرح سینے مین جلدی جلدی اچھل رہا ہے جسطرح آرزوئین خون کے سارے دورے کے ساتھ جلدی جلدی دل مین آرہی ہین اور پھر اسیطرح دم بخود ہوکر رہجاتی ہین جسطرح بڑھی ہوئی تمنائین اُنکے شرم ولحاظ کی کیفیت دیکھ دیکھ کر اُٹھتے ہوے حباب کیطرح بیٹھ جاتی تھین۔ اس حال پر بھی جب تھوڑی دیر گذر گئی اور طبیعت کی الجھن اور شوق نے جعفر کے پُرارمان دل سے اور دل نے اسکی زبان سے بہت تقاضے کیے تو پھر جعفر نے اسطرح کہنا شروع کیا "پیاری شاہزادی بہت تمناؤن کے بعد آج یہ گھڑی دیکھنا نصیب ہوتی ہے اسکی قدر ہمکو بہت کرنا چاہیے۔ اسوقت اس سکوت سے کام نہین لینا چاہیے جس سے ابتک مجھکو اور آپ کو فراق مین بہت مشتغلہ رہا ہے کچھ باتین کیجیے" اور اسکے بعد وہ اس بات کا انتظار کرنے لگا کہ دیکھیے کیا جواب ملتا ہے مگر عباسہ کی شرم وحیا نے اسکو بات کرنیکی مطلق اجازت نہ دی اور جعفر پھر اسطرح کہنے لگا "پیاری شاہزادی (ہاتھ مین ہاتھ لیکر) پیاری شاہزادی دیکھیے اسوقت اتفاق سے وہی جعفر آپکے سامنے حاضر ہے جسکو آپنے اپنی محبت اور عنایت سے کئی بار یاد فرمایا۔ اور پھر بھی اس سے بات نہین کرتین"

عباسہ "(سر جھکائے ہوئے) کیا باتین کرون" اور جعفر کیطرف ایک شرمائی ہوئی نظر سے دیکھ کر آنکھین نیچی کرلین۔

جعفر "(ایک ٹھنڈی سانس لیکر) اچھا وہ باتین کیا تھین جسکے کہنے کے لیے آپنے مجھکو کئی بار یاد فرمایا تھا"

عباسہ "آہ اسوقت تو دل کیطرح میری زبان بھی میرے قابو مین نہین ہے۔ خدا جانے اُسوقت کس بات کے لیے آپکو تکلیف دی تھی اور آپ کو اس سے مطلب ہی کیا۔ اگر اسکا خیال ہوتا تو آپ تکلیف ہی نہ کرتے"

جعفر "(مسکراکر) یہ کہیے ابھی تک غصہ فرو نہین ہوا خفگی نہین گئی۔ پیاری شاہزادی خدا گواہ ہے۔ مین بادشاہ سلامت کے حکم سے مجبور تھا اور اسپر آپ کے حفظ آبرو کا خیال اور بھی میرے دلی قصد کے ساتھ دشمنی کررہا تھا ورنہ مین اور نہ آتا!۔ اور پھر آپکے طلب فرمانے پر!!۔ اور وہ بھی مکرر سکرر!!!۔ کبھی ممکن نہ تھا"

اسکے بعد کچھ چھیڑ چھاڑ کی باتین ہوئین اور پھر شکوے شکایت کی وہی باتین ہونے لگین جو فراق کے بے انتہا صدمے اُٹھائے ہوؤن کو عین وصل کے وقت کچھ بہت لطف دیجاتی ہین عباسہ کی آنکھین شرم سے اسوقت بالکل جھکی ہوئی تھین اور جعفر اپنی للچائی ہوئی نظر سے بڑے شوق کے ساتھ اُسکی طرف دیکھ رہا تھا اُسکی تمنائین قلب کی ہر حرکت کے ساتھ دل سے اُٹھ اُٹھ کر دیکھ بھال کررہی تھین اور خون کیطرح جلد کے

نیچے نیچے پھر رہی تھین اور آرزوئین بات بات سے اُسیطرح ٹپکی پڑتی ہین جسطرح دلی خواہشونکے ہجوم
جوش شباب کی گرمی اور پھر گومگو کی کشمکش سے پسینہ ٹپک رہا تھا گو یہ بہت خودداری سے اسوقت کام لے
رہا تھا مگر پھر بھی اسکے تیور بتا رہے تھے کہ یہ اسوقت اپنی خواہشونکے زور اور اپنے دل کے ہاتھون سے
مجبور ہو رہا ہی - اسکی آنکھون کے گلابی ڈورون کی سُرخی باریک باریک رگون کے رُکتی نہ تھی بلکہ انکی
جھلکیون نے آنکھ کے سفید حصّہ کو بھی اپنے رنگ مین رنگ بالکل اُنھین آنکھون کا مشابہ کر دیا تھا جنھین شراب
کا نشہ یا نیند کا خمار حسینونکی شوخی کی طرح بھرا ہو - اسنے شراب نہین پی تھی اور نہ نیند کے آثار اسکے چہرے سے
نمایان تھے - ہان عباسہ کی پیاری صورت - اسکے دلفریب حسن - اُسکی بیطرح لگاوٹون اور اسکی نشیلی
انکھڑیون نے اُسکو بالکل متوالا کر دیا تھا - آہ موقع پاکر اسوقت وہ ساری تمنائین اور آرزوئین اسکے دلمین
خوشی کو آتے جاتے دیکھکر دوڑ پڑی تھین جنکو وہ پیٹ کر وہ پہلے بیٹھ رہا تھا اور اسکے ساتھ اسکی اس شہوانی
قوت مین بھی کچھ تیزی آگئی تھی جسکو ایک حوروش عورت کے پہلو مین بیٹھ کر نیچرل تقاضے سے خواہ مخواہ
تیز ہونا چاہیے - اسکی مشتاق آنکھین لطف دیدار اُٹھاتے اُٹھاتے جب جیتھڑ ہو گئین اور دل کا کام اُن سے
نہ نکلا تو رفتہ رفتہ پردہ حجاب درمیان سے اُٹھنے لگا اور دل کا کام پورا کرنے کیلیے بڑھے ہوئے شوق کے ساتھ
اسکا ہاتھ بڑھا جلتی ہوئی شمع نے اسوقت یہان کا یہ رنگ دیکھ کر اُٹھتے ہوئے شعلہ مین حیا سے مُنھ چھپا لیا تھا -
در و دیوار ششدر تھے اور اُن تصویرون نے شرما شرما کر کاغذی آنچل سے مُنھ ڈھانپ لیا تھا جو چوکھٹونمین
لگی ہوئی چارونطرف دیوار کو زیب و زینت دے رہی تھین - انکے راز و نیاز کی باتین سننے اور کنسوئیان لینے
کیلیے رکھے ہوئے گلدستونکے پھولون نے بڑے شوق کے ساتھ اپنے کان لگا دیے - نرگس انکی مستیان دیکھ دیکھ
للچاتی ہوئی نظرون سے گھورنے لگی اور انکی گرم جوشیان اور ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین لینا دیکھ کر آنیوالی ہوا بھی یہان
کچھ اسطرح مُنھ پھیر کر بھاگی کہ کھلے ہوئے دروازونکے پٹ بھی اسیطرح بند ہونے لگے جسطرح شرمائی ہوئی آنکھین
بعض اوقات جھپ کر بند ہو جاتی ہین ایسی حالتمین اب ہمارا بھی یہان ٹھہرنا مناسب نہین معلوم ہوتا آؤ باہر چلین -
باہر بالکل سناٹا ہی حسین چاند کی کرنین اسیطرح پھیل رہی ہین جسطرح ابھی اندر کمرے مین آپنے پیاری عباسہ کے
ماہتابی چہرے سے حسن عالم سوز کی اُٹھتی ہوئی ضو کو ملاحظہ کیا تھا سفید سفید چاندنی ہرے ہرے درختون اور
رنگ کے پھولون پر گر گر کر عجیب بہار دکھا رہی ہی اور ایک طرف سرو کو جوا اور سوسن بیٹھے ہوئے یہ باتین کر رہے ہین
جوا دے دلہ بوا سوسن! واہ! خوب ہی امید وار رکھا" اور یہ کہکر ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا -
سمجھنے والے تو سمجھ گیے ہونگے کہ اسکا یہ کہنا اُسی رقیبہ کے متعلق تھا جو چلتے پھرتے ایک ہی نظر مین اسکا
دل تو لیگئی تھی مگر پھر کبھی خبر بھی نہ ہوئی - یہ بیچارا اسوقت سے ابتک اسکی صورت کا اسیطرح فریفتہ ہی - روز ایک

مرتبہ جاکر اسکی گلی کی ہوا کھا آتا ہی مگر اسقدر عرصہ مین گذرنے والے زمانہ نے ایکدن بھی ایسا نہ پیدا کیا
جو پھر کبھی اسکی پیاری صورت وہ اپنی مشتاق آنکھون سے دیکھتا۔ سوسن کے چہرے سے گو اسوقت غصے
کے آثار نمایان تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس قسم کی باتین اپنے کانون سے سننا نہین چاہتی
مگر چونکہ اسکو اپنا کام نکالنے کے لیے کئی بار اُس سے کسیقدر وعدہ کرلینا پڑا تھا اور جعفر عباسہ کے حالات سے
بھی اسکو واقفیت تھی اسوجہ سے بہ مصلحت اُسنے بہت ملائمت سے کہا "ای بھیّا کیا کہون دم بھر بھی
تو کمبخت فرصت ملتی نہین جو وہان جاتی یا تمھین کو کچھ ایسی تدبیر بتاتی کہ تمھارا کام نکل جاتا"

جوّاد "(طنزیہ لہجے مین) جی ہان آپ کو میرے لیے کیون فرصت ہونے لگی۔ سرکار کے کام سے جب چھٹی ملے"
اسوقت سوسن کا چہرہ بالکل زرد ہو گیا تھا۔ اِسکو جوّاد کے کہنے سے فوراً اس امر کا اندیشہ ہو گیا تھا کہ کہین
شاہزادی صاحبہ کے اسوقت آنے کی خبر تو نہین ہو گئی اور گھبرا کر اسطرح جوّاد سے کہنے لگی کیا کہا۔ سرکار کے کام کیسے؟"

جوّاد "یہ۔ لیکن اب مجکو بھی باتون مین اُڑانے۔ مجھسے کچھ حال چھپا ہوا ہی۔ عقد ہونیکا حال مجکو نہین
معلوم۔ تمھارے خط وغیرہ لانے کی مجکو خبر نہین۔ مین کیا نہین جانتا"

سوسن "(اپنے دل مین) خیر یہان تک بھی خیریت ہی (جوّاد سے) ہان یہ تو سب تمھارے ملنے کی
باتین ہین۔ انکا کہنا ہی کیا اور مین تمسے چھپاتی ہی کیون۔ خیر اب تم گھبراؤ نہین۔ خدا نے چاہا تو مین کسی
دن قصداً وہان جاؤنگی اور اچھی طرح تمھارا حال بیان کر دون گی"

جوّاد "(خوشی کے لہجے مین) ہان میری سوسن بوا۔ مین تمھارا بہت احسان مانونگا بس تم اسطرح کہنا
کہ انکا حال بھی میری طرح ہی ہو جائے۔ خدا جانتا ہی اب میری بُری حالت ہو گئی ہی (گھبراہٹ کے لہجے
مین) تو پھر کب؟"

سوسن "(اپنے دل مین) دیکھو تو موئے کو کیا ہو گیا ہی۔ باتین کیسی مجنونون کی طرح کرتا ہی۔ سٹری ہو
گیا ہی۔ سٹری۔ گویا مین رضیہ کے سامنے یہ باتین کہنے بیٹھونگی۔ ہونھہ۔ مجھسے تو کبھی ایسا نہو گا مگر خیر اسوقت
کی بلا تو کسیطرح سر سے ٹالنا چاہیے (جوّاد سے مخاطب ہو کر) ہی جسدن ذرا فرصت ملی۔ بہت جلدی آ
مگر دیکھو خدا کے لیے یہ عقد اور خط وغیرہ لانے کا تذکرہ کسی اور کے سامنے نکرنا۔ اچھا"

جوّاد "نہین ایسا کہین ہو سکتا ہی مین اپنے سرکار کے انکی بات کہین زبان پر لا سکتا ہون ایسا نہین ہو سکتا"

اِن باتون کا سلسلہ اُسوقت تک ختم نہین ہوا جبتک خلوتکدۂ خاص مین سوسن پھر نہ بلائی گئی اور اب جو ہم اندر
جاکر دیکھتے ہین تو کچھ اور ہی گُل کھلا ہوا ہی۔ عباسہ کا سر جھکا ہوا ہی۔ شرم و غیرت سے پسینے مین نہائی ہوئی
بیٹھی ہی اور اُن زرد رخسارون پر جو ابھی بالکل مرجھائے ہوئے پھولون سے مشابہت رکھتے تھے اور جو اب [illegible] [illegible]

اور رنگ مین کچھ ایسے بھلے معلوم ہوتے تھے کہ اُنکے مقابلہ مین کوئی اچھا سے اچھا ابھی کا کھلا ہوا پھول نظر مین نہین جچتا تھا۔ پسینے کے قطرے جابجا اسوقت لیمپ کی صاف روشنی مین وہی بہار دکھا رہے تھے جو صبح کے وقت نکلے ہوئے آفتاب کی روشنی مین شبنم کے سپید سپید قطرے ورق گل پر بہار دکھا جاتے ہین اسکی آنکھین جھکی ہوئی تھین۔ پتلیان نئی دُلھن کیطرح پلکون کے گھونگٹ مین چھپی ہوئی بیٹھی تھین اور ثقیہ عقیبہ نے غیرت سے کچھ اپنا بدن ایسا چرا لیا تھا کہ خدا خدا کر کے دماغ سے آنے والا تو ر آنکھون تک آ کر لٹے پاؤن پھر جاتا تھا۔ عباسہ کی چولی جابجا سے مسکی ہوئی تھی اور وہ چین ابرو جو ناسازی طالع کی وجہ سے ابتک نظر آتی تھی اسوقت زلف پُرشکن کی طرح بالکل نکل گئی ہے۔ جعفر بھی چپ بیٹھا ہے تبسم کی کیفیت ہونٹون سے پہی ہے اور اب اسکی آنکھون مین بالکل سرور بھرا ہوا ہے جنمین پہلے مئے عشق کا نشہ یا خمار تھا۔ چہرے پر معمول زیادہ رونق ہے۔ آرزوئین جنکی تمنائین کسیکی ”نہین“ بنکر نکل گئی ہین اترائی ہوئی خوش خوش سارے جسم مین پھر رہی ہین اور خون کے ساتھ مل کر اسکے اس چہرے کو آ آ کر دیکھ جاتی ہین جسپر مسرت اور انبساط کے اسوقت جگمگھٹے ہین۔ سوسن دیکھتے ہی تاڑ گئی کہ جوش جوانی کی اُمنگ آج ان دونون کے روکے نہ رُکی اور شوق اور تمنا ؤن نے بے حجاب کر کے وہ سب کچھ اُن سے کرا دیا جسکی اجازت شرع نے تو انکو دیدی تھی مگر بادشاہ وقت کی ممانعت سخت تھی عباسہ شرم سے بالکل دم بخود تھی منھہ سے بات نہین نکلتی تھی اور اسکی شرمائی ہوئی آنکھین کسیطرح جعفر اور سوسن کے سامنے نہین آتی تھین۔ اتفاق اور مجبوری سے اگر کسی وقت کوئی بات کہنی بھی تھی تو وہ چھپ چھپ کر اور اگر اتفاق سے کسیطرف آنکھ اُٹھ جاتی تھی تو فوراً گردن جھکا بھی لی جاتی تھی۔ تھوڑی دیر تک یہ تخلیے کی صحبت کچھ ایسی لطف کے ساتھ رہی مگر پھر وہی جدائی کی گھڑی سامنے آ کر کھڑی ہو گئی جو عشاق کے حق مین کسیطرح قیامت کی گھڑی سے کم نہین ہوتی۔ سوسن نے اب یہان زیادہ ٹھہرنے کی قباحتین دکھا کر چلنے پر اصرار کیا اور بالآخر دونون بعد بہت سے قول و قرار کے ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔

تیرھوان باب

اب کیا ہوگا!

جو چمن مین گذرے تو اے صبا تو یہ کہیو بلبل زار سے
کہ خزان کے دن بھی ہین سامنے نہ لگانا دلکو بہار سے

٭ ابن اثیر۔ علامہ ابن خلکان اور صاحب روضۃ الصفا خاوند شاہی وغیرہم نے اس موقع پر جو روایت جعفر اور عباسہ کے وصل کے متعلق لکھی ہے اُسکو ہم اپنے ناول مین لکھنا بعض وجوہ سے نامناسب سمجھے۔ اسیوجہ سے ہمنے یہان اُس روایت کو لیا ہے جو محمد ابوالقاسم اپنی تاریخ مین بیان کیا ہے ۱۲

جعفر اور عباسہ کی اس بے تکلفانہ ملاقات کا حال جو حسن اتفاق سے ایک مرتبہ باغ مین ہو گئی تھی گو اسوقت کسی کو نہ معلوم ہوا۔ نہ جعفر کے پاس عباسہ کو کسی نے جاتے ہوئے دیکھا اور نہ وہان سے واپس آتے ہی وقت کسی نے دیکھ پایا لیکن اس کامیابی اور اس خوشی پر دل خوش کرنے کا عباسہ کو ابھی زیادہ موقع بھی نہین ملا تھا کہ جعفر کو ہارون رشید کے ہمراہ روم کی ایک لڑائی پر جانا پڑا اور عباسہ کو اپنے نازک دل پر جعفر کی جدائی کے صدمے اُٹھانے پڑے۔ یہ اسی فراق کے زمانے مین ایک دن صبح کے وقت فجر کی نماز پڑھ کر اپنی کوٹھی مین تنہا بیٹھی تھی۔ آئینہ سامنے لگا ہوا تھا اور سوسن اُسکے بال سنوار رہی تھی کہ دفعتہً جھک کر اُسنے آئینے مین کچھ دیکھا اور بہت حیرت کے لہجے مین اسطرح کہنے لگی "سوسن! تم دیکھنا تو سہی یہ میرے چہرے کا رنگ کچھ تمھی کو بدلا ہوا معلوم ہوتا ہی یا حقیقت مین کچھ سیاہی ہو گیا ہی؟"

سوسن "ہان۔ ہان حضور مین کئی دن سے عرض کرنے کو تھی وہ پہلا سا رنگ تو ضرور نہین ہی"

عباسہ "(متحیر ہو کر) پھر یہ کیون؟ مجکو تو بظاہر کوئی عارضہ بھی نہین معلوم ہوتا مگر بیشک میری طبیعت روز بروز کچھ گرتی جاتی ہی اور کسی قدر متلی بھی رہتی ہی"

سوسن "متلی؟ اور غذا بھی تو آجکل بالکل نہین ہوتی"

عباسہ "غذا! غذا کے تو نام سے مجکو نفرت ہی۔ خدا جانے یہ کیا بات ہی۔ بالکل طبیعت کو حیرت ہو گیا ہی"

سوسن "شاید بادشاہ سلامت۔ (آہستہ سے) اور وزارت پناہ کے ہونے سے طبیعت کچھ افسردہ رہتی ہو گی۔ اور تو کوئی بات سمجھ مین نہین آتی"

عباسہ "(منھ پھیر کر مسکراتے ہوئے) اوئی شوخی۔ تمکو یہی باتین سوجھتی ہین۔ اور ہان ایک بات اور تو (بہت آہستہ سے) دو تین مہینے سے کچھ اسکا ظہور بھی نہین ہوا"

سوسن "(بہت تعجب کے لہجے مین) ہان" اور اسیکے ساتھ اسکے خیالات اور طرف گیے اور پھر اسطرح بولی "حضور! گستاخی معاف۔ اُس رات جب آپسے اور وزارت پناہ سے باغ مین ملاقات ہوئی تھی اور تو کچھ نہین ہوا تھا؟"

عباسہ "(کچھ شرمائے ہوئے لہجے مین) اور کیا ہوتا؟" اس شب مین جو کچھ ہوا تھا گو اُسکو سوسن بعض قرائن سے جان گئی تھی مگر اسکے پوچھنے کی خاص وجہ یہ تھی کہ عباسہ نے اب تک اُسکو سوسن سے چھپایا تھا لیکن جو خیال اسوقت سوسن کے ذہن مین پیدا ہوا تھا اسکے اعتبار سے اس بات کا صاف ہو جانا بھی ضرور ہی تھا۔ اس لحاظ سے اُسنے پھر جرأت کی اور کہا "اے ہے۔ تو مجھے پڑدہ کیا ہی۔ کہہ دیجیے نا"

عباسہ "(بہت شرما کر) بھئی اللہ۔ ایسی باتین ہم سے نہ پوچھو۔ ہم نہین جانتے۔ ہو گا"

عباسہ نے اِن کلمات کو کچھ اس لب و لہجے سے ادا کیا کہ ہمارا تو کوئی حرج نہین ہے لیکن ہان اگر اسوقت

یاد ہش بخیر ہمارا دوست جعفر موجود ہوتا تو یقیناً چٹ سے بلائین تو ضرور لے لیتا۔ سوسن تو پہلے ہی سے جانتی تھی۔ اَب اسوقت اُس کا رہا سہا شک بھی جاتا رہا لیکن اِسکی عجیب حالت تھی۔ اس نے دانت کے نیچے اُنگلی دابلی اِسکی وہ نظر جو عباسہ کے چہرے پر لگی ہوئی تھی اَب خدا جانے کیون تھرتھرا کر زمین پر گر پڑی تھی اور یہ سمجھ مین نہین آتا تھا کہ اِسکی زبان چلتے چلتے اسطرح یکبارگی کیون رُک گئی۔ عباسہ نے ایک مرتبہ اِسکے چہرے کی طرف دیکھا اور گھبراہٹ کے لہجے مین کہا ”کیون خاموش کیسی ہو رہین۔ بولو“

سوسن ”(ایک ٹھنڈی سانس لیکر) بیوی کیا عرض کرون۔ کچھ کہا نہین جاتا (دبی زبان سے) مجکو تو کچھ نشانیان حمل کی معلوم ہوتی ہین!“

عباسہ ”(حیرت کے لہجے مین) حمل!۔ ای چل دور بھی ہو۔ خدا کہین ایسا کرے بھی نہین کمبخت حمل لے کی آئی ہو۔ حمل کیسا؟“

سوسن ”ہان موقع مصلحت کے اعتبار سے مین بھی یہی کہتی ہون کہ خدا ایسا نکرے مگر بیوی میں کیا کرون! مجکو تو کچھ اُسی کے آثار معلوم ہوتے ہین“

عباسہ ”(گھبرا کر) ای ہی سوسن تو کیا تم سچ مچ کہتی ہو۔؟ مین تو اَب تک مذاق سمجھتی تھی“

سوسن ”نہین بیوی۔ بھلا یہ بھی کوئی مذاق کی بات ہی۔ اَب مین ایسی بھی گستاخ نہین ہون“

آہ۔ اَب عباسہ کے ہوش و حواس بجا نہ تھے۔ اِسکے اعضا اور قوتون نے تھوڑی دیر کے لیے اپنا اپنا کام چھوڑ دیا تھا۔ جو عضو جس حال پر تھا اُسی حال پر رہ گیا تھا اور جو قوت جس جگہ پر تھی وہین رہ گئی تھی نگاہ آنکھ جانا بھول گئی تھی۔ آنکھین جس طرف لگی ہوئی تھین۔ لگی ہوئی تھین۔ مگر کچھ نظر نہین آتا تھا۔ رفتہ رفتہ اسی حالت مین خدا خدا کر کے جب کچھ کمی ہوئی تو خدا جانے کیا کیا ہولناک صورتین اُسکے سامنے آگئین کہ اُس نے سہم کر آنکھین بند کر لین اور یہ سر تھام کر اسطرح اپنے دل سے کہنے لگی ”ہائے یہ کیسا غضب ہوا!۔ سوسن کہتی ہی حمل ہی۔ شاید ایسا ہی ہو۔ اسپر واقعات گذر چکے ہین وہ اِن باتون کو جانتی ہوگی اور عجب نہین جو اس کا کہنا سچ ہو (کچھ غور کر کے) ہان خلافِ معمول ایک قسم کا بار تو مجکو بھی معلوم ہوتا ہی اور باغ مین اُس شب کو ایسا اتفاق بھی ہو چکا ہی لیکن اگر ایسا ہوا تو بڑی مشکل ہوگی۔ ہائے جب بھائی جان کو یہ حال معلوم ہوگا تو وہ کیا کہین گے! چونکہین تھوڑا ہی۔ انھون نے کیسی کیسی نعمت کر رکھی تھی ہائے اُس دن مین اندھی ہو گئی تھی۔ مجکو کسی بات کا خیال ہی نہ آیا۔ افسوس!! مگر یہ سب خرابیان بھائی جان کی کی ہوئی ہین۔ اگر وہ جعفر کے سامنے مجکو اس آزادی کے ساتھ آنے جانے کی اجازت نہ دیتے تو نہ کبھی میرے دل کی یہ حالت ہوتی اور نہ کبھی ایسی حرکت وقوع مین آتی۔ ہائے

اَبْ میری اور انکی (جعفر کی) جان کی خیر نظر نہین آتی۔ میرے ساتھ وہ بھی بلا مین پڑے۔ بیشک بھائی جان اَبْ میری جان کے دشمن ہو جائینگے۔ خیر اسکا اثر اگر یہین تک پہونچکر ختم ہو جاتا تاہم کوئی ہرج کی بات نہ تھی۔ عقد کا حال تو بھائی جان اچھی طرح سے جانتے ہین۔ مگر ہائے غضب تو یہ ہی کہ اور کوئی عقد سے واقف بھی نہین ہی۔ اَبْ جو یکبارگی لوگ پہلے پہلے یہ خبر سنین گے تو کیا کہین گے۔ ہائے اَبْ سب مجھپر طرح طرح کے اتہام لگائین گے۔ کوئی مجھکو بدکار کہے گا۔ کوئی زانیہ کے نام سے یاد کریگا۔ ہائے اَبْ مین کیسی بدنام ہوئی۔ افسوس! میری سب عصمت و پارسائی خاک مین مل گئی۔ بس اَبْ کچھ کھا کر سو رہنا چاہیئے۔ ایسی بدنامی اور ذلّت کی زندگی سے مرجانا ہزار درجے بہتر ہی۔ اگر اُسی دن چھری مار کر اپنا کام تمام کر دیا ہوتا تو آج یہ رسوائی کیون اُٹھانی پڑتی۔ مگر وہ ہوتا کیونکر! قسمت مین تو یہ بدنامی اُٹھانی لکھی تھی۔ خیر اَبْ سہی۔ (چونک کر) مگر مین تو اُن سے عہد کر چکی ہون کہ بلا اجازت خودکشی کا کبھی قصد نہ کرونگی۔ اور ہائے اسپر خدا کی قسم بھی کھالی ہی بڑا غضب ہوا۔ ورنہ اس سے اچھا تو اور کوئی طریقہ ہی نہ تھا۔ افسوس۔ اور آجکل وہ یہان ہین بھی نہین۔ ورنہ شاید انھین کو میری اس سوائی پر کچھ ترس آجاتا اور وہ مجھکو مرنے کی اجازت دیدیتے۔ ہائے پھر اَبْ کیا کرون" یہ خیالات جس قدر تفصیل کے ساتھ اُس کے ذہن مین آتے جاتے تھے اسیطرح اسکے دل کی اُلجھن ترقی کرتی جاتی تھی اور جسقدر یہ اپنی بریّت کی تدابیر سوچنے مین کوشش کرتی تھی۔ اُسیقدر اسکو ایسی اشکال سے سامنا ہو جاتا تھا جسکو اگر محال نہین تو محال کے قریب قریب ضرور کہنا چاہیئے۔ ساعت بساعت اُسکا انتشار بڑھا اور پھر یہ کچھ عجیب گھبراہٹ کے ساتھ اسطرح کہنے لگی "سوسن خدانخواستہ دشمنون کے کان بہرے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر کیا ہوگا؟ این؟"

سوسن "بیوی کیا بتاؤن کچھ سمجھ مین نہین آتا۔ میرے نزدیک تو کسی طبیب کو نبض و قارورہ دکھانا چاہیئے اگر کچھ شبہ پایا جائے تو کوئی ایسی دوا استعمال کر لی جائے جس سے یہ کھٹکا نکل جائے"

اسوقت عباسہ نے سوسن کی اس تقریر کو جس بے توجہی سے سُنا اُسکے دیکھنے سے یہ صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ شاید اُسکی اس رائے سے اتفاق کرنا نہین چاہتی۔ اسکی وجہ یہ نہ تھی کہ وہ اِس امرِ اہم کو اپنے دل مین کوئی چیز نہ سمجھتی ہو یا اسکی اُسکو کچھ پروانہ ہو۔ نہین وہ شرم و حیا کی روح تھی اسکی غیرت اس امر کو بھی کسیطرح گوارا نہین کرتی تھی کہ کوئی اور شخص اس کے اس خیال سے ذرا بھی واقف ہو۔

خیر کچھ دن تو اسی شک ہی شک مین گذر گئے لیکن رفتہ رفتہ پھر یہ شک یقین کے مرتبے کو پہونچنے لگا اور عباسہ بے موت مرنے لگی۔ آہ نہ اَبْ اسکا پہلا سا رنگ تھا۔ نہ وہ پہلی سی صورت تھی۔ سنتی مگر کہ وہ

نزاکت تھی۔ چہرہ خوف خزان سے زرد ہو جانیوالے پتّون کیطرح بالکل پیلا پڑ گیا تھا اور یہ آپ اپنے جسم کو دیکھ دیکھ کر اسیطرح غیرت سے زمین مین گڑی جاتی تھی جسطرح مور اپنے پاؤن کا رنگ دیکھ دیکھ کر شرما جاتا ہی۔ مگر آہ زمین سخت تھی۔ آسمان دور تھا اور اسپر جعفر سے سخت بھی ہو چکا تھا ورنہ خجالت سے شاید اب عباسہ کسی کو اپنا منھ بھی نہ دکھاتی۔

اِس موقع پر گھبراہٹ اور انتشار مین وہ سب تدبیرین اسکے ذہن مین آتی تھین جو ایسی احتیاط اور نازک موقعون پر آئے دن دنیا مین کیجاتی ہین اور جنکی نسبت سوسن بھی بار بار اصرار کر چکی تھی۔ لیکن عباسہ ایک دانشمند تعلیم یافتہ۔ پاکدامن اور خدا سے ڈرنیوالی عورت تھی وہ خوب جانتی تھی کہ حمل کا ضایع کرنا حقیقت مین ایک جان کا ناحق خون کرنا ہی وہ خیال کرتی تھی کہ اگر مین نے ایسا کیا تو ابھی مین فقط ایک اپنے بھائی کی خطاوار ہون اور پھر بھائی جان اور خدا دونو کی گنہگار ٹھہرونگی۔ گو یہ ایک بدیہی بات ہی کہ ایسی باتین کسی کے چھپانے کبھی چھپ نہین سکتی ہین لیکن عباسہ نے بڑے استقلال کے ساتھ اس مین کوشش کی۔ گو ہم ابھی نہین کہہ سکتے کہ عباسہ کو کہانتک اس کوشش مین کامیابی ہوئی مگر یہان اسمین بھی کوئی شک نہین کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ رہنے کا ہمیشہ یہی نتیجہ ہوتا ہی کہ کچھ نہین ہوتا اور کوشش کرنیوالا آدمی اپنی تمناؤن پر کچھ نہ کچھ کامیاب ہی ہو جاتا ہی۔ عباسہ نے بڑی ہوشیاری اور حکمت عملی سے حمل کے نہ چھپنے والے علامات کو نو مہینے تک ایسا چھپایا کہ بجز دو چار خاص اور معتمد کنیزون کے اور کسی پر کسیطرح ظاہر نہین ہونے دیا جسمین زیادہ کامیاب ہو جانے کی خاص وجہ یہ تھی کہ ہارون رشید کے آجکل نہ ہونیکی وجہ سے عباسہ کو اپنی کوٹھی سے نکلنے کی ضرورت نہین ہوتی تھی اور اسکے ساتھ چونکہ ان دنون زبیدہ اور اسکے درمیان مین کسیقدر بے لطفی اور شکر رنجی ہو گئی تھی اسلیے انمین آمد و رفت کا سلسلہ بھی بالکل موقوف ہو گیا تھا جسکی وجہ سے اس کا راز مطلق فاش نہین ہوا۔ اس نے یہ بڑی ہوشیاری کی کہ جب وضع حمل کا زمانہ قریب آیا تو سیر و تفریح کا بہانہ کرکے اسی باغ مین چلی آئی جسمین اسکو یہ پھل ملا تھا۔ جو گھڑی آتی تھی امید و بیم کی کیفیت اس کے دل پر پیدا کرتی ہوئی آتی تھی اور جو ساعت اخفاء راز کے ساتھ گذر جاتی تھی اُس پر وہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی تھی۔ بالآخر نو ۹ مہینے گذرنے کے بعد اس کے بطن سے ایک بچہ پیدا ہوا جو نور نظر کی طرح آنکھون مین اورون کی نگاہ سے چھپا چھپا کر رکھا گیا۔ عباسہ اپنے راز کے اب تک نہ فاش ہونے سے بہت خوش تھی۔ اس کی تحریک الفت نور نظر کی پیاری صورت دکھا دکھا کر اس کی محبت کو بڑھا رہی تھی اور وہ بخت جگر سے نازو نعم کے ساتھ مخفی طور پر پرورش پا رہا تھا کہ

یکبارگی ہارون رشید کے روم سے بافتح و ظفر* واپس آنے کی خبر شہر میں مشہور ہوئی اور اس خیال اور اندیشے سے کہ مبادا یہ خبر شدہ شدہ کہین اسکے کانون تک نہ پہونچ جائے اس نے بہت پوشیدہ طور سے اپنے فرزند کو ایک معتمد غلام† اور دو کنیزون کے ہمراہ مدینہ کیطرف روانہ کر دیا۔ گو با نسبت پہلے کے عباسہ کو اب ایک قسم کا اطمینان ہو گیا ہی اور بظاہر یہ خیال کرنے کا بھی موقع ہی کہ شاید اس معاملہ کی اب کسی کو خبر نہو مگر تاہم افشائے راز کا اندیشہ رات دن خانۂ غم کیطرح اسکے دل مین کھٹکتا رہا ہی اور آٹھ پہر یہ اسی رنج و غم مین رہتی ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی۔

چودھوان باب

بے پردگی کا نتیجہ

دیر نہین حرم نہین در نہین آستان نہین
بیٹھے ہین رہ گذر پہ ہم کوئی ہمین اُٹھائے کیون

جاڑے کا موسم ہی۔ تھوڑا سا دن باقی ہی۔ تخمیناً چار بجا چاہتے ہین اور اس آفتاب کا اب کچھ اور ہی رنگ ہو گیا ہی جو صبح کو کسی غیرتِ خورشید کے پیارے پیارے چہرے سے بہت ہی ملتا ہوا تھا۔ آزادی کے ساتھ دنیا بھر کی خاک چھانتے چھانتے اب اسکے چہرے پر اسطرح کی گرد ملال جم گئی ہی جسطرح کسی اُس عورت کے گورے گورے چہرے پر دیکھنے والونکی بُری نظر پڑتے پڑتے بیعزتی کی ایک تہ جم گئی ہو جو بالکل بے پردگی کے ساتھ ہر شخص کو اپنے حسن کی جھلکیان دکھاتی ہوئی پھر رہی ہو۔ نہ تو آفتاب کی شعاعون کا اب وہ سنہرا سنہرا رنگ ہی جو صبح کو آپنے دیکھا ہوگا۔ نہ دوپہر کی اُسکی وہ چمک اور تڑپ ہی جو اس سے پہلے دیکھنے والونکی نظر کو خیرہ کر رہی تھی اور نہ اُس کے حسن عالم سوز کی

* یہ قسطنطنیہ کی وہ فتح عظیم ہی جو ہارون رشید کو ۱۸۷ھ ہجری مین حاصل ہوئی۔ اسکی بنا اسطرح پر ہوئی تھی کہ قیصر روم اور مسلمانون کے مابین مین جو صلح تھی اسکے توڑنے کے متعلق قیصر روم نے ہارون رشید کو ایک خط لکھا جسکو دیکھتے ہی ہارون رشید کی آنکھین سُرخ ہو گئین چہرہ تمتما گیا اور اسوقت غصّے سے اسکے چہرے کی یہ حالت تھی کہ سارے دربار مین کسی مقرب سے مقرب شخص کی یہ جرأت نہین ہوتی تھی کہ ہارون رشید کی طرف کوئی آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھے۔ ہارون رشید نے اسی خط کی پشت پر بسم اللہ کے بعد یہ جواب لکھا "من ہارون امیر المومنین الی نقفور کلب الروم قد قرأت کتابک یا ابن الکافرۃ والجواب ما تراہ لا ما تسمعہ" یعنی امیر المومنین ہارون کی طرف سے روم کے کتے نقفور کو معلوم ہو کہ اے کافرہ کے بچے ہم نے تیرا خط پڑھا اور اسکا جواب تو اپنی آنکھون سے دیکھ لے گا۔ کانون سے نہین سُنے گا اور اسکے ساتھ ہی فوراً فوج لیکر روم پر دھاوا مارا اور اثنائے راہ مین وہ کسی مقام پر خیمہ زن نہین ہوا۔ جبتک قسطنطنیہ مین داخل نہین ہو گیا اور اسکو فتح نہین کر لیا۔ تاریخ الخلفاء سیوطی ۱۲

† اس کا نام ریاسس تھا ۱۲۔

وہ گرمی ہی باقی ہی جو ٹھیک دوپہر کو تھی - آفتاب محجوب ہوکر اب سر جھکائے لیتا ہی - دھوپ غیرت کے مارے زرد ہوتی جاتی ہی اور سایہ اسکی شرمندگی پر رحم کھا کر پردہ دری کے لیئے پیچھے پیچھے بڑھا چلا آتا ہی - وہ سبزہ بھی ندامت سے سر جھکا کر رہگیا ہی جو دن بھر بلا روک ٹوک بہت آزادی کے ساتھ کھلے میدانون کی ہوا کھایا کیا ہی اور وہ پھول بھی بالکل مرجھا گیے ہین جو آج کچھ دن چڑھے تک بھی بڑی بیباکی کے ساتھ جوانان چمن کے روبرو قہقہا لگا رہے تھے - یہ کیون؟ اسلیئے کہ انکو بیجا ابھار دیکھکر بہت سی لطف دید اُٹھانیوالی نظرین انپر یکبارگی ٹوٹ پڑین - چارون طرف سے نوچ کھسوٹ کے لیئے ہاتھ بڑھے - لوٹ ہوگئی اور متاع حسن مین سے جسکے جو ہاتھ لگا لے بھاگا - ہان وہ مُنھ بند کلیان اب البتہ کھلنے کے قریب ہین جو بڑی احتیاط کے ساتھ ابتک ہرے ہرے نقابون سے اپنا مُنھ چھپاتے رہی ہین سایہ دور تک پھیلتا جاتا ہی چارون کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اپنی بہار دکھاتی ہوئی چل رہی ہی اور ہم سیر کرتے کرتے بغداد مین اسطرف جا نکلے ہین جسطرف اسمعیل کا مکان ہی -

یہان آج ہمارے آنے کی خاص یہ وجہ ہی کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہمنے اسطرف سوسن کو آتے ہوے دیکھا تھا معلوم نہین وہ کیون آئی ہی - کیا کام ہی - کچھ خبر ضرور لینا چاہیئے اور ہم سیر کرتے کرتے بغداد مین اسطرف جا نکلے ہین جہان ابراہیم کا مکان ہی - ابراہیم کو تو ہمنے دیکھا نہین ہی مگر یہان اسکے اور رشتہ دارون کی حالت پر اندازہ کرنے اور اس کے مکان کی حیثیت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید یہ ایک معمولی درجہ کا آدمی ہی - کچا مکان ہی - دروازہ کھلا ہوا ہی اور مکان کے اندر صحن مین ایک پلنگ پر چند عورتین بیٹھی ہوئی آپسمین کچھ باتین کر رہی ہین انہین سے ایک تو سوسن معلوم ہوتی ہی اور باقی عورتون کو ہم پہچانتے نہین ہین مگر یہان قیاس سے کہہ سکتے ہین کہ عجب نہین جو یہ سب ابراہیم کی رشتہ دار ہی ہون -

سوسن کی یہان آنے کی وجہ تو ظاہر ہی کہ وہ رشتہ مین ابراہیم کی بہن ہوتی ہی اور جب کبھی اسکو موقع ملجاتا ہی تو وہ قدرتی الفت اور محبت اسکو کشان کشان یہان لے آتی ہی جو ایک عزیز کو اپنے عزیز کے ساتھ ہونی چاہیئے مگر یہان اس امر کا تعجب ہمکو ششدر بنائے ہوئے ہی کہ آج رضیہ یہان کسیطرف نظر نہین آتی ہماری منتظر آنکھین چارون طرف اسکو ڈھونڈ رہی تھین کہ وہی خیال جو ابھی ایک دلربایانہ انداز کے ساتھ ہمارے دل و دماغ مین پھر رہا تھا اب رضیہ کی قیامت خیز رفتار کی آہٹ سنکر ہمارے کانون مین آنے لگا اور پھر ہماری آنکھون نے دیکھا کہ رضیہ مسکراتی ہوئی ایک طرف سے آرہی ہی - اسکے گھونگر والے بال کھلے ہوئے اِدھر اُدھر کاندھے پر پڑے ہین - اسکے سیاہ سیاہ بالون سے پانی کے سپید سپید قطرون کا ٹپکنا اور پانی مین بھیگ کر کچھ کچھ انکے بل کا نکلجانا دیکھنے والی نظرون کو اچھی طرح سے بتا رہا ہی کہ یہ ابھی غسل کرکے آئی ہی -

اس نے سوسن کو دیکھتے ہی جھجک کر بندگی کی اور پھر ایک طرف کو بیٹھ گئی۔ سوسن نے بھی بڑے تپاک سے سلام کا جواب دیا اور مزاج پوچھکر اسطرح کہنے لگی "اے ہے تم کہان تھین؟ رہ رہکر مین دیر سے چارون طرف دیکھ رہی تھی مگر تمھاری صورت کہین نظر ہی نہین آتی تھی۔ مین ابھی پوچھنے ہی کو تھی کہ تم آگئین۔ کیا غسل ہوتا تھا؟"

رضیّہ "جی ہان۔ اسیوجہ سے تو اتنی دیر بھی ہوئی ورنہ مین آپ کا تشریف لانا سنتی اور فوراً نہ آتی! آپ تو اب اسطرف تشریف ہی نہین لاتی ہین یہ کیا معاملہ ہے؟"

سوسن "کیا کہون بہن دم لینے کی تو فرصت ملتی نہین ہے۔ پہلے تو بادشاہ سلامت روم کی طرف تشریف لے گئے تھے شاہزادی صاحب کی تنہائی کا خیال تھا اور اب جب سے وہ آگئے ہین تو ہر وقت کی آمد و رفت کے سبب سے مہلت نہین اور بڑی مشکل تو یہ ہے کہ ہماری سرکار کسی وقت مجکو اپنے سامنے سے ہٹنے نہین دیتین"

رضیّہ "ہان۔ یہ تو مین اپنی آنکھ سے دیکھ آئی ہون۔ بیشک شاہزادی صاحب آپسے بہت محبت فرماتی ہین خدا انکو سلامت رکھے بہت بڑی خلیق جب مین گئی تھی تو میرے ساتھ کس عنایت سے پیش آئی تھین۔ ہین بخیریت؟"

سوسن "ہان ماشے اللہ آجکل تو اچھی ہین۔ مگر آج کسیقدر منتشر تھین۔ شاید بادشاہ سلامت حج کرنے کے لیئے جانے والے ہین"۔ اسی قسم کی باتین ہو رہی تھین کہ ایک مرتبہ رضیّہ نے کہا "بہن مجکو تو یہان سردی معلوم ہوتی ہے مین تو دھوپ مین بیٹھون گی۔ کسی طرح بال خشک ہی نہین ہوتے۔ شام ہوئی جاتی ہے" اور یہ کہکر ایسے مقام پر جا کر بیٹھی جس جگہ آخری وقت کے آفتاب کی شعاعین اپنے ڈھلے ہوئے جوبن کی ابتک کچھ کچھ کیفیت دکھا رہی تھین تھوڑی دیر کے بعد سوسن بھی آکر اسکے پاس بیٹھ گئی اور پھر کچھ عرصے تک احمدی کی نیکبختی۔ عقلمندی۔ اور اسکی خوبی چال چلن کی باتین ہوتی رہین۔ یہ سلسلہ ابھی ختم بھی نہین ہونے پایا تھا کہ آخری وقت کی جلد جلد بھاگنے والی دھوپ گذرنے والے وقت کی طرح وہان سے بھی تجاوز کر گئی جہان رضیّہ بیٹھی ہوئی اپنے بال خشک کر رہی تھی اور رضیّہ دھوپ کے اسطرح بھاگنے کی کیفیت اور بالون کی نمی دیکھکر اسطرح کہنے لگی "اے ہے توبہ۔ مین دھوپ کے لیئے ہی یہان آئی تھی۔ بال ابھی خشک بھی نہین ہوئے اور دھوپ کا یہ حال ہے کہ یہ جا وہ جا اب دیوار پر چڑھی جاتی ہے۔ توبہ! آیئے بہن کوٹھے پر چلین۔ وہان ابھی دھوپ ہوگی"

سوسن "نہین۔ اسوقت نہین۔ شام کیوقت کوٹھے پر نہین چڑھتے ہین۔ بُری گھڑی کوئی لیئے نہین جاتا۔ خدا جانے کیا اتفاق پیش آئے کیا نہین۔ اور آج پنجشنبہ کا دن بھی ہے"

رضیّہ "پنجشنبہ ہے تو ہوا کرے۔ میرا کیا کرے گا۔ اسمین ہرج ہی کی کیا بات ہے"

سوسن "تم ان باتون کو کیا جانو۔ ایسی ضرورت ہی کیا پڑی ہے۔ بال خود بخود خشک ہو جائینگے

اِسوقت سب لوگ باہر آتے جاتے ہونگے - اگر کسی کی نظر پڑگئی - تو پھر کتنی رہگئی !"

رضیہ "بہت اچھا اگر آپ کی یہی خوشی ہے تو مین بجاؤنگی - مگر اب ایسا بھی کیا کہ میرے دیکھنے کے لیئے کوئی ادھر اُدھر کھڑا ہی ہوگا"

سوسن "نہی لیکن بہو بیٹیون کو اس کا خیال تو رکھنا چاہیئے ہے نا - تم جانتی ہو جیسی مین ہون ساری دُنیا ہوگی - ای بی بی ! زمانہ بہت بُرا ہے پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیئے - تمکو معلوم نہین ابھی اُسی دن تمکو ایک شخص نے دیکھ لیا تھا جب تم شاہزادی صاحب کے پاس گئی تھین"

رضیہ - (حیرت کے لہجے مین) "مجکو ؟"

سوسن "جی ہان آپ کو - آپ کو"

رضیہ "ای یہ کس نے - کس نے ؟ - معلوم تو ہو"

سوسن "اب اس سے کیا ! - کوئی ہو مگر دیکھا ضرور - مجھسے خود وہی شخص کہتا تھا جس نے تمکو دیکھا آپ پردہ کی راہ سے جھانکتی جاتی تھین اور اُسکی نظر پڑگئی"

رضیہ - (ہنسکر) "جی ہان ضرور - بیشک دیکھا ہوگا - اب مجکو بھی یقین آگیا - خدا کی قسم آپ بھی غضب کرتی ہین - معاذاللہ - شاہزادی صاحب کے حضور مین جب مین گئی تھی اسکو ایک سال کے قریب قریب عرصہ گذرا ہوگا اور اُسدن کا واقعہ کوئی آپسے آج کہنے بیٹھا - درست - اچھا بالفرض یہ بھی سہی اُسنے مجکو دیکھ بھی لیا مگر وہ یہ کیا جانے کہ مین کون ہون کہ کون نہین - اور پھر آپسے آکے کہہ دیا سبحان اللہ سبحان اللہ واہ بی بی !"

سوسن "خدا کی قسم مین سچ کہتی ہون - آپکو بھی اسمین شک ہے اور وہ آپکے ذرا ذرا حال سے واقف ہے"

رضیہ "مین یہ کہتی ہون بی بی آج آپکو ہو کیا گیا ہے - آخر اسقدر جھوٹ بولنے سے فائدہ !"

سوسن "(تعجب کے لہجے مین) جھوٹ ! جھوٹ ہی ہوگا - کوئی بیس مرتبہ تو میرے ہی سامنے اسکا تذکرہ آچکا ہے اور مین جانتی ہون اسوقت سے آج تک شاید ایک دن بھی ایسا نگذرا ہوگا کہ جو تمھارے دیکھنے کے لیئے وہ شام کے وقت تمھارے مکان کے گرد ایک مرتبہ چکر نہ لگا جاتا ہو"

رضیہ - (سوسن کے مُنھ کیطرف دیکھکر) یہ کیون ؟ - وجہ !"

سوسن "ہان کوئی نہ کوئی وجہ تو ضرور ہی ہوگی (تھوڑے سکوت کے بعد بہت دبی زبان سے) مین تو جانتی ہون اُسنے تمھاری صورت کی اُسدن کہین جھلک دیکھ لی ہے - موا مرتا ہوگا - اور کیا"

رضیہ - (بگڑکر) "ای ہٹو بھی - بہن تمھاری بھی کیا باتین ہین - اب ایسا بھی مذاق کیا ! واہ مجکو ایسی ہنسی اچھی نہین معلوم ہوتی"

سوسن "نہین بہن - مین سچ کہتی ہون - تمھارے سر کی قسم مین مذاق نہین کرتی ہون اچھا یہ غلط بھی سہی مگر اس بات کا لحاظ تو ہمیشہ رکھنا چاہیئے کہ کوئی دیکھ نہ سکے"

رضیہ اب چپ تھی غصے نے اسکے پیارے چہرے کو دھوپ مین تمتمائے ہوئے پھولون کے مُنھ کیطرح سُرخ کردیا تھا طبیعت کے پیچ و تاب سے ابرو پر بل آگئے تھے اور انکا عکس چین جبین مین ملا ہوا اس امر کو بتا رہا تھا کہ اسوقت کی باتون نے اسکے دل کے ساتھ بہت ہی بُرا سلوک کیا اسکی یہ کیفیت دیکھتے ہی سوسن کو فوراً شک گذرا کہ شاید میری اسوقت کی باتین اسکو بُری معلوم ہوئین اور وہ اس خیال کے آتے ہی اسطرح بولی "کیون بہن تم چُپ کیسی ہو گئیں کیا مجھسے خفا ہو گئین؟"

رضیہ - (ہنسکر) "نہین نہین - آپ بھی عجیب چیز ہین - واہ - اسمین خفگی کی کونسی بات تھی - ہان البتہ آپسے اگر مجھکو رہ رہکر غصہ ان لوگون پر آتا ہے جو اور کی بہو بیٹیون کو بُری نظر سے دیکھتے ہین - خدا انکو غارت کرے - آخر وہ تھا کون موا؟"

سوسن "اب کیا بتاؤن کون تھا - وزارت پناہ کا ایک ملازم ہے سب اسکو جواد کہتے ہین وہی کمبختی کا مارا اُسدن بازار مین آرہا تھا کہ تمپر نظر پڑ گئی"

رضیہ - (جھنجلا کر) "ای ہٹو بھی - خدا کی مار اُس موے پر - قربان کرون - اینڈی چوٹی پر" اِس جملے کو یہان تک پہونچا کر رضیہ نے بہت گھبراہٹ کے ساتھ اپنی زبان روک لی اور پھر دم بھر کے بعد خدا جانے کیا اسکے دلمین خیال آیا کہ یہ سوسن سے اسطرح کہنے لگی "ہان بہن آپ ہی کے سامنے کی تو یہ بات ہے - آپ ہی تو لیتے آئی تھین اور آپا جانی بھی تو میرے پاس ہی بیٹھی تھین آپ کو یاد نہین بھلا سرِ بازار مین پردہ اُٹھا اُٹھا کر جھانکتی جاتی ایسا ممکن تھا! - اور احمدی بہن اسکو جانے بھی رکھئین تو یہ"

سوسن "ہان ہان بہن اور کیا - ایسا کہین ہو سکتا ہے - ہوا کے زور سے کہین پردہ سرک گیا ہوگا اُسکی نظر پڑ گئی ہوگی بس اور کیا"

رضیہ "بھئی خدا کے لیئے اب اِس تذکرہ کو جانے بھی دو - ان باتون سے میرا جی گھبراتا ہے اور باتین کرو - ہوگا"

سوسن اب ادھر اُدھر کی باتین کررہی ہے اور رضیہ بھی گو اسکے ساتھ ہان مین ہان ملاتی جاتی ہے مگر اسکا خیال اور ہی طرف ہے اور یہ باتین دل ہی دلمین ہو رہی ہین "ہان بیشک اُسدن راستے مین مجکو ایک شخص نے دیکھ لیا تھا - ہان خوب یاد آیا سواری کے ساتھ ساتھ آتے ہوئے خود مجکو بھی تو کچھ شک گذرا تھا یقیناً وہی ہوگا وہی"

یہ اسی قسم کے خیالات مین محو تھی کہ سوسن نے اپنے جانے کا قصد ظاہر کیا اور جب وہ رخصت ہوکر چلی گئی تو رضیہ پھر اُنھین خیالات کے دریا مین غوطے کھانے لگی جنمین سے طرح طرح کی لہرین اُٹھتی ہوئی اُسکی آنکھون کے سامنے آرہی تھین اور دل مین پہونچتے ہی پہونچتے وہی مدوجزر کی کیفیت پیدا

کر دیتی تھین جو ماہتابی اور آفتابی کرنون کی کشش سے اکثر بڑے بڑے دریاؤن مین پیدا ہو جاتی ہی -
جوّاد کی محبّت سے سوسن کو ایک مدت سے واقف تھی - جوّاد کے بار احسان نے بھی کئی بار اُسکی گردن جھکا
دی تھی اور اسی کے ساتھ رضیہ کے کان تک اس خبر کے پہونچنے کے لیئے اس نے کئی مرتبہ سوسن کو مضطر
مجبور بھی کیا تھا مگر قدرت نے جو مضبوط رشتہ اسکے اور رضیہ کے درمیان مین پیدا کر دیا تھا اس نے آجتک
اسکو کبھی اس امر کی اجازت نہین دی کہ وہ رضیہ کے سامنے کبھی بھولے سے بھی اس واقعہ کو اپنی زبان تک
لائے اور آج اُس نے جس طریقے سے اسکو بیان کیا وہ بتا رہا تھا کہ سوسن بہت نیک نیتی کے ساتھ رضیہ
کو اسکی ان حرکات سے متنبہ کرنا چاہتی ہی جنکی قباحتین خود اسکو تو محسوس ہوتی نہ تھین مگر وہ اپنی شوخی
مزاج اور الھڑپنے کی وجہ سے بعض بعض اوقات کر جاتی تھی - لیکن پھر ہم کہین گے بیشک سوسن سے
اس موقع پر بڑی غلطی ہوئی اسکو یہ تذکرہ کسی طور پر رضیہ کے سامنے کرنا ہی نہین چاہیئے تھا -
محبت کا یہ عام دستور ہی اور ہر دل کا یہ قدرتی خاصہ ہی کہ جب کوئی شخص کسی کے دل کا تعلق اپنی طرف
دیکھتا ہی یا کسی کی زبان سے اس قسم کا کوئی تذکرہ بھی سُن لیتا ہی تو خود بخود اُس کے دل کو بھی کچھ نہ
کچھ لگاؤ پیدا ہی ہو جاتا ہی - سوسن کی زبان سے جواد کا تذکرہ سنتے ہی رضیہ کے دلمین کچھ عجیب قسم کی کیفیت
پیدا ہو گئی تھی کہ گو اسکے سمجھنے کے لیے اسکی کُل دماغی قوتین سنبھل سنبھل کر متوجہ ہو گئی تھین مگر چونکہ اس سے
پہلے اس قسم کا واقعہ کبھی اسکو پیش نہین آیا تھا اسلیئے اسکی ابتک یہ حالت تھی کہ وہ اچھی طرح اس امر کو
نہین سمجھ سکتی تھی کہ یہ کیا ہی - ساعت بساعت اِس کیفیت مین زیادتی ہوتی گئی اور اسکے ساتھ ساتھ
اسکی دلی اُلجھن بھی ترقی کرتی جاتی تھی - تھوڑی ہی دیر مین جواد کی محبت اپنا رنگ دکھا چلی اور یہ اسطرح اپنے
دل سے کہنے لگی وہ خدا جانے یہ کیا بات ہی جب سے سوسن نے یہ تذکرہ چھیڑا ہی میرے دل کی عجیب حالت ہوئی جاتی ہی
بیشک اس قسم کی بے احتیاطی اچھی نہین - آیندہ مجکو اسکا بہت لحاظ رکھنا چاہیئے - مگر رہ رہکر مجکو اس بات
کا خیال آتا ہی کہ اگر اتفاق سے ایک مرتبہ اسکی نظر پڑ گئی تھی تو خیر پڑ گئی تھی مگر یہ کیا بات تھی کہ جب اُسکو
اُسوقت دیکھا تو میں نے اپنی ہی طرف دیکھتے پایا ہان جاتیون کو بھی تو اسی نے مجکو دیکھا تھا - پھر اُسنے اسقدر
میرا انتظار کیون کیا کہ مین گئی اور شاہزادی صاحب سے مل کر پلٹ بھی آئی (کچھ غور کر کے) اگر اسکو اتفاقات
پر محمول کرین تو پھر یہ کیا بات تھی کہ یہان مکان تک وہ میری سواری کے ساتھ ہی ساتھ آیا - این! اچھا
اسکو بھی جانے دو اسکی کیا وجہ کہ اُسنے سوسن سے یہ تذکرہ کیا اور وہ بھی ایک مرتبہ نہین کئی بار اور
میرے سب حالات بھی اُس نے معلوم کر لیئے - آخر یہ بات کیا ہی؟ (خود ہی کچھ غور کر کے) کہین اُس
موے کے دل مین کچھ اور خیال تو نہین آیا - میری صورت پر کہین فریفتہ تو نہین ہو گیا! ہے

اس جملے پر پہونچکر اسکے ہونٹون پر خود بخود تبسم کی کیفیت پیدا ہوگئی اور اسکے ساتھ شرم سے اس نے اپنی گردن بھی جھکا لی۔ دم بھر تو ساکت رہی مگر پھر بیٹھے بیٹھے کچھ اسکے ذہن مین آیا اور اسنے اپنی گفتگو کے سلسلے کو اسطرح ختم کیا "ہان ہان ضرور ایسا ہی ہوگا ورنہ میرے حالات کی جستجو اور سواری کے ساتھ ساتھ اسکے آنے کی ضرورت ہی کیا تھی اچھا آؤ چلکر دیکھون نا سچ ہی کہ جھوٹ۔ سوسن تو کہتی ہی ہی کہ وہ روز شام یہان آتا ہی" اور یہ کہکر وہان سے اٹھی اور کوٹھے پر چڑھ کر چارون طرف دیکھنا شروع کیا۔

شام کے سہانے وقت نے اسکی آنکھون کو لطف تماشا اٹھانے کا موقع دینے کے لیے اپنے منظر کو بہت دلفریب کر دیا تھا سپید سپید دھوپ مین کچھ کچھ سنہرا رنگ آچلا تھا۔ آفتاب کی حدت ہوا کی تیزی موسم سرما کی شام ہوتے دیکھ کر بالکل کم ہو گئی تھی سبزہ جو کسی کے بخت خفتہ یا فتنۂ خوابیدہ کی طرح اب تک چپ سرنگون تھا سایہ کو اب چارون طرف پھیلا دیکھکر چونک اٹھا تھا اور جو روش رضیہ اپنا سر کھولے چھت پر کھڑی تھی۔ اسوقت اسکا نکھرا ہوا رنگ دیکھ دیکھ کر آفتاب کے غبار آلود چہرے پر رشک غیرت سے اور بھی گرد کدورت جم گئی تھی رنگ بالکل بدل گیا تھا اور وہ عاشق مزاج جواد اسکے دروازے کے سامنے۔ مگر کچھ فاصلے سے ایک جگہ کھڑا گھبراہٹ کے عالم مین ادھر ادھر دیکھ رہا ہی جو دیار پر سجدہ کرنے کے لیے مغرب کے وقت روز اسطرف آجاتا تھا اس بندۂ خدا کے چہرے پر اسوقت کچھ عجیب طرح کی وحشت برس رہی ہی ادھر اسنے کسی کے پاؤن کی چاپ سنی اور ادھر اسکے کان اسیطرح کھڑے ہو گیے جسطرح خوف اور سردی کے اوقات مین مسامات کے انقباض سے جسم کے روئین کھڑے ہو جاتے ہین کیسکو آتے جاتے دیکھا اور آپ ٹہلنے لگے ذرا میدان خالی پایا اور آپ نے رضیہ کے مکان کی طرف جھانک جھانک کر جھانکنا شروع کیا۔ آپکی نظر کبھی کوٹھے پر پہونچ جاتی ہی اور کبھی باہر آکر مکان کے دروازے پر پڑتی ہی۔ مگر ہر جگہ وہی ناکامیابی نظر آتی ہی جس سے اسکو سامنا اول روز سے اسوقت تک رہا۔ یہ اپنی شومی قسمت کی شکایت اپنے دل سے کر رہا تھا۔ آہین دل کو ہلاتی ہوئی لب تک آ رہی تھین کف افسوس مل رہا تھا اور ناکامی کی مہیب صورتین دیکھ دیکھ کر بڑی ناامیدی کے ساتھ آنکھین نیچے جھکی ہوئی خاک مین ملنے کے لیے ٹھکانا ڈھونڈھ رہی تھین کہ رضیہ کی نظر اسپر جا پڑی دیکھتے ہی پہلے تو یہ جھجکی مگر پھر اسطرح اپنے دل سے کہنے لگی۔ "یہ کون ہی؟ کہین وہی تو نہین ہی جسکو سوسن کہتی تھین۔ کیا نام بتایا تھا۔ ہان جواد لو جواد" یہ کہنا تھا کہ اسکی قوت خیالیہ نے ایک ایسی صورت اپنے خزانہ سے نکالکر اسکے ذہن کے سامنے پیش کی جو بالکل جواد کی صورت سے ملتی ہوئی تھی اور جسکو اسکے حس مشترک نے بہت دن ہوئے اسکے خیال مین امانت رکھنے کے لیے دیا تھا جب شاہزادی عباسہ کے حسب الطلب جاتی تھی اور راستہ مین اُس نے جواد کو دیکھا تھا۔ رضیہ اسی امتیاز کے لیے ابھی جواد کی طرف دیکھ ہی رہی تھی کہ جواد کی آنکھ اٹھی اور بالاخانے پر وہ پیاری پیاری

صورت اسکو نظر آئی جس کے دیکھنے کے لیے اسکی مشتاق نظر مدت تک چارو نطرف بھٹکتی پھری۔ جواد
نے پہلے ہی نظر مین پہچان لیا اور پہچانتے ہی بیخود ہو کر رہگیا کلیجہ خوشی سے اُچھل پڑا۔ دل شوق مین
بھرا ہوا آنکھون تک آگیا مگر تیلیون کی تنگدلی دیکھ دیکھ کر حوصلے پست ہوگئے۔ ارمان و تمناؤن مین
جھگڑا ہوگیا۔ کچھ ربودگی سی طاری ہوگئی۔ آنکھین شوق دید مین کھلی ہی رہگئین اور دل تھام کر رہگیا۔
جواد کی کیفیت دیکھکر رضیہ کو اب اپنے پہلے خیال کے باور کرنے مین کوئی شک و شبہہ تھا اور گو اسکی شوخی
مزاج اس خیال سے کہ اس نے آجتک کسی عاشق کی خراب حالت اپنی آنکھ سے نہین دیکھی تھی چاہتی کہ جواد
کی اسوقت کی کیفیت دیکھتی مگر پھر وہ حیا بھی اسکو اس ارادے سے روک رہی تھی جو ایک پردہ نشین عورت
کو ضرور ہونا چاہیے۔ وہ کبھی گردن جھکا کر دیوار کی آڑ مین ہو جاتی تھی اور کبھی سر اُٹھا کر جھانک لیتی تھی مگر محبت
کی نظرین ضرور اثر رہتا ہے جواد کی للچائی ہوئی نگاہ ساعت بساعت رضیہ کی آنکھون کے ساتھ وہی
مقناطیسی اثر دکھانے لگی جس پر مسمریزم کا عمل بالکل موقوف ہے اب رضیہ اپنے بدن کے چرانے
اور منھ کے چھپانے مین بھی اُس گھبراہٹ اور جلدی سے کام نہین لیتی تھی جو پہلے تھی بلکہ ساعت بساعت
اُس زمانہ کو زیادہ قیام ہوتا جاتا تھا جسمین جواد کو رضیہ کے پیارے چہرے پر اپنی مشتاق نظرون کے نثار
کرنے کا زیادہ موقع ملے۔ اُف رضیہ پر اسوقت بلا کا جوبن تھا اسکا رخ مغرب کی طرف تھا اور آفتاب
کی سنہری سنہری کرنین شوق سے بھری ہوئی جواد کی للچائی ہوئی نگاہ کیطرح اسی کے چہرے پر ڈورے
ڈال رہی تھین جنکا نورانی پرتو جھلملا جھلملا کر اُفق غربی کی طرف پڑ رہا تھا اور ایک قسم کی ہلکی ہلکی روشنی
اسطرف پھیلی ہوئی تھی۔ سر کے کھلے ہوئے بال بل کی لیتے ہوئے پشت کی جانب پڑے تھے جنکی انتہا اگرچہ کمر
تک پہونچکر ختم ہوگئی تھی مگر ان کے سیاہ سیاہ رنگ کا عکس اسقدر تیز تھا کہ مشرق کی طرف اب خود بخود
ایک قسم کی تاریکی پھیلتی جاتی تھی جس کا فیضان اسوجہ سے کہ اسکے پیارے بالون کا کچھ حصہ دونون کاندھون تک
بھی تھا جنوبی اور شمالی قطبون تک پہونچ رہا تھا۔ اسکے چہرے کی چمک دمک دیکھ دیکھ کر غیرت کے مارے آفتاب
کی یہ حالت تھی کہ بالکل زرد ہوگیا تھا کرنین چھپی ہوئی نگاہون کی طرح نیچے نیچے پڑ رہی تھین اور اب وہ خجالت کے
مارے مغربی پہاڑون سے سر ٹکرا ٹکرا کر یہ ارادہ کر رہا تھا کہ رضیہ کے سامنے سے بھاگ کر کسی ایسی دوسری
دنیا مین جا کر پناہ لون جہان پر ایسی ندامت نہ اُٹھانی پڑے۔ اسکی کرنین ساری دنیا سے سمٹ سمٹ کر
مغربی افق کی طرف بھاگ رہی تھین اور جواد سرکتے سرکتے اب بالکل اسی دیوار کے نیچے پہونچ گیا
تھا جسکی منڈیر سے رضیہ اپنی گردن نکالے ہوئے کھڑی تھی۔ جواد اسوقت وحشت کی مجسم شکل بنا ہوا تھا
ارمان اور تمنائین اپنی اپنی آرزوئین دکھانے کے لیئے اسکے بشاش چہرے پر خوش خوش اترائی ہوئی پھرتی تھین

جنھین سب سے زیادہ حسرت کا حصہ ملا ہوا تھا دل بیٹھا جاتا تھا کلیجہ اُچھل رہا تھا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین لیجاتی تھین اور سینے پر ہاتھ رکھ رکھ کر حالِ دل بتایا جاتا تھا- اور رضیہ ہاتھ کے اشارے سے اسکو منع کر رہی تھی آپ کا آہستہ آہستہ قدم آگے بڑھ رہا تھا اور شوقِ دل کے وہان تک پہونچانے کے لیے اسکے تار ہائے نظر سیڑھی لگا رہے تھے کہ رضیہ یکبارگی ہیطرح جھجکی اسکا چہرہ خوف سے دھوئے کپڑے کیطرح فوراً سپید ہو گیا اور جلدی سے جھک کر وہین بیٹھ گئی رضیہ کا یہ حال دیکھ کر جواد کی نگاہ بھی تھرتھرا کر کوٹھے سے نیچے گری اور یہ گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا چارونطرف کوئی نہ تھا مگر ہان پچھان کیطرف سے ایک شخص آرہا تھا جو اسوقت طیش و غضب کی بالکل شکل مجسّم بنا ہوا تھا- اسکا چہرہ غصّہ سے تمتمایا ہوا تھا- آنکھین خون کیطرح سُرخ تھین اور یہ اسطرف کو جلد جلد اسیطرح قدم بڑھائے چلا آتا تھا جسطرح ہوا آفتاب کی گرمی پاکر تیز ہو جاتی ہی یہ ابھی جوّاد سے دس پندرہ قدم کے فاصلہ پر تھا کہ آپ ڈر کے مارے ایک ہی سانس مین جلدی جلدی گھبراہٹ کے ساتھ یہ سب باتین کہہ گیے "حضرت تسلیمات- بندگی- مزاج شریف- آپ اسوقت اسقدر جلد جلد کہان جاتے ہین- ہا غلطی ہوئی معاف کیجیے گا آپ کا تو یہی مکان ہی- کہان قصد ہی؟"

جوّاد اسوقت ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ بندۂ خدا کہتا کیا تھا اور زبان سے نکلتا کیا تھا- حواس بالکل اُڑے ہوے تھے اور اسکی وحشت کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسوقت سخت انتشار مین ہی اس آنیوالے شخص نے قریب پہونچکر بہت پُرغضب لہجے مین اسطرح جواب دیا "جناب مین کہین سے آتا ہون کہین جاؤن گا- آپ کی بلا سے مگر آپ یہ تو فرمایئے گا کہ آپکا کیا قصد ہی کس فکر مین ہین آپ روز یہان تشریف کہان لاتے ہین؟"

جوّاد- (بہت تیز ہو کر) "آپ اسوقت باتین کیا کرتے ہین گویا لڑتے ہین- میرا بھی جہان دل چاہتا ہی آتا جاتا ہون- آپ کون ہین میرے فعل کے مختار؟"

وہی شخص "تو راہ راہ چلے گئے ہوتے دیوار کے نیچے کھڑے ہو رہنے کے کیا معنی! اور روز اسطرف آنے سے مطلب؟"

جوّاد "ہمارا کچھ مطلب ہی- ہم تو ہزار مرتبہ آئینگے- آپ کو فقط اپنے گھر کا اختیار ہی یا راہ مین بھی آپ کا دعویٰ ہی آئے ہین بڑے قاضی بنکے (اپنے دلمین) اور تو کچھ نہین خدا غارت کرے اسکو میرا سارا لطف کمبخت نے اسوقت خاک مین ملا دیا- ہونھ- خدا خدا کر کے آج یہ دن نصیب ہوا تھا تو یہ بلائے ناگہانی کی طرح آ پہونچا"

وہی شخص "کیا بک بک لگائی ہی- کچھ معلوم بھی ہی یہان راستہ کہان ہی- اور تم تو روز یہین پر چکر لگا کر چل دیتے ہو- آخر اسکی وجہ؟"

اِس شخص کا نام "ابراہیم" ہی یہ اسمٰعیل کا بیٹا ہی اور یہی وہ شخص ہی جو رضیہ کا شوہر ہی اور کیا عجب ہی کہ رضیہ اسیکو آتے دیکھ کر اسطرح چھپی ہو-

جواد چونکہ سر شام یہان آکر ٹہلا کرتا تھا اسوجہ سے ابراہیم اس سے کسیقدر صورت آشنا اور مشکوک بھی ہو گیا تھا اور اسکے ساتھ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ یہ وزارت پناہ کا ایک خاص ملازم ہے اور شاید یہی ایک ایسی خاص وجہ ہوگی کہ جو ابراہیم اسکے ساتھ اسقدر ملائمت سے پیش آیا ورنہ اسکے ابرو اور تیور کے بل بتا رہے تھے کہ یہ اسوقت جواد کے خون کا پیاسا ہو کر آیا ہے۔ ابراہیم کے اس سوال کرنے کے بعد جواد نے پھر وحشت کی لی اور گھبراہٹ کے ساتھ اسطرح کہا "جی کچھ نہین۔ یون ہی چلا آیا تھا۔ آپسے ملاقات ہی نہین ہوتی۔ ہماری طرف کبھی آپ تشریف نہین لاتے"

ابراہیم "بھیا! اب آپ ان باتون کو تو رہنے دیجیے اور یہ تو بتائیے کہ آخر آپکے یہان روز آنیکی وجہ کیا ہے؟ مجکو آپ کچھ آوارہ آدمی معلوم ہوتے ہین (تیور بدل کر) اور ابھی باتین کس سے کرتے تھے۔ ایں!"

اب جواد کی عجیب حالت تھی۔ بید کیطرح کانپ رہا تھا۔ طرح طرح کے اندیشے اسکے دلمین آتے تھے اور ہر ایک آنیوالی ساعت کو اسکا یہی اندیشہ آگے بڑھکر لیتا تھا کہ دیکھیے اب کیا ہو۔ اس کے ہوش و حواس اسکے چہرے کے رنگ کی طرح اسوقت اڑے ہوئے تھے اور آجکل کے ٹھنڈے موسم اور ٹھنڈے وقت کی سردی اس گرمی کو کسی طرح فرو نہین کر سکتی تھی جو اسکے قلب کی اُلجھن اور روح و خون کے جھجک کر اندر بیٹھ رہنے کی وجہ سے اسکے رگ پے مین پیدا ہو گئی تھی اور جلد کی قدرتی نالیان (مسامات) بڑے زور شور کے ساتھ اخلاط کے لطیف حصّون کو اپنی حرارت سے بھاپ بنا بنا کر اڑا رہی تھین۔ اور جو جلد کے پاس آتے ہی خارجی ہوا کی برودت سے متاثر ہو کر کیمیکل قاعدے کے موافق پانی یا پسینہ بن رہے تھے۔ اس کو اب یقین ہو گیا تھا کہ "ابراہیم" نے مجکو اسوقت اپنی بی بی رضیہ سے باتین کرتے ضرور دیکھ لیا اور دیکھیے اب میرے اور انبیچاری کے سر پر کیا آفت آتی ہے"

یہ خیالات دل سے دماغ تک ابھی پہونچنے بھی نہین پائے تھے کہ ابراہیم نے پھر بگڑ کر کہا "اب آپ زبان سے کچھ کہیے گا بھی یا یونہی چپ کھڑے رہیے گا" "آپ کس سے باتین کرتے تھے بتائیے"

جواد "دیکھیے بتاتا ہون۔ اون اون۔ اون (جلدی سے) کسی سے نہین"

جواد کا یہ مہمل جواب سنکر وہ لوگ بے اختیار ہنس پڑے جو اسوقت کا شور و غل سنکر یہان جمع ہو گئے تھے اصل واقعہ بھی بعض بعض کو اب معلوم ہو گیا تھا۔ غیرت سے ابراہیم کی آنکھ کسیکے سامنے نہین ہو سکتی تھی اور اب وہ اس معاملہ مین جواد سے زیادہ پوچھنا اور بھی اپنی رسوائی کا باعث سمجھ کر دم بخود تھا۔ رسوائی کا خیال اور غصے کا جوش رہ رہکر اس کے تیور بدل دیتا تھا۔ بار بار اس کا ہاتھ تلوار کے قبضے پر جاتا تھا اور وہی ارادے اسکے دلمین آتے تھے جو ایسے ننگ ناموس اور اشتعال طبع کے موقعون پر انسان کو بالکل

بے اختیار کر دیتے ہین مگر ابراہیم کوئی جاہل شخص نہ تھا جو ہر علم نے اسکے آئینۂ عقل پر جلا دیدی تھی اسلام کے برگزیدہ قیودات کی پابندی نے اسکے نفس پر اسکو غالب کر دیا تھا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ اگر جواد کو مین نے ہلاک کیا تو علاوہ اسکے کہ مین ایک خون کے مواخذے مین خدا کا گنہگار ہون وزارت پناہ اور بادشاہ وقت کی بازپرس اور مواخذہ سے کسطرح بچ سکتا ہون۔ اگر اپنی جان پر کھیلا جاتا ہون تو فائدہ! اور اگر کچھ بی بی صاحبہ کی خبر لیتا ہون تو رسوائی اور بدنامی کے سوا کچھ حاصل نہین"

ان سب خیالات کے ذہن مین آنے اور احباب کے سمجھانے سے جواد کو تو اسنے چھوڑ دیا۔ یہ تو ہزار خرابی اپنی جان سلامت لیکر وہان سے چلتے ہوئے اور رضیہ بیچاری پر جو کچھ گذرگئی گذرگئی۔ ابراہیم کا دل اسکی طرف سے بالکل ہٹ گیا۔ طبیعت کو نفرت ہو گئی اور اسنے گھر مین جاتے ہی اپنی بی بی کو صریحی الفاظ مین طلاق دیدی گو رضیہ سے اس موقع پر ضرور غلطی ہوئی۔ وہ بیشک خطاوار تھی لیکن شاید وہ اس عقوبت کی سزاوار نہ تھی جو اسوقت اسکے ساتھ کیگئی۔ مگر یہ ہم پھر کہین گے کہ جب کوئی بی بی کی چال چلن کیطرف سے مشکوک ہو تو بجائے سفاکی اور وحشیانہ حرکات کے یہی بہتر ہی کہ وہ اس نیکبخت سے کنارہ ہی کرے۔

رضیہ کے رنج اور افسوس کی اب کوئی انتہا نہ تھی۔ آوارگی کا الزام بدنامی کا داغ بنکر اسکے دامن پر لگا ہر طرف سے طعن و تشنیع شروع ہوئی اور وہ خود بھی اپنی اسوقت کی حرکت پر نفرین کرنے لگی لیکن اب اس سے کیا ہو سکتا تھا۔ بے پردگی کا جو نتیجہ تھا وہ اسکے سامنے آیا۔ آٹھ آٹھ آنسو رونے لگی اور بالآخر بڑی ذلت و رسوائی کے ساتھ اسکو وہ گھر چھوڑنا پڑا جو پہلے اسیکا تھا لیکن اسکی حماقت سے اب اسکا گھر نہ تھا اور اٹھتے بیٹھتے لعن طعن کی وہ باتین سننے کے لیے اسکو اپنے مان باپ کے گھر جانا پڑا جو اس قسم کی لاوارثی بیٹیون کو مان باپ کے گھر بیٹھ کر بڑی ذلت و خواری کے ساتھ سننا پڑتی ہین۔

پندرھوان باب

افشائے راز

ہم بھی رسوا ہو گئے وہ بت بھی رسوا ہو گیا
راز دل جتنا چھپایا اُتنا افشا ہو گیا

جعفر اور عباسہ کا حال جاننے والے اپنے دل مین کہتے ہونگے کہ ہارون رشید کیسا بیدار مغز بادشاہ تھا جسکے خود گھر ہی مین ایسے بڑے واقعات ہو گیے اور اسکو مطلق خبر بھی نہین ہوئی۔ لیکن کیا اچھا ہوتا جو اسکا قوی سبب وہ احتیاط اور انتہائی کوشش خیال کیا جاتا جو عباسہ نے اپنے اخفائے راز مین کی اور

ہارون رشید اِس بدگمانی سے معاف رکھا جاتا۔ بیشک عباسہ نے اِس نہ چھپنے والے معاملے کے چھپانے مین جس ہوشیاری سے کام لیا وہ اِسی کا حصّہ تھا۔ اِسنے اوّل تو اس معاملے کو ظاہر ہی نہین ہونے دیا اور جو چند خاص کنیزین اس سے واقف ہو گئی تھین اُن پر سخت تاکید کر دی تھی کہ خبردار کبھی اسکا تذکرہ کسی کے سامنے زبان تک نہ آئے۔ یہ کنیزین چونکہ اسکے انعامات۔ اکرامات اور اسکے مزاج سے ہمیشہ خوش تھین اسوجہ سے وہ خود ہی اس واقعہ کا زبان پر لانا کیا معنی کبھی اپنے دل سے بھی اس قسم کا تذکرہ نہین کرتی تھین مگر زمانے کو عزت و آبرو والون سے ہمیشہ کی دشمنی ہو۔ آسمان آفتاب اور مہتاب کی ہر جگہ پہونچنے والی شعاعین لیئے ہوئے رات دن اسی فکر مین رہتا ہی کہ کہین کوئی پردے کی بات دیکھین اور ساری دنیا مین مشہور کر دین۔ لوگون کی آنکھ اسی پر لگی ہوتی ہی کہ کسی مین کچھ عیب نظر آئے اور نکتہ چینی کی ٹھہرے اور غیبت کرنے والے اپنے مُنھ مین زبان اسی لیئے رکھتے ہین کہ ادھر کانون سے کوئی خبر سُنین یا آنکھون سے کوئی بات دیکھین اور ساری دنیا مین ڈھنڈھورا پیٹ آئین عباسہ سے اتفاقیہ طور پر جو کچھ ایک مرتبہ ہو گیا گو اُسکو کوئی منصف مزاج عیب کے بدنما لفظ سے تعبیر نہین کر سکتا لیکن انصاف کی بات یہ ہی کہ عباسہ کی شرم و حیا نے آجتک اُسکو عیب ہی کی طرح چھپایا مگر نہ چھپنے والی باتین کہین چھپتی ہین!۔ نہین چھپتین۔ نہین چھپتین۔ اتفاق سے ایک ہمراز کنیز کسی خاص وجہ سے اسکے خلاف ہو گئی اور اُسنے موقع پاکر عباسہ کے وہ سب حالات زبیدہ سے بیان کر دیئے جنکے چھپانے مین عباسہ نے اب تک بڑی کامیابی کے ساتھ کوشش کی تھی۔ ان سب باتون کو زبیدہ نے بہت تعجب کے کانون سے سُنا لیکن وہ اسوقت تک ان سب باتون کو اپنے دل مین چھپائے رہی جب تک یحییٰ ابن خالد کی بعض بعض سختیون نے اُسکو تنگ نہین کر دیا۔

اصل بات یہ تھی کہ جعفر کا باپ یحییٰ گو وزارت کے عہدے سے مستوفی ہو گیا تھا لیکن ہارون رشید نے اپنے اعتبار اور اطمینان کے لیئے شاہی قصر کی نظارت عرصے سے اسکے سپرد کر دی تھی اور بغیر اُسکی اجازت کے کوئی متنفس شاہی قصر مین داخل نہین ہو سکتا تھا اُسپر یہ طرّہ تھا کہ یحییٰ جب اپنے مکان کو آتا یا اور کہین جاتا تو قصر کے سب دروازے مقفل کر دیتا تھا اور اسکی کنجیا اسکے پاس رہتی تھین۔ گو اس قصر مین جسقدر خاتونین تھین اُنمین سے ایک بھی ایسی نہ تھی کہ جسکے پاکدامنی پر عصمت اور پارسائی کو ناز نہ ہو اور نہ اُنکا اِس سے کوئی حرج تھا لیکن پھر بھی بمقتضائے بشریت اسقدر احتیاط اُنپر شاق گذرنے لگی اور بالآخر زبیدہ نے مجبور ہو کر ہارون رشید سے اس باب مین یحییٰ کی شکایت بھی کی مگر ہارون چونکہ یحییٰ کے کامون مین دخل دینا بالکل بے موقع سمجھتا تھا اسوجہ سے اس شکایت کا بھی کوئی اچھا نتیجہ نہ پیدا ہوا اور مفت مفت مین زبیدہ کو ایک قسم کی خفت اُٹھانی پڑی لیکن یہ بات زبیدہ کے دل سے نکلنے

والی نہ تھی۔ اسکا خیال کانٹے کی طرح اسکے نازک دلمین اکثر کھٹکا کیا۔

ایک روز اسی خیال نے عشاق کی تمناؤن کی طرح اسقدر ترقی کی کہ آفتاب بہت بلند ہوگیا اور اسکی چارونطرف پھیلنے والی شعاعین ہر چیز کے سایہ کو دور دور بھگا آئین ادہر اپنے کاشانۂ عشرت سے ابتک برآمد نہین ہوئی۔ پرستارین خلاف معمول آج یہ حالت دیکھکر پریشان تھین اور زبیدہ خاتون شال سے منھ چھپائے پلنگ پر پڑی ہوئی اپنے دل سے یہ باتین کر رہی تھی "واہ مین نے یحییٰ کی اُس روز شکایت کی اور خلیفہ نے میرے کہنے کا مطلق خیال نہین کیا۔ آخر یہ بات کیا ہی۔ کیا مجکو قیدی بنایا ہی کہ جب یحییٰ جائے تو دروازے بند۔ یا خدانخواستہ میری پارسائی مین شک ہی۔ اور خیر اگر اُنکی طرف سے بھی یہ بات ہوتی تو چندان مضائقہ نہ تھا۔ یہ یحییٰ کون ہوتا ہی جو اسطرح کی سختی کرتا ہی۔"

زبیدہ خاتون اپنے دل سے اِسی قسم کی باتین کر رہی تھی کہ اتفاق سے ہارون رشید آگیا اپنی پیاری بی بی زبیدہ کو خلاف معمول اسوقت پلنگ پر پڑے ہوتے دیکھکر گھبراہٹ کے عالم مین خواصون سے پوچھا "یہ کیون۔ یہ کیا ہی! آج تمھاری حضور ابتک آرام ہی مین ہین۔ خیریت ہی۔ مزاج اچھا ہی؟" اور زبیدہ کے چہرے سے شال اُٹھا کر دیکھنے لگا۔

زبیدہ آنکھین بند کیئے چپ پڑی تھی۔ اِسکے بھولے بھولے پیارے چہرے پر رنج اور افسوس کا کچھ ہلکا ہلکا رنگ پایا جاتا تھا اور وہ اپنے خیالات مین اسوقت کچھ ایسی محو تھی کہ نہ تو اُسکے کانون نے بادشاہ کے آنے کی آہٹ سُنی اور نہ وہی باتین اسکی قوت سامعہ تک پہونچی ہین جو ابھی ہارون رشید نے مضطربانہ لہجے مین اُسکی پرستارون سے کی تھین۔ اِس نے چہرے سے آنچل کے اُٹھتے ہی جھجک کر اپنی آنکھین کھول دین اور ہارون رشید اسکے پاس بیٹھکر اسطرح محبت کے لہجے مین کہنے لگا "کیون! آپ کا مزاج اچھا ہی۔ آج یہ خلاف عادت ابتک آرام کیسا ہی؟"

زبیدہ "(پست آواز مین) ہان آپ کے اقبال سے اچھی ہون۔ کچھ جی نہین چاہا پڑی رہی۔"

ہارون رشید "آخر یہ کیون! کوئی سبب۔ خدا کے لیئے جلدی کہیئے۔ مجکو اُلجھن ہوتی ہی۔"

زبیدہ "(کچھ مسکرا کر) ای ہی توبہ۔ اُلجھن کی کیا بات ہی۔ عرض تو کرتی ہون کہ مین بالکل اچھی ہون۔ مجکو کوئی شکایت نہین۔ ہان حضور سے ایک بات دریافت کرنی تھی اگر اجازت ہو تو عرض کرون۔"

ہارون رشید "یا اللہ تو کچھ کہیئے گا بھی۔ میرا تو کلیجہ مُنھ کو آیا جاتا ہی للہ جلد فرمائیے۔"

زبیدہ "(سر جھکا کر) مجکو عرض کرنا تھا کہ یحییٰ کو کیا حضور نے حکم دیا ہی کہ جب وہ یہان سے جائین تو قصر کے سب دروازے بند کر جائین ہے۔"

ہارون رشید ‘‘نہین - مین نے یہ حکم نہین دیا‘‘

زبیدہ ‘‘نہین - اگر حضور ہی کا یہ حکم ہو تو ہم سب اُس کے بجالانے کے لیے بہت خوشی سے حاضر ہین اور اگر ایسا نہین ہی تو پھر مین نہین جانتی کہ اِس قسم کی احتیاط کا اُسکو کیا حق حاصل ہی۔ مین نے شاید ایک مرتبہ اس سے پہلے بھی یہی شکایت کی تھی لیکن میری کم نصیبی سے اسپر لحاظ نہین فرمایا گیا‘‘

ہارون رشید ‘‘معاذ اللہ - مین تو گھبرا گیا تھا - بس اسی بات کا آپ کو اسقدر ملال تھا ؟ مین آج ہی یحیٰی کو سمجھا دونگا - لیکن اس بات کو مین حلفیہ بیان کرتا ہون کہ تمھاری نسبت تو کیا یہان کسی عورت کے متعلق بھی مجھسے کبھی اُسنے کوئی ایسی بات نہین کہی کہ جس سے مجکو یہان کی کسی عورت کی عفت کی نسبت کچھ بھی شک گذرتا - وہ ایک بہت تجربہ کار اور عاقبت اندیش شخص ہی - اس باب مین اُسنے جو کچھ کیا وہ فقط احتیاط کے خیال سے - آپ اِسکا خیال بھی نفرمائین - احتیاط بہت اچھی چیز ہی‘‘

زبیدہ ‘‘بجا - کیا اچھی احتیاط ہی - خود اُنکے فرزند ارجمند جعفر جو کچھ ستم کر رہے ہین اُس کی احتیاط اور حفاظت نہین کی جاتی !‘‘

ہارون رشید ‘‘(حیرت کے لہجے مین) جعفر ! جعفر کیا کرتا ہی ؟‘‘

زبیدہ ‘‘اب کیا عرض کرون - کچھ نہین - اور باتین کیجیے‘‘

ہارون رشید ‘‘نہین - نہین - تمھین خدا کی قسم - کچھ بتاؤ تو سہی آخر بات کیا ہی‘‘

پہلے تو زبیدہ نے بیان کرنے مین کچھ تامل کیا مگر پھر جعفر اور عباسہ کے عشق اور محبت کا حال - باغ کی ملاقات - آپس کی آمدرفت اِن سب باتون کو تفصیلی طور پر بیان کرنا شروع کیا - زبیدہ کہہ رہی تھی اور ہارون رشید دانت کے نیچے اُنگلی دبائے چُپ سکوت مین بیٹھا زبیدہ کے چہرے کی طرف بہت حیرت کی نظر سے دیکھ رہا تھا گویا اُسکے چہرے کا نقشہ - اُسکی نگاہ - اور اُسکے تیور اُن باتون کو بالکل بے اصل سمجھکر اپنی زبان حال سے اسوقت بتا رہے تھے کہ ہارون رشید زبیدہ کے چہرے اور ہونٹون کی حرکت پر غور کی نظر سے اسلیئے دیکھ رہا ہی کہ کہین پر اُسکو وہ نشانیان ملجائین جو عموماً غلط واقعہ کے بیان کرنے کے اوقات مین کہنے والے کے مُنھ پر اُسکی دلی کیفیت کے اثر سے بے اختیار پیدا ہوجاتے ہین لیکن اُسکی نظر دیکھتے دیکھتے تھک گئی اور شروع تقریر سے خاتمے تک زبیدہ کے چہرے پر اُنکی جھلکیان کسی موقع پر نہ پیدا ہوتی تھین نہ ہوئین - جب زبیدہ نے اپنی اس حیرت انگیز تقریر کو ختم کیا جو ہارون کے دلی یقین کے بالکل خلاف تھی تو اس نے بہت تعجب کے لہجے مین زبیدہ سے آنکھ ملا کر کہا ‘‘سچ !‘‘ گویا وہ پھر زبیدہ کی نظر کا امتحان کرتا تھا کہ وہ اس کے

بیان کے ہمزبان ہی یا نہین۔لیکن اُسکے مردم دیدہ نے اپنی شعاعی زبان سے جو کچھ اسوقت جواب دیا وہ وہی تھا جسکو اُسکی زبان اسوقت بھی کہہ رہی تھی ؂ اور کیا جھوٹ ہی"

ہارون رشید "کیونکر معلوم ہوا۔گو مین تمھارے کہنے کو غلط نہین سمجھ سکتا ہون مگر اسکی کوئی دلیل ؟"

زبیدہ "(طنزیہ لہجے مین) دلیل ! بچّے کے پیدا ہونے سے بھی کوئی اور بڑھکر دلیل ہو سکتی ہی ؟"

ہارون رشید "(بہت حیرت کے لہجے مین) آئین ! کیا لڑکا بھی ہوا ؟"

زبیدہ "جی ہان۔جی ہان۔لڑکا ہوا"

ہارون رشید "یہ کب !"

زبیدہ "جب آپ قسطنطنیہ تشریف لے گئے تھے۔اُسی کے بعد ہوا ؟"

ہارون رشید "یہ کہیے۔اور وہ ہی کہان ؟"

زبیدہ "یہین تھا۔مگر جب آپ کی تشریف آوری کی خبر مشہور ہوئی تو خوف کے مارے مکہ معظمہ بھیج دیا گیا !"

ہارون رشید "(طیش کے لہجے مین) ہون۔اس حال سے کوئی اور بھی واقف ہی ؟"

زبیدہ "کوئی ؟ حضور عالی اُنکی کنیزون مین سے شاید کوئی بھی ایسی نہو گی جو اس حال سے واقف نہو لیکن اب کوئی کسے یا نکسے یہ مین نہین عرض کر سکتی"

ہارون رشید "اللہ اکبر یہ کچھ ہو گیا اور مجھکو خبر نہین ! غضب ہو گیا (اپنے دل مین) مین نے بعفر و عباسہ کو کسقدر سمجھا دیا تھا مگر میرے کہنے کا مطلق خیال نہ کیا۔بڑی بدعہدی کی۔بڑی نافرمانی کی اور ہائے لڑکا بھی پیدا ہو گیا جسکا مجھکو خوف تھا اور جس غرض سے مین نے یہ سب حماقت کی تھی۔بیشک عورتون کے لیے پردہ ضروری چیز ہی۔بہت ضروری۔اگر مین اُنکی بے پردگی جائز نہ رکھتا تو شاید کبھی ایسا نہ ہوتا۔بیشک مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی۔افسوس ! لیکن مجھکو ان دونون سے ایسی امید ہرگز نہ تھی غضب ہی کیا۔ہان۔اب معلوم ہوا یہ باغ مین دعوت کرنے سے یہ مطلب تھا۔اچھا۔اسکی سزا انشاء اللہ مین عنقریب بہت اچھی طرح دون گا۔بہت اچھا بچھا جائے گا"

اب ہارون رشید کا غصے سے عجیب حال تھا۔آگ کا ایک شعلہ تھا جو تن بدن مین بھڑک اٹھا تھا یا طیش کی کوئی بجلی تھی جو دفعتہً چمک کر اسکے رگ و پے مین سرایت کر گئی تھی۔خون مین ہیجان طبیعت مین جوش اور دل مین انتقام لینے کا مادّہ پیدا ہو گیا تھا۔آنکھین لال لال ہو گئی تھین۔چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔اور آتش غضب وہ محبت اور اخلاص کا مادّہ دھیان جن سے اسکی خواہشون کو اسکی طبیعت کی طرح مکدر

کرر ہا تھا جو جعفر اور عباسہ کو ہمیشہ سے اُس کے صاف دل مین دل سے بھی زیادہ عزیز بنائے ہوئے تھا۔ دیر تک پیچ و تاب کھاتا رہا۔ غصے سے عرصے تک ہونٹھ چبائے گئے اور پھر زبیدہ سے یہ کہکر باہر چلا گیا "دیکھیے آپ اس کا تذکرہ اور کسی کے سامنے نہ آنے پائے"۔

ہارون رشید کے طیش و غضب کی اسوقت حالت دیکھنے سے ایسا خیال کیا جاتا تھا کہ جعفر اور عباسہ اسوقت غضب سلطانی سے کسیطرح نہین بچ سکتے۔ مگر نہین ہارون رشید نے اس موقع پر اُسی حلم سے کام لیا جو ایک ایسے جلیل القدر اور خود مختار بادشاہ کے لیے زیبا ہے جسکے فقط ایک اشارے سے خلق خدا کی زندگی اور موت کا بظاہر فیصلہ ہو سکتا ہے۔ ہارون رشید نے رمزاً کنایتاً کبھی کسی پہلو سے ان دونون پر اس امر کو ظاہر نہین ہونے دیا کہ اسکو انکے حالات کی خبر ہو گئی ہے۔ وہ جس عنایت اور محبت کے ساتھ اُن سے ملتا تھا اُسیطرح ہمیشہ ملتا رہا۔ اور کبھی کوئی ایسی بات زبان سے نہین نکالی جس سے اُنکو کچھ بھی اندیشہ ہوتا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ ہارون رشید کے دل سے یہ رنج و غبار نکل گیا ہو۔ نہین وہ ایک کانٹا تھا جو اس کے دل مین بُری طرح کھٹک رہا تھا وہ ایک بیچین کرنیوالا درد تھا جو ساعت بساعت ترقی کر رہا تھا۔ جعفر اور عباسہ کی محبت کے وہ گہرے نقش جو اُسکی لوح دل پر تھے زمانے کے ہاتھون حرف غلط کی طرح مٹ رہے تھے اور اُنکی جگہ اب خط غبار مین دشمنی کے وہ نقش کھنچ رہے تھے جو یون بظاہر دیکھنے مین تو بہت جلی قلم سے لکھے ہوئے معلوم ہوتے تھے مگر اُنکا پڑھنا نوشتہ تقدیر کیطرح مشکل تھا۔ اسی مابین مین اتفاق سے چند اور ایسے امور بھی جعفر سے سرزد ہوتے جو بادشاہ کے بالکل خلاف خاطر تھے۔ مگر ہارون رشید نے اسپر بھی جعفر سے کسی قسم کا تعرض نہین کیا اور نہ کبھی بھولے سے کسی امر کو زبان پر لایا لیکن ہان اب درپردہ قلبی خصومت روز بروز ترقی کرتی جاتی ہے اور جعفر اور عباسہ ان باتون سے بالکل بیخبر ہین۔

سولھوان باب

فراق

* منجملہ اُنکے ایک بات یہ تھی کہ جعفر نے یحیٰی بن عبداللہ الحسینی کو بادشاہ کے خلاف مرضی قید سے رہا کر دیا تھا۔ دوسرے یہ کہ شہزادہ محمد کو جس سے بادشاہ کو نہایت محبت تھی بادشاہ کے حضور سے ایک مدت تک غائب رکھا اور اُس کے مرنے کی بھی خبر مشہور کر دی لیکن حسب اتفاق سے کہین شکار مین شہزادہ کو ہارون نے خود اپنی آنکھون سے دیکھا تو جعفر کی اس حرکت سے اسکو سخت صدمہ پہونچا۔ تیسرے یہ کہ برامکہ کے مسلمان ہونے مین ابوالربیع محمد بن اللیث نے جو اس زمانہ کا ایک مشہور عالم اور واعظ تھا بادشاہ کو مشکوک کر دیا تھا ۱۲۔

آغوش گل کشودہ برائے وداع ہے
اے عندلیب چل کہ چلے دن بہار کے

جاڑے کا موسم ہے اور رات کا وقت - رات بھی تنہائی کی - اور ہائے وہ بھی قمری مہینون کے انھین آخری
دنون کی جنمین ماہتاب گھٹتے گھٹتے پورے ہلال ہو جاتا ہے - موسمی سردی ترقی پر ہے اور حرارت جسمون سے
نکل نکل کر اُس نورانی کرہ کی طرف جا رہی ہے جو دنیا کے گرم رکھنے کا قوی باعث ہے اور جو آجکل سردی
کے مارے بارہ گھنٹے سے پہلے ہی دوسری دُنیا مین بھاگ جاتا ہے ہر طبقے کے آدمی ہاتھ پاؤن سمیٹے
کسی غمزدہ دل کی طرح چُپ بیٹھے ہین اور کسی سے کچھ نہین ہو سکتا ہان البتہ اُن عاشق مزاج لوگون کے منھ
سے تو ضرور گرم گرم دھوان یا شعلے نکل رہے ہین جو فراق کی آگ مین پڑے پھُک رہے ہین یا جنکی اَب
باری ہے - پریشان ہوائین چل رہی ہین اور حوادثاتِ زمانہ سے کہین تو سنگ تفرقہ بنکر برف گر رہی ہے اور
کہین وہ ابخرے جو آفتاب کی نظرِ عنایت سے دن مین آسمان تک پہونچکر زمانے کی طرح طرح طرح کے رنگ
بدل رہے تھے کبھی آفتابی کرنین اُنپر روپہلا پانی پھیر رہی تھین اور کبھی سنہرے رنگ مین رنگ رہی تھین - اب اس
وقت رات کا اندھیرا دیکھ دیکھ کر آسمان کی نیلی نیلی سطح مین برص کے سپید سپید داغون کی طرح معلوم ہوتے ہین
لیکن زمانہ کی سرد مہری اس حال پر بھی انکو چین نہین لینے دیتی اور اَب وہ تنگ آکر بڑی رقیق القلبی کے
ساتھ شبنم کے پیرایہ مین اسیطرح آٹھ آٹھ آنسو رو رہے ہین جسطرح کوئی کسی اپنی آشنا سے جدا ہوتے وقت
گلے مل ملکر زار قطار رو رہا ہو - ہیئت دان کہتے ہین کہ آفتاب اور مہتاب زمین سے کئی حصّے بڑے ہین مگر خدا جانے
آجکل کیا بلا آنیوالی ہے کہ گو وہ دونون اسوقت زمین کے نیچے ہی موجود ہین مگر اسوقت کہین کسی طرف سے
انکی شعاع بھی نہین معلوم ہوتی تاریکی کسی حرمان نصیب عاشق کی سیاہی بخت کیطرح چارونطرف پھیلی ہوئی
ہے - اور جسطرف آنکھ اُٹھا کر دیکھیے اُداسی ہی اُداسی نظر آتی ہے - ہان جا بجا تارے تو آسمان پر نظر آتے ہین مگر وہ بھی
آج کسی اُسی کمبخت عاشق کے دیدۂ حیرت زدہ کیطرح بے رونق اور بے نور معلوم ہوتے ہین جو یک بیک کسی
بلائے ناگہانی کیوجہ سے فراق کی تیغ سے کٹکر اپنے چھوٹنے والے محبوب کو بہت حسرت اور افسوس کے ساتھ ٹکٹکی لگائے
دیکھ رہا ہو - چارونطرف سناٹا ہے - اُداسی کسی کی کم نصیبی بنی در و دیوار پر چھائی ہوئی ہے اور عباسہ اپنے کمرہ مین
کچھ کچھ چُپ بیٹھی ہوئی اپنے مغموم اور محزون دل سے یہ باتین کر رہی ہے "واہ ! میری بھی کیا قسمت ہے اتفاق سے
کبھی چار دن بھی ایسے نصیب نہ ہوئے کہ بے کھٹکے ہو کر اطمینان سے بیٹھتی - پہلے تو ایک عرصے تک خیر سے وہ ہی
(جعفر) کچھ ایسے کھنچے رہے کہ خدا کی پناہ - خدا خدا کر کے جب انکا دل نرم ہوا تو کمبخت رسم کی تیاری ہو گئی
اور پھر تو قسمت نے تمکو جس بلا مین ڈالدیا اُسکو تو کچھ مین ہی خوب جانتی ہون - معاذ اللہ - اب بظاہر مجھے

کچھ امید ہو چلی تھی کہ شاید اس اندیشے سے بھی رہائی ملجائے کہ پھر کل وہ بھائی جان کے ہمراہ حج کو چلے دیکھیے اب وہان سے کب آنا ہوتا ہی - اور بھائی جان نے بھی اِکی مرتبہ حج کا قصد اسطرح یکبارگی کر دیا کہ کچھ مین نہین آتا - پرسون ارادہ ظاہر کیا آج تیاری ہوگئی - اور لیجیے کل صبح کو کوچ - سبحان اللہ - روم سے واپس آنے کے بعد فقط ایک ہی تفصیلی ملاقات ہوئی - اور پھر موقع ہی نہین ملا لیکن لڑکے کے ہونے سے اُنکو بھی سخت اندیشہ ہوگیا اور انکا انتشار حق بجانب بھی ہی لیکن شاید اب تو راز فاش نہو - بہت دن گذر گیے" اپنے خیالات کے سلسلے کو یہان تک پہونچا کر اس نے ایک مرتبہ اپنا جھکا ہوا سر اُٹھایا اور سوسن سے جو کسی وقت سایہ کیطرح اس سے جدا ہوتی تھی متوجہ ہو کر اسطرح کہنے لگی "کیون سوسن اب تو امید ہوتی ہی کہ شاید میرا اور انکا (جعفر کا) وہ راز افشا نہو جسکا چھپنا بہت مشکل تھا حقیقت مین خدا نے بڑا فضل و کرم کیا اس کا لاکھ لاکھ شکر ہی آبرو رہگئی - ورنہ امید نہ تھی - کیون ؟"

سوسن "(بہت پست آواز مین) جی ہان اور کیا"

عباسہ "بیشک خدا کی عنایت ہی عنایت تھی ورنہ ایسی باتین چھپائے سے کہین چھپتی ہین! استغفر اللہ تمکو یاد نہین جب پہلے پہل تم نے انکو اس امر کی مبارکباد دی تھی تو اسوقت اُن کے چہرے کا کیسا رنگ فق ہو گیا تھا اور وہ کیا کیا کچھ کہتے تھے"

سوسن "جی ہان" اور پھر خاموش -

عباسہ "(سوسن کیطرف دیکھکر) کیون خیر ہی - آج تم چپ چپ کیسی ہو - مزاج تو اچھا ہی ؟"

سوسن "(ہاتھ جوڑ کر) اللہ حضور کو سلامت رکھے - آپ کے اقبال سے لونڈی کو کسی قسم کی شکایت نہین ہی بالکل اچھی ہون"

عباسہ - نہین تمھارا چہرہ کچھ اوداس - اوداس ضرور ہی کہو تو بات کیا ہی ؟"

سوسن "(تھوڑے سکوت کے بعد) حضور بات کیا ہی - رضیہ پر جواد کے فریفتہ ہونے کا تذکرہ تو حضور کے سامنے کئی بار آچکا ہی - آج مین سنتی ہون کہ اس کے خاوند نے اسکو جواد سے باتین کرتے دیکھ لیا اور شاید فوراً طلاق بھی دیدی"

عباسہ "ہا - بہت ہی بُرا ہوا - رضیہ بیچاری کی نوجوانی ہی خاک مین مل گئی - اب یہ حال سنکر بھلا اسکو کون قبول کرے گا - مگر جواد نے یہ بڑی حماقت کی کہ شوہر دار عورت سے تعلق پیدا کیا - توبہ - توبہ - اور خیر جواد تو جواد مین رضیہ کو کہتی ہون کہ یہ اسکے دل مین کیا سمائی کہ اُس نے غیر مرد سے آنکھ ملا کے باتین کین سبحان اللہ - شاید اُسکے دل کو بھی کچھ تعلق ہوگا مگر صورت سے تو وہ ایسی نہین معلوم ہوتی تھی"

سوسن "نہین بیوی وہ بہت نیک لڑکی ہی - وہ یہ باتین کیا جانے - بس ایک مرتبہ کے سوا تو جواد

کو پھر اسکی صورت دیکھنے مین آئی - اُسی دن جب وہ پہلے پہل حضور مین حاضر ہوئی تھی اور اس لمحہ کی تو مجھ سے جیسی چاہیے قسم لے لیجیے کہ رضیہ کل شام تک تو جواد کے نام سے بھی واقف نہ تھی - تعلق کا ہونا تو دوسری بات ہی" اور اسکے بعد اس نے اپنے کل کے جانے کا حال اور وہ سب باتین تفصیلی طور پر بیان کین جو اسکے اور رضیہ کے درمیان مین کل ہوئی تھین - ان باتون کا سلسلہ ابھی ختم بھی نہین ہونے پایا تھا کہ ایک خواص نے آکر سوسن کو اشارے سے علیحدہ بلایا اور کان مین کچھ باتین کرنے لگی - عباسہ کو سوسن کے بیموقع اُٹھنے اور اسطرح آہستہ آہستہ باتین کرنے سے کچھ شک گذرا اور پھر اُس نے اسطرح کہا "کیا ہی"

سوسن "جی حضور کچھ نہین - حاضر ہوتی ہون (قریب آکر آہستہ سے) جواد آیا ہی"

عباسہ "(خوشی کے لہجے مین) جواد! جاؤ جاؤ دیکھو توکیون آیا ہی"

سوسن تو اب جواد کے پاس گئی ہی اور عباسہ کبھی تو یہ کہتی ہی کہ "کل جانے کو ہین کوئی بات کہلا بھیجی ہی گی یا جواد شاید کل صبح والا اپنا واقعہ سوسن سے کہنے آیا ہو اور تو کوئی بات ذہن مین نہین آتی ہان شاید بھائی جان نے انکا کسی مصلحت سے رہنا اب یہین مناسب سمجھا ہو اور اس خوشخبری کے دینے کے لیے جواد یہان آیا ہو"

ان مختلف خیالات کی اُلجھن اسکے دل کو پریشان کر رہی تھی اور آنکھین بہت بڑے انتظار کو اپنے ہمراہ لیے سوسن کے آنے کی راہ دیکھ رہی تھین کہ سامنے سے سوسن جلدی جلدی قدم بڑھاتی ہوئی آئی اور آکر ایک رقعہ پیش کیا - یہ جعفر کا رقعہ تھا اور خدا جانے اسمین کیا کیا لکھا ہوا تھا کہ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے عباسہ کے چہرے پر خوشی اور انتشار دونون کو مختلف نشانیان نمودار ہوگئین پہلے کچھ مسکرائی اور پھر سر تھام کر اسطرح رہ گئی جسطرح کوئی کسی کار اہم مین غور کرتا ہو -

سوسن "(اسکی حالت دیکھکر) کیون بیوی کیا ہی - کچھ آپ منتشر سی ہو گئین"

عباسہ "ہان خیریت ہی - وہ یہان ملنے کے لیے پائین باغ مین آئے ہین اور مجھکو بلاتے ہین - مگر میرے ذہن مین نہین آتا کہ اسوقت وہ کہان آئے - اُنکی تو کبھی یہ عادت ہی نہ تھی - کئی بار مین نے خود اُن سے کہا جب تو اُنھون نے یہان آنا جائز ہی نہین رکھا"

سوسن "اے ہی - بیوی تو - آپ کا بھی کیسا دل ہی - معاذاللہ ذری سی بات مین گھبرا تی جاتی ہین - ذری سی بات ہین - حضور دل ہی تو ہی آپ سے ملنے کے لیئے چلے آئے اسمین ایسے انتشار کی بات ہی کیا ہی"

عباسہ "ہان خدا کرے ایسا ہی ہو مگر مین کیا کرون سوسن - میرے تو اسوقت ہوش اُڑ گیے ہین - اسوقت ذرا میرے دل پر ہاتھ رکھکر دیکھنا (خود ہی اپنا ہاتھ رکھکر) اُفوہ - معاذاللہ - تو پھر

چلنا چاہیئے۔ ہان تمھارا انتشار بھی رفع ہوا۔ جوّاد سے پوچھا تھا؟ - آج اس پر کیا گذری؟"

سوسن ۔ "جی ہان خود ہی کہتا تھا کہ مدّت کے بعد آج رضیّہ کی صورت دیکھنی نصیب ہوئی تھی - مین دیوار کے نیچے کھڑا تھا اور وہ کوٹھے پر سے ہاتھ کے اشارے سے منع کر رہی تھین کہ اُنکے خاوند آفت ناگہانی کی طرح آ گئے اور آتے ہی مجھسے اولجھ پڑے - خدا خدا کر کے بڑی مشکل سے جان چھوٹی"

عباسہ ۔ "بس اور کچھ نہین کہتا تھا؟ طلاق کا بھی حال تمنے پوچھا تھا؟"

سوسن ۔ "حضور اصل بات یہ ہے کہ جس وقت سے مین نے یہ خبر سنی ہے میرا دل نہین چاہتا کہ جوّاد سے بات بھی کرون - نہ مین نے پوچھا نہ اُسنے بیان کیا - اور اُسکو اسکا حال ہی کیا معلوم"

عباسہ ۔ "ہان بات تو اسنے بیشک بہت بُری کی مگر ہائے سوسن تم نہین جانتی ہو جب انسان کا دل کسی پر آ جاتا ہے تو پھر کیا وہ اپنے ہوش حواس یا اختیار مین رہتا ہے؟ - تو یہ پھر کچھ نہین سوچتا - مین تو اپنا سا سب کا حال جانتی ہون اور ہان تم کہتی ہو کہ طلاق ہو گئی اگر خدانخواستہ یہ بات سچ ہو تو پھر ان دونون کا نکاح ہی نہ کر دیا جائے آخر جوّاد کا بھی ہمسر کوئی حق ہے کہ نہین"

سوسن ۔ "ہان حضور - کام تو اس سے بہت نکلا - ایمان کی تو یہ ہے کہ اگر جوّاد نہوتا تو وزارت پناہ کے پاس اسطرح بسہولت میرا آنا جانا بہت مشکل تھا - اس نے اس کام مین بہت مدد دی ہے"

عباسہ ۔ "اچھا تو تم ایک دن رضیّہ کو میرے پاس لے آنا - مگر دیکھو جوّاد کو طلاق کی مطلق خبر نہو"

یہ کہکر عباسہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور پھر ٹھٹک کر کہا "جوّاد سے یہ تو کہدو کہ وہ چلے" اور پھر ایوان خاص سے نکل کر چلنے کا انتظام کرنے لگی -

عباسہ اسوقت جس باغ مین جانے کا قصد رکھتی ہے وہ شاہی باغ ہے - اسکا صدر دروازہ شہر کی جانب ہے اور اسی طرف سے رکھا ہی اسوقت باغ مین پہنچنے کا موقع ملا ہے - یہ شاہی عمارات کے بائین مغربی سمت کو واقع ہے - اس باغ کی صاف اور ٹھنڈی ٹھنڈی وہ ہوا جس مین سے کاربن کا زہریلا مادہ درختون کی کہربائی قوت نے جذب کر لیا ہے جس مین طرح طرح کے پھولون کی دل آویز خوشبوئین اسی طرح ملی ہوئی ہین جسطرح پھولون مین رنگ - اور جس مین قوت نامیہ کی وہ رطوبتنا اجزا ملے ہوئے ہین جنکو درختون کی جڑین زمین کی تہ مین گھس کر اپنی خداداد کشش سے اوپر کھینچ لائی ہین - شاہی مکانات کو ہمیشہ زینت دیتے ہے - اور ہمیشہ ان مین رہنے والون کے لیئے ایک قسم کا زندگی بخش مادہ بھی عطا کرتی رہتی ہے - گویہ کل شاہی مکانات موقع کے اعتبار سے بائین باغ ہی کہنا ہے اور اکثر اوقات شاہی خاندان کی عورتین اپنے بالاخانون مین بیٹھ کر چہچہون کی

راہ سے اس باغ کی تروتازگی اور بہار سے اپنی آنکھوں کو لطف سیر اُٹھانے کا موقع دیتی ہین مگر باغبان
قدرت نے چونکہ سب سے زیادہ اس قسم کا مذاق زبیدہ اور عباسہ کی پاک اور نفیس طبیعتون مین عطا کیا ہی
اسوجہ سے ان دونون کے محل سے اس باغ مین آنے جانے کیلیے بھی ایک ایک دروازہ لگا ہوا ہی۔
یہان کی اسقدر حالت دکھانے کے بعد ہم اب آپ کو اسی باغ مین لیے چلتے ہین مگر افسوس اہم
کسوقت یہان آپ کو لائے ہین اگر دن ہوتا تو البتہ یہان کی بہار دکھاتے ا- اسوقت نور رات
کی تاریکی دیکھ دیکھ کر نظر خانۂ چشم سے پاؤن باہر نکالتے ڈرتی ہی اور اس باغ کی بھی اسوقت وہی حالت
ہورہی ہی جو اس زاہد خشک کے باطن کی ہونی چاہیے جسکے دل مین نام کو بھی درد محبت نہو- یا اُس
حسرت نصیب عاشق کے سینے سے اسکو مشابہت دیسکتے ہین جسمین یون کہنے کو تو بیشمار داغ اور زخمون
کا تختہ کھلا ہوا ہی مگر شب غم کے جوش سے دیکھنے والے کو کچھ بھی نظر نہ آتا ہو- اور اگر یہ بھی نہین تو ان دو
عاشق و معشوق کی حسرت خیز حالت سے تو ضرور پوری تشبیہ ہوسکتی ہی جو عین فصل مین چپ اداس اور
مغموم اس سوچ مین بیٹھے ہون کہ ہائے اب کوئی دم مین ہم ایک دوسرے سے چھٹتے ہین اور اس رنج
سے ساری دنیا انکی آنکھون مین کچھ ایسی تاریک ہوگئی ہو کہ اُنکے ارمان اور تمنا بھی انکو کہین نظر نہ
آتے ہون- رات کے گیارہ بجا چاہتے ہین سناٹا پھولون کی پھیلنے والی خوشبو کی طرح چارونطرف
پھیلا ہی اور رات کی تاریکی سارے چمن پر کچھ اسطرح قبضہ کیے ہوئے ہی جسطرح کسی کے کھلے ہوئے بال
اسکے رخ روشن کو اپنے گھونگٹ مین چھپائے ہوئے ہون- ہان تاریکی کچھ کچھ روشنی ہی جو اپنی شعاعی
انگلیان اُٹھا اُٹھا کر اشارے سے بعض بعض چیزون کو بتا رہے ہین اور انہین ہیں انکی سیڑیان کچھ یون ہی
مٹی مٹی سی معلوم ہوتی ہین صدر دروازہ پر تو دو چار آدمیون کا پہرہ بھی تھا مگر وہ دونون دروازے تو
سونے والون کی آنکھ کی طرح اسوقت بند ہین جو اس باغ کی شرقی سمت پر واقع ہین سچ ہے کہ ان چمن کے سوا
کوئی یہان نظر نہین آتا مگر وہ بھی کچھ یون ہی سے شبہ کو- یا وسط باغ مین وہ عالی شان عمارت
نظر آتی ہی جسکی نفاست کو رات کی تاریکی اس لیے اپنے آغوش مین چھپائے ہی کہ خدانخواستہ اسکو
بزم فلک کے زیب و زینت دینے والے ستارون کی کہین نظر نہ لگجائے- روشین دل عشاق کیطرح
سوتی پڑی ہین سناٹے کیطرح سکوت ہر ایک چیز پر برس رہا ہی اور مبدء فیاض کی دی ہوئی قوت
سامعہ اسوقت بالکل بیکار سی معلوم ہوتی ہی یا اسوقت کی حالت دیکھ کر ایسا وہم گذرتا ہی کہ شاید وہ قوت
ہی ہم سے سلب کر لی گئی ہی مگر ہین کچھ کھٹکا تو ہوا جو رات کے سناٹے مین چارونطرف پھیل گیا۔
سُنا ؟- مگر یہ کسیطرف کی آہٹ ہی ! شاید پھاٹک پر پہرے والے ہونگے (ذرا خاموش رہیے) اوہ!

یہ تو بہت ہی نزدیک کی آواز ہے اور بہت پست - اور ادھر مشرق اور جنوب کی طرف سے آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے - دیکھیے نا - وہ اسطرف والا دروازہ کھلا - دیکھا؟ جہان سے پہلے کچھ روشنی کی شعاعین اپنا بدن چراتی ہوئی نکلین اور پھر دروازے کے بند ہوتے ہی غائب ہوگئین - دیکھیے اسی دروازے سے دو عورتین بھی نکل کر اسطرف کو آرہی ہین - کیون - مگر یہ کون ہین ؟ آہا - اب معلوم ہوا - وہ ہون گی شاہزادی عباسہ - بیشک وہی ہونگی - جعفر سے ملنے کے لیے آئی ہون گی - ہان دیکھیے نا - وہ باغ والی کوٹھی کے سامنے جعفر بھی ٹہل رہا ہے اور وہ دیکھیے جواد نے بھی آکر کچھ اس سے کہا - شاید شاہزادی صاحب کی آمد کی خبر دی ہوگی - اب وہ دونون آنے والی عورتین بھی بالکل قریب آگئی ہین اور جعفر آہٹ پاکر جواد سے اسطرح کہہ رہا ہے " جواد دیکھنا تو سہی یہ کون آتا ہے - کوئی اور تو نہین "

جواد " (غور سے دیکھکر) نہین حضور سوسن آتی ہے "

جعفر " اچھا تم اسطرف ٹھہرو " اور یہ کہکر اسی طرف کو بڑھا جس طرف سے عباسہ اور سوسن آرہی تھین - عباسہ جعفر کو آتے دیکھکر پہلے تو کچھ ٹھٹکی مگر پھر اس کے محبت بھرے دل نے خدا جانے کیا اس کے کان مین کہدیا کہ وہ مطمئن ہوکر آگے بڑھی اور جعفر نے اپنے اس دل کے یقین دلانے کے لیے جو کہ عاشقون مین رہکر حسینون کی طرف سے ایسے موقعون پر ضرور بدگمان ہوجایا کرتا ہے بہت پست آواز مین کہا " کون سوسن ؟ "

سوسن " جی حضور " اور آداب تسلیمات بجا لاکر جعفر اور عباسہ کے مابین سے اسطرح ہٹ گئی جسطرح ایسے موقعون پر دنیا مانیہا کے افکار چلتے پھرتے نظر آتے ہین - پہلے تو دونون طرف بہت شوق اور محبت کی نگاہین آپسمین لڑتی رہین مگر آخر کار حیا نے انھین آنکھو کو ضعیف پاکر نیچے جھکا دیا جسکو خدا سمجھے شعراء ازل سے بیمار باندھتے آئے ہین - جعفر نے ہاتھ مین ہاتھ لیا اور محبت اور پیارے عباسہ کے پیارے پیارے ہاتھون کو بوسہ دیکر مزاج پوچھا - اسکا جواب عباسہ کی زبان نے جن الفاظ مین ادا کیا وہ وہ نہین تھا جسکو مزاج پرسی کے وقت ایک عالی قدر شاہزادی کی طرف سے ہونا چاہیے اور نہ وہی جواب تھا جو دنیا سازی کے طور پر حسینون کی زبان سے ایسے موقع پر نکلتا ہے بلکہ ایسے خلوص و ادب کو لیے ہوئے تھا جو ایک فرمانبردار اور محبت کرنے والی بی بی کی زبان سے ادا ہونا چاہیے مزاج پرسی کے بعد عباسہ اسی جگہ کھڑے کھڑے دیر تک جعفر کے اسوقت آنے کا شکریہ ادا کرتی رہی اور پھر اسطرح کہا " مگر خلاف معمول آج یہ کیا عنایت ہوئی "

جعفر " کچھ نہین - بیٹھے بیٹھے اسوقت دل مین آیا کہ صبح چلنا ہے - ایک نظر اور آپ کی زیارت کرلون "

خدا جانے پھر کب دیکھنا نصیب ہو - چلا آیا“

عباسہ ”آپنے بہت ہی اچھا کیا - مین بھی اسوقت یہی باتین کر رہی تھی کہ جواد نے آپکی تشریف آوری کی خبر دی - گویا مُنھ مانگی مراد ملی - تو کیا کل صبح ضرور ہی قصد ہی؟“

جعفر ”جی ہان - بادشاہ سلامت کا حکم - کیا کیجئے جانا ہی پڑے گا - مگر شاہزادی صاحب! خدا جانے یہ کیا معاملہ ہی کہ میرا دل مطلق جانے کو نہین چاہتا - اِس خبر کے نام سے دل کو کچھ ایسی وحشت ہوتی ہی کہ معاذ اللہ اور یہی گھبراہٹ ایک ایسی زبردست چیز تھی کہ جو مجکو کشان کشان اسوقت یہان بھی لے آئی ورنہ آپ خیال کر سکتی ہین کہ یہان کے آنے جانے کی بابت مینے کس کس مجبوری کے ساتھ آپ کے فرمانے کے خلاف کیا - پیاری شاہزادی اسوقت کی سرد ہوا اور اوپر سے گرنے والی شبنم تمھارے نازک جسم کے ساتھ بُرا اثر کر رہی ہوگی اور کھڑے کھڑے تمھارے پاؤن بھی دُکھ گئے ہونگے - آیئے اِس کوٹھی مین بیٹھکر باتین کرین“ اور یہ کہکر دونون اُس کوٹھی کی طرف متوجہ ہوئے جو وسط باغ مین واقع تھی - کوٹھی کے دروازے چارونطرف سے بند تھے اور رات نے بھی اپنا بہت حصّہ صرف ہو جانے کی وجہ سے وہ کُل روشنی گُل کر دی تھی جو اس کوٹھی مین ہر روز شام ہوتی تھی - تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور عباسہ گھبرا گھبرا کر یہ کہہ رہی تھی ”ای ہی تو یہ یہان اسوقت کس بلا کا اندھیرا ہی - معاذ اللہ“ عباسہ کی یہ کیفیت دیکھ کر سوسن نے جلدی جلدی روشنی کا انتظام کیا جسکی شعاعین بجز اسکے کہ ان دونون کا مُنھ دیکھین اور کسی طرف نہین پھیل سکتین - ادھر جعفر اور عباسہ اُن کرسیون پر بیٹھ گئے جو برآمدے مین پڑی ہوئی تھین - اِدھر اُدھر کے تذکرے گو درمیان مین آ آکر ان دونون کی طبیعت کو اور طرف متوجہ کر رہے تھے مگر خدا جانے کیا بات تھی کہ انکا دل اسوقت مطلق نہین بہلتا تھا اور نہ ان کے چہرے پر اس مسرت اور خوشی کا کہین نشان پایا جاتا تھا جو ایسے مغتنم اور قابل قدر وقت مین بہت کثرت کے ساتھ ان لوگون کے حصّے مین آجاتی ہی جنکے چہرے اور دل پر فراق کے صدمے اُٹھاتے اُٹھاتے کُھلائے ہوئے پھولون کی طرح زردی اور اوداسی چھا جاتی ہی رہ رہکر جعفر کا دل اسکے سینے مین گھبراتا تھا اور بجز ٹھنڈی سانسین لینے کے اُس قسم کی دل خوش کن ایک بات بھی زبان تک نہ آتی تھی جسکو تخلیے کے عالم مین ارمان اور تمناؤن کے اصرار سے انسان کسی طرح ضبط ہی نہین کر سکتا - عباسہ چُپ بیٹھی ہوئی جعفر کی یہ حالت دیکھ رہی تھی - طرح طرح کے خیالات دل مین اُلجھن پیدا کرتے ہوتے اِسکے ذہن مین آتے تھے اور پھر وہ جعفر کو ٹھنڈی سانسین لیتے دیکھ کر اسطرح یکبارگی اسکے دماغ سے نکل جاتے تھے جس طرح جعفر کے ارمان اور آرزوئین اسوقت دل کی طرح شدت انقباض سے تنگ آکر آہ مین ملے ہوتے غیب کا حال دریافت

کرنیکے لیئے آسمان کی طرف جاتی تھین - عباسہ سے اب ضبط نہو سکا اور وہ بہت حیرت اور تعجب کے لہجے مین اسطرح جعفر سے کہنے لگی "آخر اسقدر آپ کو تردد کیون ہے ؟"

جعفر "کیا بتاؤن - خود مجھکو بھی اسکی وجہ نہین معلوم ہوتی - مگر ہان دل کے اضطراب کی آج جو حالت ہے ایسی کبھی نہ تھی"

عباسہ "یہ کیون - سبب !"

جعفر "پیاری شاہزادی کہتا تو ہون کیوئی وجہ ہو تو کہی جائے - ہان ایک" اور خاموش ہو رہا -

عباسہ "کیا کیا کہتے کیون نہین ہو - ایک کیا ؟"

جعفر "نہین کچھ نہین"

عباسہ "نہین - مین ایک نہ مانون گی - آپکو ضرور کہنا پڑے گا - خدا کے لیئے بتا دیجیے - ورنہ دیکھیے میری بُری حالت ہوئی جاتی ہے"

جعفر "(ٹھنڈی سانس لیکر) پیاری شاہزادی اصل بات یہ ہے - ابھی تھوڑے دنون کا تذکرہ ہے کہ ایک روز شب کے وقت مین آپکے بھائی جان سے رخصت ہو کر چلا اُسوقت وہ پلنگ پر استراحت فرما رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نیند اُنکی آنکھون مین آئی جاتی ہے - منھ چھپا ہوا تھا اور اس کمرے مین بجز میرے اور اُنکے کوئی تیسرا نہ تھا اُن کا خیال تھا کہ مین فوراً وہان سے چلا گیا ہون لیکن اتفاق سے اُسوقت تک مین کمرہ سے باہر بھی نہین نکلا تھا کہ مین نے سُنا "اگر مین اس کمبخت کو قتل نکرون تو اسکی صورت دیکھنے سے یہ بدرجہا اچھا ہی کہ یہ خود ہی مجھکو قتل کرڈالے" یہ باتین آپکے بھائی جان صاحب کی زبان سے نکل رہی تھین - اس جملے کے ختم کرنے کے بعد معاً خلیفہ نے اپنا منھ لحاف سے نکالکر دیکھا اور مجھکو دیکھتے ہی اُنکے چہرے کا رنگ اُسیطرح فق ہو گیا جسطرح صبح کا آثار نکلنے کے بعد پچھلی شب کا رنگ اُڑ جاتا ہی گھبرا گئے - اور پھر اسطرح فرمایا "جعفر مین نے ابھی کہا تھا تمنے اسکو سُن لیا" پیاری شاہزادی اب تک میرا خیال تھا کہ شاید ابھی آنکھ جھپک گئی ہے اور وہ خواب مین اسطرح کہہ رہے ہین لیکن اُنکے اس سوال نے میرے خیال کو فوراً بدل دیا اور چونکہ اسوقت یہان میرے سوا کوئی اور نہ تھا اس سبب سے میرے پاس اسکی کوئی وجہ نہ تھی کہ مین اسکو اپنے حق مین نہ سمجھتا - مین نے جواب مین فوراً کہا "نہین ! مین نے کچھ نہین سُنا" مگر یہ میرا انکار ایسا نہ تھا کہ باور کر لیا جاتا - پھر ارشاد ہوا "نہین تمنے ضرور سُن لیا - اس وقت مین تمھارے اختیار مین ہون - جو چاہو کرو - اور کسی بات کا آیندہ مجھکو موقع نہ دو" مین نے پھر ہاتھ جوڑ کر عرض کیا "نہین مین نے مطلق نہین سُنا - حضور یہ کیا فرماتے ہین - میری سمجھ مین مطلق نہین آتا - مین سچ کہتا ہون"

اسقدر گفتگو کے بعد مین چلا آیا اور گو اسوقت سے اب تک مین نے انکی قدیم عنایات مین کسی قسم
کا فرق نہین پایا لیکن اسکا اندیشہ پیاری شاہزادی اسیطرح کانٹا بنا ہوا میرے دل مین کھٹک رہا ہو
جسطرح خدا رکھے تمھاری محبت بھری نظرین بے طرح دل مین ہر وقت خلش پیدا کر دیتی ہین بس
فرق صرف اسقدر ہی کہ اسمین تو زندگی کا لطف ملجاتا ہی اور اسمین موت کا مزا۔"

عباسہ حیرت کی تصویر بنی ہوئی یہ سب باتین چپ چاپ سن رہی تھی۔ ایک مرتبہ چکر کھا کر خون رگون
مین خشک ہو گیا تھا۔ طبیعت کے انقلاب سے اٹھتے ہوئے بخارات کی طرح اسکا سر پھر رہا تھا
جسکو وہ ایک ہاتھ سے سنبھالے ہوئے کبھی تو آنکھ اٹھا اٹھا کر اس حرح گرفتار کی طرف دیکھ لیتی تھی
جو اسکی دشمنی پر تلا ہوا تھا اور کبھی بیقرار ہو کر اس زمین پر گر پڑتی تھی جسمین بہت مایوسی کے ساتھ اسوقت
اسکی سارے تمنا اور آرزوئین مل رہی تھین جعفر نے جسوقت اپنی تقریر کے سلسلے کو ختم کیا اسوقت
عباسہ کو مطلق ہوش نہ تھا اور اسکے دل کیطرح کوئی قوت اسکے اختیار مین نہ تھی مگر اسوقت دل کا ٹھہرا ہوا
تحیر اور استعجاب ایک ایسی چیز تھا جسنے اسکی زبان سے یہ کہلا کر خاموش کر دیا "ہائین! سچ؟"

جعفر "(ٹھنڈی سانس لیکر) کیا کہون۔ آہ یہی تو ایک ایسا اشارہ تھا جو اسوقت مجھکو تمھارے
پاس کشان کشان لے آیا۔ پیاری شاہزادی! خدا میرے خیال کو غلط کرے۔ مگر انکی اسدن کی باتون
سے مجبور رہ کر اسی امر کا اندیشہ ہوتا ہی کہ خدانخواستہ خدانخواستہ انکو کہین میرے عشق و
محبت کا حال نہ معلوم ہو گیا ہو؟!"

عباسہ "شاید! مگر مین نے تو اس کے چھپانے مین جسقدر کوشش کی ہی اس کو
آپ خوب جانتے ہین۔"

جعفر "ہان اسمین شک نہین مگر پیاری شاہزادی آپ خیال تو کیجیے۔ حمل اور بچے کا تولد یہ کچھ ایسی
باتین ہین جو کسی کے چھپائے سے چھپ سکین! بہت مشکل ہی۔ لیکن یہ میرا فقط ایک خیال ہی
خیال ہی۔ جائز ہی کہ وہ انکا اس شب مین کہنا کسی اور ہی خفگی کا باعث ہو۔ لیکن ہان اب مجکو
اطمینان تو انکی طرف سے نہین رہا۔"

عباسہ "ہان بیشک اطمینان کسطرح ہو سکتا ہی۔ مگر مین نے تو آپکے اور اپنے معاملے مین انکی
طرف سے آج تک کسی قسم کا فرق نہین دیکھا جسطرح پہلے انکی نظر عنایات تھی ویسی ہی اب بھی ہی۔ ظاہر
مین تو کوئی بات نہین معلوم ہوتی۔ اور کیا عجب ہی کہ آپ کے گمان کے موافق وہ منحوس فقرہ
انکی زبان سے سوتے ہی مین نکل گیا ہو۔"

جعفر "ہان میرا تو یہی شبہہ تھا مگر اس کے بعد انھون نے مجکو دیکھ کر جو کچھ کہا اُس نے میرے خیال کو بالکل پلٹ دیا اور اس امر کو ثابت کر دیا کہ جو کہا میرے ہی بابت کہا اور حالت خواب مین بھی نہین بلکہ بیداری مین"

عباسہ "نہین۔ سونے کی حالت مین وہ الفاظ انکی زبان سے نکلے ہون گے مگر معاً جب ہوشیار ہونے کے بعد آپ کو دیکھا ہو گا تو اس خیال سے کہ مبادا آپ اسکو اپنی نسبت سمجھین انھون نے اس امر کو کہہ دیا کہ اگر تم کو میری طرف سے کچھ بدگمانی ہو تو اسوقت مین تمھارے اختیار مین ہون یا اگر یہ نہین تو یہ بات ہوگی کہ حالتِ خواب مین بھی آپکے دشمنون کی طرف یہ ارادہ کرنا ایسا بُرا سمجھے کہ فقط اُسی کی پاداش مین اُنھون نے اپنے آپ کو مجرم بنا لیا"

جعفر "ہان خدا کرے ایسا ہی ہو۔ تمھارا ہی خیال سچ نکلے۔ مگر پیاری شاہزادی مرتے دم تک تو یہ کھٹکا اب کسیطرح میرے دل سے نہین نکل سکتا۔ آہ میرے دلمین بہت بُرے بُرے خیالات آتے ہین۔ بہت ہیبت ناک صورتین میری آنکھون کے سامنے پھر رہی ہین اور یہ کچھ نئی بات ہی کہ آج کسی طرح تمھارے پاس سے جانے کو میرا جی نہین چاہتا۔ مین نے خدا جانے کس کس شوق کی نظر سے تمکو دیکھا ہی مگر پیاری شاہزادی جس حسرت کی نظر سے تمکو میری آنکھین آج دیکھ رہی ہین شاید مین نے اپنی یاد مین اسطرح تمکو کبھی نہین دیکھا۔ خدا جانے کیا بات ہی۔ مگر نہین اب آپ کو جانا چاہیئے۔ آج سفر کی تیاری کی وجہ سے اکثر لوگ جاگتے ہونگے شاید آپ کی تلاش ہو اگر زندگی ہی تو پھر ملین گے مگر پیاری شاہزادی مین تمھارا بہت خطاوار ہون۔ مین نے تمھارے نازک دلکو بہت رنج پہونچائے ہین۔ زندگی کا کوئی اعتبار نہین خدا کے لیے میرا کہنا سُنا معاف کرنا"

جعفر جس لب و لہجہ مین یہ باتین کر رہا تھا وہ بہت ہی پُر درد تھا۔ دل کی افسردگی سے انتہائی درجہ کی اُداسی چہرے پر چھائی ہوئی تھی اور جب آخری فقرے پر پہونچکر اسکی زبان تھرتھراتی ہوئی آواز مین رُکی تھی تو بے اختیار اسکی آنکھون سے آنسو نکل پڑے تھے۔ عباسہ گو اب تک اس کا اغتشار کم کرنے کے لیے اپنے آپ کو بہت سنبھالے ہوئے تھی مگر جعفر کی یہ حالت دیکھ دیکھکر اب اسکو بھی ضبط کی تاب نہ تھی بے اختیار آنکھون مین آنسو بھر لائی اور بھرّائی ہوئی آواز مین اسطرح کہنے لگی "خدا جانے آپ کو کیا ہو گیا ہی۔ کس کس طرح کی آج آپ باتین کرتے ہین۔ خواہ مخواہ کے لیئے ایک بات فرض کر لی ہی۔ خدا نے چاہا تو بہت جلد ملین گے۔ اسمین گھبرانے کی کیا بات ہی۔ آپ آبدیدہ کیون ہوتے ہین"

جعفر "آہ پیاری شاہزادی میرا دل بہت مضبوط تھا کسیطرح کا رنج و غم میرے دل پر اثر نہین کر سکتا اور نہ کبھی کسی قسم کے خوف سے مجھکو ڈر تھا مگر آہ پیاری شاہزادی تمھاری محبت نے اب میرے دل کو بودا کر دیا ہی بالکل بودا - آہ - آپ سب میرے حوصلے اور ہمتین پست ہوگئی ہین اور رنج و غم کی پے درپے آنے والی موجون سے اُمڈے ہوئے دریا کی طرح دل بھر آتا ہی اور یہی جی چاہتا ہی کہ خوب دل کھول کر روؤن" اور یہ کہکر بے اختیار عباسہ کے گلے سے لپٹ گیا اور کچھ اس درد سے رویا کہ عباسہ بھی زار و قطار رونے لگی -

آہ نہین معلوم تھا کہ جعفر کے دل پر اسوقت ایسے کیا اندیشناک خیالات آرہے تھے اور اس کے دل پر کیا گزر رہا تھا کہ وہ باوجود ایک مستقل مزاج انسان ہونے کے اسوقت اسقدر وارفتہ اور نڈھال ہو رہا تھا - دیر تک دل کے بخارات زمانے کی سرد مہری دیکھ دیکھ کر اشک حسرت بنے ہوئے آنکھون سے نکلتے رہے اور پھر اس رونے کے تار کو جس چیز نے توڑا وہ وہی افشائے راز کا اندیشہ تھا جسکا خیال اسوقت بھی موت کے کھٹکے کی طرح لگا ہوا تھا - مگر اب بھی اس کا سلسلہ باقی تھا - آنکھین اگر اشکبار نہ تھین تو آنسو آنکھون مین ڈبڈبائے ہوئے ضرور تھے اور بھرائی ہوئی آوازمین فی امان اللہ اور خدا حافظ کے دل ہلانے والے الفاظ زبان سے نکل نکل کر ایک دوسرے کو رخصت کر رہے تھے - آہ وہ بہت بُری گھڑی تھی جس مین عباسہ جعفر کے رخصت کرنے کے بعد باغ سے اپنے محل کو پھری - سارا باغ سنسان تھا - اندھیری رات مین درخت کالی بلاسے معلوم ہوتے تھے اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ایک بدن مین لرزہ پیدا کرتی ہوئی چل رہی تھین - کانٹے اسکے دامن سے اُلجھ رہے تھے - شاخین چپ سکوت مین کھڑی تھین اور پتے کفِ افسوس مل رہے تھے - پھولون نے اپنے دل کی پژمردگی دیکھکر رات کی تاریکی مین اپنا مُنھ چھپا لیا تھا اور دلتنگ غنچے ہمدردی کی راہ سے بہت افسوس کے ساتھ شاخون کی آغوش مین اپنی اپنی گردن جُھکا کر رہ گئے تھے -

عباسہ ابتک جو بہت استقلال کے ساتھ اپنے دل کو سنبھالے ہوئے تھی اسکی خاص وجہ یہ تھی کہ اسکو جعفر کے خیالات کا بدلنا اور اسکے دل کو سنبھالنا مدنظر تھا - لیکن اپنے آرام کرنے کے کمرہ مین پہونچتے ہی پہونچتے اسکو اپنا دل سنبھالنا مشکل پڑ گیا - جعفر کی باتین یاد کر کر سناٹے مین آگئی اور اس انتشار مین خدا جانے اسنے چپ بیٹھے بیٹھے کہان کہان کی سیر کی اور کس کس قسم کے خیالات اسکے حواس کو پریشان کرتے ہوئے اس کے دل مین آئے - دل کی افسردگی سے کبھی تو پلنگ پر لیٹ جاتی تھی

اور کبھی اُٹھ بیٹھتی تھی - اِسکی دلی اُلجھن اور بیقراری اسیطرح اسکو پہلو بدلوا رہی تھی کہ یکبارگی وہ قلم کاغذ لے کر بیٹھ گئی اور اس مضمون کا ایک خط لکھ کر ریاس کے نام اسیوقت مکہ معظمہ روانہ کیا "کہ تم لڑکے کو لے کر فوراً اور کسی طرف کو چلے جاؤ" اور پھر بڑے انتشار اور اضطراب کے ساتھ کروٹین بدل بدل کر رات کی کٹھن گھڑیان اسیطرح کاٹنے لگی جسطرح کوئی جان توڑتا ہو - گو رات اَب بہت کم رہ گئی تھی مگر جسقدر رہتی عباسہ کے لیے بہت تھی - وہ تکلیفین تو ضرور انسان برداشت کر جاتا ہی جنکے بعد کچھ راحت و خوشی کی امید ہوتی ہی لیکن وہ گھڑیان کسیطرح نہین کٹتین جنکے بعد بھی کسی طرح کی کوئی دل خوش کُن امید نہین ہوتی - آہ یہ رات عباسہ کے لیے بہت سخت رات تھی - جو لمحہ گذرتا تھا نہایت مشکل سے گذرتا تھا اور جو کمبخت گھڑی آتی تھی اسکی جان ہی لیتے کا تہیہ کر کے آتی تھی - خدا خدا کر جب رات آخر ہوئی تو اُس نے وہ قیامت خیز سانحہ اپنی آنکھون سے جس کے چھپانے کے لیئے رات نے ابتک تاریکی کا پردہ چھوڑ رکھا تھا اور جسکے دیکھنے کے اندیشے سے اسکی نظر اسکی آنکھ کے پردون مین ابتک چھپی بیٹھی تھی دیکھا یعنی جلد جلد سفر کی تیاریان شروع ہو گئین - سارے گھر مین چھل بھل مچ گئی - وزارت پناہ بھی جانے کے لیئے آ گیے اور بادشاہ سلامت بھی چلنے کے لیئے تیار ہو گیے -

ہائے صبح ہوتے تو اکثر دیکھی ہو گی مگر ایسی ڈراونی صبح کبھی دیکھنے مین نہین آئی - ستارون نے خوف زدہ ہو کر آسمان کی نیلی چادر سے اسوقت اپنا مُنھ چھپا لیا تھا اور جنکو گھبراہٹ مین ابھی اسکا بھی موقع نہین ملا تھا وہ دانت نکال نکال کر رہ گیے تھے - چڑیان ڈر کے مارے اپنے اپنے نشیمنون مین چلا رہی تھین اور دل شکستہ اور رانده وگین عباسہ اُن مسافران حجاز کو شوق و حسرت کی نظر سے دیکھ رہی تھی جنکے جانے کی ابھی جلد جلد تیاریان ہو رہی تھین - آہ تھوڑی دیر مین جانے والے تیار ہو گئے - باڈی گارڈ کا رسالہ بھی کیل کانٹے سے درست ہو کر آ گیا اور پھر اس نے اپنی حسرت بھری آنکھ سے دیکھا کہ جعفر اور ہارون رشید مع اپنے ہمراہیون کے مکے شریف کی طرف روانہ ہو گیے -

ستّرھوان باب

الٰہی خیر!

گرہ ابرو پہ ہی منھ لال سے ہے چتون ہی پھری
آج اُنھین اور ہی سامان سے ہم دیکھتے ہین

جعفر اور عباسہ کے حالات گو زبیدہ نے بہت تفصیل کے ساتھ ہارون رشید سے بیان کر دیے تھے اور اس نے بطور خود بھی دریافت کرنے مین جہان تک ممکن تھا کوشش کی لیکن اسپر بھی اس خلوص اور اطمینان نے جو اسکو ان دونون کی جانب تھا ایک عرصے تک اس امر کا اچھی طرح موقع نہین دیا کہ وہ اسیطرح اُن سُنی سنائی باتون پر یقین ہی لے آئے جسطرح زمانے کے بدگمان لوگون نے اپنا عام اصول کر لیا ہی لیکن جب متعدد طریقون سے زبیدہ کے کہنے کی تصدیق ہو گئی تو پھر کوئی اسکی وجہ بھی نہ تھی کہ وہ اس واقعہ کو محض غلط اور بے اصل ہی سمجھتا - اسکو چونکہ یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ وہ لڑکا مکہ مین ہی اسوجہ سے اسکو ضرور ہوا کہ وہ وہان جاکر اس قوی شہادت کو بھی خود اپنی آنکھون سے دیکھے - نکتہ چین طبیعتون اور عیب جو لوگون کے دلون کو اب بھی رہ رہ کر اُلجھن ہو رہی ہوگی اور وہ اپنے دلمین کہتے ہونگے کہ ہارون رشید نے جب عباسہ کا عقد جعفر کے ساتھ کر دیا تھا تو پھر اس کو اس قسم کی انوکھی اور نرالی شرطین بھی لگانا بالکل بے موقع تھین اور اگر شاہی نازک مزاجی اور ضد نے ایسا بھی کہلا دیا تھا تو خیر لیکن اسپر اسقدر ہٹ کرنی کیا ضرور تھی اگر وہ پوشیدہ طور پر کسی حرکت کے مرتکب ہو گئے تھے تو خیر بشر تھے - چشم پوشی کرنی چاہیے تھی - لیکن نہین - یہ کوئی معمولی بات نہ تھی - اس کا فیصلہ کچھ اچھی طرح وہی شخص خوب کر سکتا ہی جس سے خود اسی کی ذات کو تعلق ہو اور اسکے قبضۂ اقتدار مین ایک بڑی سلطنت کی عنان حکومت بھی رہی ہو -

پردہ کے شرعی عذر رفع کرنے کے لیئے ہارون رشید نے عقد تو بیشک ان دونون کے اطمینان کو کر دیا تھا لیکن اسکے ممالک محروسہ مین جعفر کی جیسی دہاک بیٹھی ہوئی تھی - جیساکہ اسکا اختیار تھا - اور جسطرح ساری رعایا کے دل جعفر کے ہاتھ مین تھے اسکو ہارون رشید خوب جانتا تھا - اور اسکو ابتدا سے اس امر کا خوف اور اندیشہ لگا ہوا تھا کہ اگر خدانخواستہ جعفر کی کوئی اولاد نرینہ عباسہ کے بطن سے ہو گئی تو شاید پھر میرا تخت و تاج میرے خاندان مین رہنا بہت مشکل ہو جائیگا - پولیٹیکل (ملکی) معاملات پر غور کرنے والے اس معاملے کی نزاکت کو اچھی طرح سمجھتے ہونگے کہ یہ واقعہ ہارون رشید کی برہمی مزاج کے لیئے کہانتک موثر ہو سکتا تھا - وہ اسی طیش و غضب مین بھرا ہوا مکے پہونچا اور حج کے فارغ ہونے کے

بعد پوشیدہ طور پر وہ اسی فکر مین مصروف ہوا جو اس مرتبہ اسکے یہان لانے کی قوی باعث
تھی لڑکے کی یہان تلاش و جستجو کی گئی لیکن عباسہ کا خط اس سے پہلے یہان آگیا تھا اسوجہ سے
ریاس وغیرہ اسکو ساتھ لیکر کسی اور طرف کو نکل گیے تھے - یہان کہین اُس کا پتہ نہ چلا مگر یہان بہت
مشکل اور بڑی تدبیرون سے اسقدر معلوم ہو گیا کہ واقعہ سچا ہی - اور وہ لڑکا آجکل یمن مین ہی - فوراً آدمی
روانہ کیے گیے اور انھون نے جلتے ہی جاتے یمن کی گلیون کی خاک چھان ڈالی - کوئی گھر
ایسا نہ تھا جس کو انھون نے نہ ڈھونڈا ہو اور کوئی تدبیر ایسی نہ تھی جو انھون نے اُٹھا رکھی ہو
بالآخر وہ صاحبزادے ملے اور لانیوالون نے مکے مین لاکر ایسے وقت خلیفہ کے حضور مین پیش
کیا کہ اسوقت بجز انھین دو تین آدمیون کے جنکے ذریعے سے یہ کام انجام پایا تھا اور کوئی غیر موجود نہ تھا -
یہ ابھی سال ڈیڑھ سال کا بچہ تھا - زبان گو پھوٹ چلی تھی مگر منھہ سے نکلنے والے الفاظ مطالب کو
ابھی اچھی طرح نہین ادا کر سکتے تھے اور اسکے حسن و جمال کی نسبت تو فقط اسیقدر خیال کر لینا چاہیے کہ
وہ عباسہ سی حسینہ و جمیلہ عورت کے بطن سے پیدا ہوا تھا اور پھر اُسی جعفر کا بیٹا تھا جسکی شکل و شمائل
کی دلفریبیان دیکھ دیکھ کر پری پیکر عباسہ کا سارا غرور حسن اسیطرح سے نکل گیا تھا جس طرح
جعفر کی صورت دیکھتے ہی اس کا دل اسکے قابو سے نکل گیا تھا -

ہارون رشید دیکھتے ہی آگ ہو گیا - آنکھون سے دھوان نکل گیا شعلے منھہ سے نکلنے لگے اور اُس لڑکے
کی صورت شکل جعفر اور عباسہ سے بہت مشابہ پاکر اسکو زبیدہ کے بیان کا بالکل یقین آگیا -

اب ہارون رشید اپنے اختیار مین نہ تھا وہ غصے سے جو اتبک دل مین چھپا بیٹھا تھا یکبارگی تیور بدلکر
خون کی طرح رگ رگ مین دوڑتا ہوا ظاہر جسم کیطرف اسی طرح نکل آیا جسطرح کوئی طیش اور غضب مین اپنے
جامے سے باہر ہو جاتا ہی اور پھر اسیطرح اپنے دل سے کہنے لگا وہ بیشک یہ جعفر کا لڑکا ہی ! - اور عباسہ کے
بطن سے !! بیشک اُسی دونون کی صورت سے ملتی ہوئی ہی - جعفر نے غضب ہی کیا - افوہ بڑا غضب ! - مین نے
کس قدر منع کر دیا تھا - مگر نہ مانا نہ مانا - اور اس ننگ خاندان عباسیہ کو دیکھیے کس کس طرح سے سمجھا دیا تھا - مین نے
لیکن کمبخت نے ایک نہ سنی - اچھا اب وہ وقت قریب ہی آگیا ہی کہ اس نافرمانی اور خود سری کی سزا دیجائے
بہتر بہتر - مگر بیشک ایسے معاملات مین کسی پر اطمینان کرنا بالکل عقل کے خلاف ہی مجھسے بڑی غلطی ہوئی -
افسوس ! - آہ جعفر اور عباسہ مجھکو عزیز تھے مگر اب اسوقت انکا خیال بھی مجھکو کیسا کالی بلا سا معلوم ہوتا ہی -
بالکل نفرت ہوئی جاتی ہی بالکل نفرت - اب ان صاحبزادے کے سامنے امین اور مامون کو کون پوچھے گا سب لوگ
جعفر کے قابو مین ہین سب انھین حضرت کا کلمہ پڑھین گے - افسوس - افسوس - حقیقت مین اسکا زندہ رہنا اچھا نہین -

سلطنت مین بہت خرابیان پڑجائین - خرابیان کیا - یہ کہنا چاہیئے کہ سلطنت ہمارے خاندان مین نہین رہ سکتی اور اسپر یہ اور غضب ہوگیا ہی کہ جعفر میریطرف سے مین سنتا ہون بہت بدگمان ہوگیا ہی - سنا ہی اُس نے اپنے سلاح خانہ کو بھی آجکل بہت ترقی دی ہی یہ سب میرہی لیئے سامان ہورہے ہین - ضرور میرے ساتھ دغا کریگا"

ان خیالات کے آتے ہی اس کے چہرے کا وہ رنگ جو ابھی معشوق طبعون کے مزاج کیطرح رنگ بدل رہا تھا بالکل سرخ ہوکر رہ گیا - گویا اسکے خیالات کا سلسلہ اس خیال تک آتے ہی ایک ایسی حد پر پہنچ گیا تھا کہ جس سے اب اسکو تجاوز کرنے کی ضرورت نہ تھی اور نہ اسکا خیال پلٹتا ہوا نظر آتا تھا اسکی خشمگین آنکھون سے لہو ٹپک رہا تھا - ابرو تیغ قضا کیطرح کھنچے ہوئے تھے اور چین جبین کے بدلتے ہوئے تیور کچھ ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا چمکدار تلوارین تڑپ تڑپ کر چل رہی ہین - ٹیڑھی اور ترچھی نظرین بہت قہر آلود تھین جنکے خوف اور ہیبت سے وہ پتلیان خود ہی گوشہ چشم کیطرف پھری جاتی تھین جنسے یہ نگاہین تیر ستم بنی ہوئی نکل رہی تھین -

غضب سلطانی کا جوش اسوقت اسکی زبان سے وہ حکم ناطق کہلانا ہی چاہتا تھا جو اس بچہ کی جان لینے کے لیئے کافی تھا کہ اسکی ترچھی نگاہ دفعتہً سیدھی ہوکر اسکی آنکھون کی طرف پھری اور دو صف مژگان کچھ سوچ سمجھ کر نیچے جھکی - جو اسی کم نصیب بچہ کی برگشتگی بخت کی طرح ابھی تیر سنبھالے ہوئے تیار کھڑی تھی - نتیجہ یہ ہوا کہ خدا ترسی کے خوف نے اسکے نازک اور پاک دل کو ہلا دیا اور یہ اپنے دل سے اسطرح کہنے لگا "مگر اس معصوم بچے نے کیا کیا ہی - اسکی کیا خطا سمجھنا تو جعفر اور عباسہ کے چاہیئے جو اسطرح بیخوف اور نڈر ہوکر اسکے عدم سے لانیکے باعث ہوئے کیون ہے؟"

اس خیال کے آتے ہی اسکے چہرے پر ایک قسم کی بدیہی ناخوشی ظاہر ہوئی جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکا ارادہ اسکے خیال سے ابھی مخالفت کر رہا ہی - مگر نہین ایک ناکردہ گناہ بچہ کے خون ناحق مین اپنا ہاتھ رنگنا کوئی معمولی گناہ تھا خدا کا خوف ہر ایک پاک دل پر غالب آجانیوالی چیز ہی - ہارون رشید سہم گیا اور بالآخر اسکو اپنی زبان سے یہ کہدینا پڑا کہ "وہ اسکی کوئی خطا نہین ہی - اسکو تم لوگ جہان جی چاہے لیجاؤ مگر ایسی جگہ کہ ہم کبھی پھر اسکا نام تک نہ سنین"

گو یہ بہت رحم کا حکم تھا مگر جس لب و لہجہ سے یہ سننے والون کے کانون تک پہنچایا گیا تھا وہ بہت ہی سخت تھا لانیوالے لوگ فوراً اسکو شاہی نظر کے سامنے سے ہٹالے گئے اور پھر نہین معلوم یہان سے لیجا کر خدا جانے انھون نے اس بچہ کو کس پردے مین چھپا رکھا کہ اہل دنیا نے اسوقت کے بعد پھر اسکا تذکرہ بھی نہ سنا - ہارون رشید نے اس وقت جس انتہائی درجے کے رحم سے کام لیا اس سے بظاہر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ شاید سلطانی قہر کی بھڑکی ہوئی آگ کچھ اب دب گئی مگر نہین اسکے چہرے کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ غصہ غضب کا شرارہ بنا ہوا اسکی رگون مین بہت تیزی کے ساتھ ابتک بھی دوڑ رہا ہی - گو اسکے ساتھ چہرے پر جابجا ضبط اور تحمل کے نشان بھی نظر آجاتے ہین مگر وہ اسیطرح سنسنے سے ہین جسطرح اب جعفر اور عباسہ کے اقبال اور عروج کے

چمکدار ستارے ایک عاقبت اندیش اور ذہین شخص کی دوربین نگاہ مین دُھندلے نظر آسکتے ہین۔
گو ان صاحبزادے کی تلاش۔ ان کا ہاتھ آنا اور پھر انکا زندہ اور سلامت نکلوا دیا جانا یہ سب باتین بہت
اخفا اور احتیاط کے ساتھ کی گئین لیکن ایسی باتین کہین چھپتی ہین !۔ ایک سے دوسرے کو دوسرے سے تیسرے کو خبر
ہوگئی اور فوراً یہ خبر سارے لشکر مین پھیل گئی کہ "وزارت پناہ اور شاہزادی عباسہ مین ایسا ایسا کچھ ہوا اور
وہ لڑکا بھی بادشاہ سلامت کے حضور مین پیش ہوگیا۔ خیر جان تو اسکی بچ گئی۔ مگر شہر بدر بھی کر دیا گیا۔"
یہ سنتے ہی سب متحیر ہوگئے۔ سب کو اچنبا سا ہوگیا۔ علی الخصوص وہ لوگ تو دانتون تلے انگلی ہی داب کر
رہ گئے جنکو اب تک جعفر اور عباسہ کے عقد سے بھی خبر نہ تھی۔ مگر آہ۔ وہ گھڑی بہت ہی بُری تھی
جسوقت جعفر کے کانون مین ان سب واقعات کی وحشت انگیز خبر ستم ڈھاتی ہوئی پہونچی !۔ اُف !!
دل تھام کر رہ گیا۔ روح بےچین ہو کر اس کے تن سے نکلنے کے لیے ادھر اُدھر ہر گون مین ڈھونڈنے
لگی اور دل کے یک بیک اُٹھنے والے بخارات آنکھون کا حجاب بنکر دنیا کی کُل کائنات کو اسکی نظر سے
چھپانے لگے۔ دل کی افسردگی دیکھ دیکھ کر دماغ کی وہ تنگ گذرگاہین بند ہو کر رہ گئین جنمین حس اور حرکت
کی قوتین قدرتی طور پر سیر کرتی رہتی ہین اور تھوڑی دیر کے لیئے بیخودی کی ایک کیفیت سی طاری ہوگئی
خدا خدا کر کے جب اس حالت مین کچھ کمی ہوئی تو رنج۔ انتشار غم۔ فکر۔ بدنامی۔ عزت و آبرو کا اندیشہ
پیاری عباسہ کی رسوائی اور اسکی جان کا خوف اور اسی کے ساتھ اپنی جان جانے کا یقین آجانا یہ
وہ باتین تھین جو بلائے ناگہانی کیطرح یکبارگی جعفر کے دل پر ٹوٹ پڑین اور یہ اپنے اُڑے ہوئے حواسون کو
مجتمع کر اسطرح اپنے دل سے کہنے لگا "آہ۔ اب کیا ہوگا !! جسکا جواب اسکے افسردہ اور مایوس دل نے بہت
ناامیدی کے ساتھ اسطرح دیا۔ بس اب کیا ہونا ہے۔ جو مقدر مین تھا وہ ہوگیا۔ اب جان بچنے کی
کوئی صورت نہین۔ بس فقط حکم کی دیر ہے۔ ایسی نافرمانی اور ایسا قصور دیکھ کر کوئی کسی سے درگذر کر سکتا ہے!
ہرگز نہین۔ اور پھر بادشاہ وقت !! کبھی نہین ہو سکتا !!!۔ آہ۔ اس اندیشے اور خوف سے تو مین ہمیشہ اُن سے
کھنچا کھنچا رہتا تھا۔ مگر باغ مین اُس دن اُنکی بےچین کر دینے والی حرکتون اور خود کشی کے ارادے نے
مجکو بالکل مجبور کر دیا۔ آہ اُسوقت مین اندھا ہوگیا تھا۔ کچھ نہین سوجھا۔ پیاری شاہزادی یہ سب تمہاری
ہی عنایتون کے نتیجے ہین۔ اگر تم مجکو اسطرح مجبور نہ کرتین تو شاید مجھ سے ایسی حرکت کبھی نہ ہوتی۔ مگر نہین نہین
تمہاری ہی کیا خطا ! اگر بادشاہ سلامت میرے تمہارے درمیان سے وہ شرعی پردہ نہ اُٹھا دیتے جو انسان کو
صدہا خرابیون سے بچانے کے لیئے مرد اور عورت کے درمیان مین چھوڑا گیا ہے تو ایسا کیون ہوتا لیکن
نہین۔ انصاف شرط ہے۔ انھون نے بھی تو شرع اور محبت کی وہ مجبور کر دینے والی ضرورتون سے لاچار ہو کر اس امر کو

جائز رکھا تھا - ورنہ وہ ایسا کیون کرتے - کچھ نہین - یہ خوبیِ تقدیر تھی - آخر میرے مدارج اور مراتب کی کوئی انتہا بھی تو ہونی چاہیئے تھی - نا - بیشک سلاطین کی مصاحبت بہت اندیشناک چیز ہی - ہمیشہ دور ہی رہنا چاہیئے - مگر آہ پیاری شاہزادی کی کیسی رسوائی ہوئی - ہائے جب وہ یہ خبر سنین گی تو انکے دل کی کیا حالت ہوگی - اُف غضب ہوگیا - بڑا غضب - میری جان کی اب کسیطرح خیر نہین "

اِن خیالات کے آتے ہی اسکی طبیعت نے عقد رکیطرح پھر رنگ بدلا - حواس بیکار سے ہوگئے اور یہ منھ چھپا کر نہین دنیا سے بالکل بیزار ہوکر پلنگ پر گر پڑا -

یہ خبر فوراً اسکے باپ یحیی اور بھائی فضل اور موسٰی کو بھی ہوگئی جو اتفاق سے اس سفر مین بادشاہ کے ہمراہ تھے اور ان سبکو بہت بڑے صدمے اُٹھانے کے ساتھ یہ امر اچھی طرح یقین آنے لگا کہ دنیا ایک چھوٹنے والا مقام ہی اور اسکی سب چیزین فنا ہونے والی - ہارون رشید کا طیش بہت ترقیون پر تھا - اُس نے آج جس وقت سے بچہ کو دیکھا ہی غصّے کے مارے اپنے اختیار مین نہین ہی کمرے مین کبھی ادھر سے اُدھر ٹہلتا ہی اور کبھی بیٹھ جاتا ہی کہ یک بیک خدا جانے اسکے دلمین کیا خیال آیا کہ گو اسوقت رات بھی گئی تھی مگر اس نے سندی† بن شاہک کو طلب کیا اور جب وہ آیا تو بہت سرگوشی کے ساتھ آپس مین کچھ باتین ہونے لگین اسوقت اس جگہ اور کوئی متنفس نہ تھا اور باتین جس احتیاط کے ساتھ کیجاتی تھین اُس سے ایسا خیال ہوتا تھا کہ شاید یہ بہت راز کی باتین ہین اور جس تیور سے وہ کیجاتی ہین اس سے طرح طرح کی بدگمانیان ذہن مین آتی ہین - ہارون رشید نے اسوقت اپنے ہاتھ سے کچھ لکھ کر دیا اور پھر دیر تک کچھ سمجھاتا رہا -

تقریباً ایک گھنٹہ تک اِن باتون کا سلسلہ قائم رہا اور بالآخر سندی بن شاہک آداب تسلیمات بجا لا کر کچھ اسطرح رخصت ہوگیا جسطرح کوئی بڑا امر اہم انجام دینے کے لیے کہین دور جاتا ہی - یہ شخص یہان سے نکل کر سیدھا اپنی فرودگاہ پر پہونچا اور وہان سے اپنے ساتھ کے سپاہی ہمراہ لیکر اُسیوقت آدھی رات کو شمال اور مشرق کی طرف روانہ ہوگیا گو ان صاحبزادے کے یہان سے جانے پر جو "اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ" کے پورے مصداق تھے اب تین چار روز کا زمانہ گذر گیا ہی لیکن ہارون رشید کے طیش اور غضب کا جوش ابتک اُسیطرح بڑھا ہوا ہی جس طرح جعفر کا دلی صدمہ اور خوف اس انتہائی حد پر پہنچا ہوا ہی جسکے بعد عقل کسی امر کو تجویز نہین کر سکتی - اس بابین ہین گو کوئی جانے والا دن اور آنے والی رات ایسی تھی کہ جسمین ہارون رشید اور جعفر کی یکجائی نشست نہوتی ہو - لیکن ان واقعات کا تذکرہ آنا کیا معنی کبھی رمزاً اور کنایۃً کو بھی یہ دخل تھا کہ وہ اشارے ہی اشارون مین ایک دوسرے سے کچھ کہتا لیکن دونون کے دل کی جو حالت تھی اُسکو وہ خود ہی

† یہ ایک بہت بڑے معزز شخص کا نام ہی جسپر ہارون رشید کو بہت اعتماد اور اعتبار تھا اور وہ ہارون کی سرکار مین کسی عہدہ جلیلہ پر ممتاز تھا ۱۲

خوب جانتے تھے یا خدا جانتا تھا - جعفر کا کھانا پینا چھوٹ گیا تھا اور خوف اور اندیشے کے مارے
اُس کے خون نے خشک ہو کر اُسکے رنگ کو بالکل ہلدی کے رنگ مین رنگ دیا تھا - خوشی نے بھولے سے
بھی اُس کے دلمین آئے - ہنسی نے اُسکے خشک ہونٹون پر - اور جان بچنے کے خیال نے اُسکے دماغ مین آنے
کی قسم کھالی تھی مگر آہ ایسی خراب حالت مین اُسکی موت کو بھی خدا جانے کیا دل لگی سوجھی تھی کہ
وہ تمنا کر کر اُسکو بلاتا تھا مگر وہ سامنے دور سے کھڑی ہوئی اُسکی صورت دیکھ تو رہی تھی مگر پاس
نہین آتی تھی - اُسکے جسقدر ہوا خواہ تھے وہ بھی بید کیطرح کانپ رہے تھے اور ہر شخص اسی سوچ مین تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے -
یہ سب اسی امید و بیم مین تھے کہ یکبارگی ہارون رشید نے مکے سے کوچ کیا اور جاتے جاتے عمر ابن خیمہ[†] ڈالدیا -
تین روز تو معمولی طور پر یہان قیام رہا لیکن چوتھے روز صبح ہوتے ہی ہارون رشید نے اسی مقام پر ایک جشن
عظیم کیا جسمین ساتھ کے سب معزز لوگ شریک کیے گئے - گو یہ صحبت گانے اور آراستگی کے اعتبار سے بیمثل تھی
لیکن یہ عام قاعدہ ہے کہ جب کسیکی طبیعت غمگین ہوتی ہے - دل پریشان ہوتا ہے تو پھر اُسکو کچھ اچھا نہین معلوم
ہوتا - اسی اعتبار سے چونکہ سب لوگ جعفر کے باب مین اندیشناک تھے اس لیے کسیکو بھی کچھ لطف نہین ملا لیکن
ہان یہ ضرور ہوا کہ سب دیکھنے والے بادشاہ کی آج بے انتہا نظر عنایت جعفر کی طرف دیکھ دیکھ کر اپنے اپنے
دلمین کہنے لگے کہ شاید اب ظل اللہ کا غصہ فرو ہو گیا اور خطا معاف کر دی گئی اور حقیقت مین ہارون رشید
نے آج جعفر کا جس قدر اعزاز کیا جس خسروانہ مراحم کے ساتھ وہ اس سے پیش آیا وہ بظاہر ضرور اس امر کا
یقین دلاتے تھے کہ ہارون رشید کو جعفر پر بلاشبہ رحم آگیا - اس نے جعفر کے اُن سب اعزا کو جو اس انجمن مین
شریک تھے بہت انعام اکرام دیا اور جعفر کو ایک گران بہا خلعت دیکر اپنے پہلو مین خاص اُس مسند پر بیٹھنے کیلیے
مجبور کیا جسپر اسوقت وہ خود رونق افروز تھا اور جسپر کسی فرد بشر کا قدم پہنچا کیا معنی - نظر سی لطیف چیز کے لیے بھی شاہی
رعب و داب کی سخت ممانعت تھی کہ بے ادب ہو کر وہان تک ہرگز نہ پہونچے - لیکن آج کی یہ بے محل اور غیر معمولی
عنایتین دیکھ دیکھ کر جعفر کے اور بھی ہوش حواس اُڑے جاتے ہین - اُسوقت اسکا ذرا سا منھ نکل آیا تھا اور
اپنی بے اختیار طبیعت کو زبردستی سنبھالے ہوئے اپنے دل سے یہ باتین کر رہا تھا وہ یہ کیا معاملہ ہے مجھکو آج
کچھ رنگ سپید صبح نظر آتا ہے - یہ عنایت - یہ خلعت - یہ اعزاز اور یہ ہنس ہنس کر باتین کرنا خالی از علت نہین
میرا دل آج سینے کے اندر بیطرح کانپ رہا ہے - آہ نہین معلوم کیا ہونیوالا ہے - خداوندا خیر کریو خیر"
گو انھین خیالات کی وجہ سے اسکا دل اسوقت یہان کی نشست سے بالکل بیزار تھا لیکن جسطرح اس سے
ہو سکا جبر اً قہر اً دوپہر تک یہان بیٹھا رہا لیکن ٹھہرکے بعد پھر اُس سے بیٹھا نہ گیا اور مجبور ہو کر اُس نے اپنے

[†] یہ ایک مقام کا نام ہے جو صوبہ انبار مین شہر رقہ کی طرف واقع تھا ۱۲

خیمے کی طرف چلنے کا قصد کیا۔ اُسوقت بھی یہ ایک بالکل نئی بات دیکھی گئی کہ خلافِ دستور ہارون رشید مشایعت کے طور پر اُسکے ساتھ اس مقام تک گیا جس جگہ جعفر کی سواری تھی۔ یہ بے انتہا عنایتیں دیکھ دیکھ کر جعفر اپنے دل ہی دل میں سہما جاتا تھا لیکن کیا کہہ سکتا تھا۔ بہت ادب و عجز کے ساتھ ہارون رشید کے ان خسروانہ مراحم کا شکریہ ادا کیا اور سوار ہوکر چپ چپ اپنے خیمے کی طرف چلا گیا۔

جعفر کے جانے کے بعد یہ صحبت بھی برخاست ہوگئی اور ہارون رشید بھی یہاں سے اُٹھ کر اس خیمے میں چلا گیا جسمیں اُسکی حوروش کنیزیں رہتی تھیں۔ نبیذ کا دور چلنے لگا اور سرور بڑھانے کے لئے خوش گلو کنیزوں کی مست آواز اُسکے کانوں کی بھری ہوئی ہوا میں تموج پیدا کرنے لگی۔ یہ اسی لطف کی صحبت میں بیٹھا ہوا تھا کہ نہیں معلوم اسکے دلمیں کیا آیا کہ اسنے ایک شخص جعفر کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ جاکر دیکھ آئے کہ جعفر اسوقت کس حال میں ہے۔ جعفر کا خیمہ یہاں سے بہت فاصلے پر نہ تھا۔ تھوڑی دیر میں جانیوالے شخص نے آکر بیان کیا "حضور وہ تو اسوقت چپ چپ غمگین بیٹھے ہیں" ہارون نے یہ سنتے ہی حکم دیا "جاؤ اور ہماری طرف سے کہو کہ انجناب آج کی شب کنیزوں کے ساتھ عیش و نشاط میں مشغول ہیں آپ بھی ہماری خاطر دادِ عیش و طرب دیجئے اور شراب کباب کی صحبت گرم کیجئے" یہ بادشاہ کا کوئی معمولی حکم نہیں تھا جو فقط ایک بار زبان سے کہدیا جاتا۔ نہیں۔ بلکہ اسکو اسوقت تک کسی طرح چین نہیں آیا جبتک کہ ہارون رشید نے اپنے کانوں سے یہ نہیں سُن لیا کہ جعفر نے اُس کے حکم کی تعمیل کی۔

اَب رات کے تخمیناً دس بج گئے ہیں اور خدا جانے بادشاہ سلامت کو بیٹھے بیٹھے ایسا کیا خیال آگیا ہے کہ وہ یکبارگی اس صحبت سے اُٹھ کر باہر چلا آیا ہے اور تخلیئے کے خیمہ میں بیٹھا ہوا اپنے معتمد خادم مسرور سے کچھ آہستہ آہستہ بہت احتیاط کے ساتھ باتیں کر رہا ہے۔

اٹھارھوان باب

سلاطین کا تقرب

مجکو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دور
رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم

قمری مہینے کی آج آخری تاریخ ہے اور وہ بھی محرم کی۔ رات کا وقت ہے اور رات بھی اندھیری اور ہائے وہ بھی سنیچر کی۔ اوہو۔ معاذ اللہ۔ کیسی بھیانک اور ڈراونی رات ہے۔ پناہ بخدا! دس بج گئے ہیں اس میدان میں خدا جانے کہاں کی وحشت برس رہی ہے جسمیں ہارون رشید کا آج کئی روز سے کیمپ ہے۔ اسمین

وہ چمکنے والا بڑا ستارہ جو تقریباً تیس٭ دن مین اپنا سارا دورہ تمام کرجاتا ہی آج خوف کے مارے لوگون کی نظر بچانے ہوے چوتھے آسمان پر جاکر چھپ رہا ہی اور جن ستارون کی رفتار اسقدر تیز نہین ہی انہین سے اکثر تو کسی کا خندۂ دندان نما بنے ہوئے آسمان پر موجود ہین اور بعض سطح آسمان سے ٹوٹ ٹوٹ کر چھوٹتی ہوئی ہوائیون کی طرح ادھر سے اُدھر بھاگتے ہوے جا رہے ہین - ہوا گھبرا گھبرا کر چل رہی ہی اور طیش سے اُن کُل روشنی بخشنے والی چیزون پر دامن مار رہی ہی جو یہان روشن تھین جنکے ساتھ ہی جلتی ہوئی وہ آگ بھی اکثر دم بخود ہو جاتی ہی جو لشکری لوگ بھی جابجا روشن کر رہے تھے اور پھر رہ رہ کر اگیا بیتال کی طرح جابجا چمک بھی اُٹھتی ہی جنکی روشنی شعاعین اسوقت کی ہوا کا بدلا ہوا رُخ دیکھ کر کانپتی ہوئی اس تاریکی مین بھی اُن خیمون کو بتا دیتی ہین جو اس میدان مین نصب ہین اور جنکو آج دن مین بھی آپنے یہان دیکھا تھا - مشرق کی طرف ہارون رشید کے خیمے ہین اور مغرب جنوب کے کونے مین جعفر کے - اور ادھر اُدھر اور اُن لوگون کے ڈیرے خیمے جو اس سفر مین بادشاہ کے ہمراہ رکاب ہین لیکن رات چونکہ آدھی یا زیادہ آگئی ہی اسوجہ سے سب لوگ اپنے اپنے خیمون مین آرام کر رہے ہین اور وہ سناٹا اور بھی ترقی کرتا جاتا ہی جسکو نیچر نے اسوقت کے لیے ازل سے مخصوص کر دیا ہی مگر ہان سراپردۂ شاہی مین ساز چھڑ رہا ہی اور جعفر کے خیمے سے بھی کچھ سریلی سریلی صدائین نکل نکل کر ہوا مین ملی ہوئی چارونطرف پھیل رہی ہین - یاران ہمدم اور جوروش کنیزین جعفر کے پاس حاضر ہین اور ابوزکار٭ بیٹھا کچھ الاپ رہا ہی - لیکن یہ عجیب بات ہی کہ اسوقت یہان کچھ اس درجہ اوداسی اور وحشت برس رہی ہی کہ الامان الحفیظ - نہ آنکھون سے کبھی دیکھی اور نہ کانون سے سُنی - ساز کے پردے بہت شیون کے ساتھ بول رہے ہین - نغمہ مین ہُو بہُو نالہ کی کیفیت پائی جاتی ہی - اور سننے والے کانون کو بجائے اسکے کہ انکو کچھ حظ حاصل ہو انتہائی درجے کی بے لطفی ہو رہی ہی سب لوگ کچھ اوداس اوداس معلوم ہوتے ہین - اور جعفر سر جھکائے غمگین بیٹھا ہوا ہی شمعین گردروشن ہین مگر شمع پر جھلملا جھلملا کر گرنے والی ابھی اوداس روشنی - اسکی لو کے مُنھ سے سیاہ سیاہ نکلتا ہوا دھوان اور نیچے لگن مین ٹپ ٹپ گرنے والے اسکے آنسو اپنی زبان حال سے دیکھنے والے کو اچھی طرح سے بتا رہے ہین کہ یہ بھی بڑی دلگدازی کے ساتھ اسوقت کسی کے غم مین زار قطار رو رہی ہین - میکشی کا سامان گو سامنے قرینے سے لگا ہوا ہی مگر لوگون کی نظرین پھری دیکھ کر دختِ رز غصہ مین آگ بھبوکا بنی بیٹھی ہی جام کسیکی چشم منتظر کا نقشہ اُڑاتے ہوئے تھے - مینا اپنا خون شدہ دل ہاتھ مین لیے چپ ہی اور وہ مستانہ صدائین کہین کان مین نہین آتین جو ایسی شراب کباب کی صحبتون مین شیشے کے مُنھ سے نکل نکل کر اسطرح مین گدگدی پیدا

٭ یہ ایک نابینا مغنی کا نام ہی جو جعفر کی سرکار مین نوکر تھا اور اپنے زمانے کا مشہور گویا تھا ۔

کردیتی ہین جس طرح کسی پریچھم کی مستانہ چال مین پازیب کی دلکش جھنکار کچھ عام سننے والون پر موقوف نہین۔ بڑے بڑے اتقا گھمارنے والون کے دلمین بھی ایک قیامت بپا کردیتی ہے۔ صحبت کا یہی رنگ تھا۔ اُداسی اسیطرح چھائی ہوئی تھی کہ حاجب نے آکر عرض کیا "پیرو مرشد۔ بادشاہ سلامت نے کچھ تحفہ بھیجا ہی اگر حکم ہو تو حاضر کیا جائے ؟"

جعفر (اپنے دل مین) "یا اللہ آج کی مرتبہ تحفے آئین گے۔ شام سے اسوقت تک دو تین مرتبہ تو آچکے ہین (بہت پست آواز اور سست لہجے مین) اچھا" اور اجازت ہوتے ہی کشتیان لانیوالون نے سامنے لاکر لگادین۔ انمین سے ایک مین طرح طرح کے میوہ جات تھے۔ ایک مین نقل وغیرہ اور ایک مین کچھ عطریات اور بخور کی چیزین تھین جنکو جعفر ایک نظر دیکھ کر چپ رہ گیا اور پھر بادشاہ کی اس عنایت کا شکریہ ادا کرکے اپنے اُن لوگون کو رخصت کیا جو لے کر آئے تھے۔ لیکن یہ عجیب بات تھی کہ ہارون رشید کی یہ عنایتون پر عنایتین اُسکے غمگین دل کے لیے کچھ بھی مسرت کا باعث نہ تھین۔ اُداسی اُسکے چہرے پر ترقی ہی کرتی جاتی ہے اور یہ چپ بیٹھا ہوا اپنے دل سے یہ باتین کر رہا تھا "نہین معلوم کیا بات ہی جو آج صبح سے مجھپر بادشاہ کی یہ برابر عنایتون پر عنایتین ہو رہی ہین۔ کسی طرح سلسلہ منقطع ہی نہین ہوتا۔ اس سے پہلے تو ایسی کبھی عادت نہ تھی۔ اور پھر بلا وجہ۔ بے سبب!۔ اور وہ بھی ایسے جرم اور قصور کے کھل جانے کے بعد!!۔ کچھ نہ کچھ دال مین ضرور کالا ہی۔ مین تو اب اُنکی طرف سے ایسا خوف زدہ ہو رہا ہون کہ اب اُنکے خلاف معمول ایسی مہربانیان بھی جو دیکھتا ہون تو اور بھی دہل جاتا ہون۔ آج صبح سے پہلو مین دل بیطرح دھڑک رہا ہی۔ خدا جانے کیا ہونیوالا ہی۔ اُف!۔ کس بلا کی اُلجھن ہی۔ نہین معلوم ان باتون کی خبر پیاری شاہزادی کو بھی ہوئی کہ نہین۔ شاید ریاس نے لکھا ہو تو لکھا ہو۔ لیکن مجھے وہ نہین ملا۔ مگر ہان اس انتشار اور گھبراہٹ مین اس کو ایسا موقع ہی کہان مل سکتا تھا لیکن ہائے پیاری شاہزادی کو جب یہ خبرین پہونچین گی تو اُس کے نازک دل کی کیا حالت ہو جائیگی۔ اور آہ! دیکھیے اُنکے بھائی صاحب اُنکے ساتھ کسطرح پیش آتے ہین (جھجک کر) خدا کی پناہ اندر سے دل کانپا جاتا ہی"

یہ انھین خیالات کے دریا مین غوطے کھا رہا تھا کہ جبریل بن بختشوع نے اسکو انتہا کا پریشان دیکھکر غم غلط کرنیکے خیال سے کہا "آخر آج آپ پریشان کیون ہین؟ بادشاہ سلامت کی آج کی عنایتین دیکھ دیکھ اب تو یقین ہوتا ہی کہ وہ آپسے بالکل صاف ہو گئے اور گذشتہ باتون کا اب مطلق خیال نہین رہا اور چاہیے بھی یہی تھا"

جعفر (ایک ٹھنڈی سانس لے کر) "جی ہان درست۔ نہ گلے آئے زبان پر نہ شکایت آئی۔ اور صاف ہو گئے۔ اسطرح کوئی کہین صاف ہوتا ہی؟"

جبریل بن بختشوع "ہاں بیشک آج صبح تک بہت خوف کا محل تھا۔ مجھکو خود طرح طرح کے اندیشے تھے لیکن حضور اب نہیں۔ آپکے ساتھ آج وہ جن خسروانہ مراحم سے پیش آئے ہیں اُن سے کبھی اس قسم کا خیال نہیں ہو سکتا"

جعفر "کیا کہتے ہو۔ یہ سب دکھانے کی باتیں ہیں۔ آہ! میں آج انھیں عنایتوں سے تو اور بھی کھٹک رہا ہوں"

جبریل "نہیں حضور۔ آپ کس خیال میں ہیں۔ خدانخواستہ۔ خدانخواستہ۔ اگر اُنکے دل میں کسی قسم کی بدی ہی ہوتی تو اُنکو پھر اس اظہار التیام کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ آپ اب کچھ شراب کا شغل کیجئے۔ غم اور اندوہ کے دور کرنے۔ دل خوش رکھنے اور بُرے خیالات اور توہمات بدلنے کے لیئے دنیا میں اس سے اچھی اور کوئی چیز نہیں ہے" اور اُس کنیز کی طرف اشارہ کیا جو اسوقت ساقی گری کی خدمت پر مامور تھی۔ کنیز نے فوراً ایک جام بھر کر جعفر کے روبرو پیش کیا جسکو جعفر نے گو جبریل کے بیحد اصرار سے پی تو لیا مگر اُسیطرح منھ بگاڑ بگاڑ کر جسطرح زہر کے گھونٹ پیئے جاتے ہیں۔ شراب نے حلق سے نیچے اُترتے ہی اپنا فرحت بخش اثر دکھایا۔ دلی انقباض میں کچھ کچھ کمی ہوئی طبیعت کسیقدر سنبھلی چہرہ کا کچھ رنگ بدلا اور یہ ابو زکار مغنی سے مخاطب ہو کر اسطرح کہنے لگا "کوئی اچھی چیز گاؤ" اور پھر خاموش ہو گیا۔ اب آدھی رات قریب آگئی ہے۔ صحبت اُسی رنگ پر ہے اور ابو زکار بہت گلے بازی کے ساتھ ایمن کے سُر میں یہ گا رہا ہے"

فلا بعد فکل فتی سیاتی	علیہ الموت یطرق او یغادی
مرگ در مردان ہمے آید	بامداد و شبانگہ و بیگاہ
وکل ذخیرۃ لا بد یوماً	وان بقیت تصیر الی نفاد
گرچہ پنہان کنی از خود را	آشکارا کند بجہد براہ
ولو فودیت من حدث اللیالی	فدیتک بالطریف و بالتلاد
انچہ داری بدست اگر بہی	ہم نیابی از تو ہیچ پناہ

ابو زکار ابھی اس آخری مصرعہ کو اچھی طرح ادا بھی نہیں کرنے پایا تھا کہ یکبارگی خیمے کے صدر دروازہ کی پڑی ہوئی چلمن اُٹھی اور مسرور اندر داخل ہوا۔ اب فرش آگر کچھ جھٹکا اور رُک کر یہاں کا رنگ صحبت دیکھنے لگا۔ چلمن کے اُٹھتے ہی جعفر کی آنکھ بھی اُٹھی اور وہ مسرور کو اسوقت یک بیک دیکھ کر گھبرا گیا۔ اس کے دلی انتشار نے اسکے دل میں ابھی وہ ایک انقلاب بھی نہیں پیدا کیئے تھے کہ جبریل نے آگر اُسکے کان میں کہا "حضور یہ اسوقت بلا اجازت حاصل کیئے اندر چلے آئے ہیں"

جعفر کے دل مین اُلجھن تو پہلے ہی سے ہو رہی تھی جواد کی یہ تقریر سنتے ہی اور بھی اسکے ہوش و حواس اُڑ گیے۔ انتشار نے اسوقت اُسکی گو بہت ہی بُری حالت کر دی تھی مگر پھر بھی بہت استقلال کے ساتھ اس نے اپنے ہوش و حواس کو سنبھالا اور مسرور کیطرف متوجہ ہو کر اسطرح کہنے لگا "مسرور! اس صحبت مین تمھارے آنے سے تو مین بہت مسرور ہوا۔ لیکن اسطرح اچانک اور بلا اجازت اور پھر تمھارے ایسے بے وقت آنے نے البتہ مجکو سخت انتشار مین مبتلا کر دیا ہی۔ خیر ہی کہان آئے ہ؟ آئیے بیٹھیے"

مسرور "جی ہان انتشار کی بات ہی ہی۔ یہ بھی کوئی آنے کا وقت تھا۔ آدھی رات کو۔ مگر بادشاہ سلامت کا حکم کیا کیجیے"

ان الفاظ کو مسرور نے کچھ اس لب و لہجہ سے ادا کیا کہ جسمین ادب کا وہ پہلو ہرگز نہ تھا جو ایک خادم کی تقریر مین وزیر سلطنت سے گفتگو کرتے وقت ضرور ہونا چاہیے جسکی وجہ سے جعفر کے انتشار کو کچھ اور بھی مدد ملی۔ مگر پھر اس نے اپنے دل کو سنبھالا اور کہا "خیر ہی! کیا حکم ہی۔ کہیے ہ؟"

مسرور "جی ہان دیکھیے عرض کرتا ہون۔ مگر راز کی بات ہی اسطرح علانیہ نہین کہنا چاہیے"

یہ سنتے ہی جعفر کو کچھ ایسی اُلجھن ہوئی کہ وہ گھبراہٹ مین وہان سے اُٹھکر اُس جگہ خود ہی چلا آیا جہان مسرور کھڑا تھا۔ لیکن چونکہ یہان بھی یہی اندیشہ لگا ہوا تھا کہ کوئی سُن نہ لے اسوجہ سے جعفر خیمہ سے نکلکر اُس شامیانے کے نیچے چلا گیا جو اسی خیمہ کے سامنے نصب تھا اور مسرور سے پوچھنے لگا "ہان کیا حکم ہی ہ؟ کہیے"

مسرور "دیکھیے عرض کرتا ہون۔ ذرا اور تکلیف ہوگی۔ یہان سے حاجب قریب ہی۔ شاید سُن نہ لے۔ دو قدم اسطرف اور بڑھ آئیے" اور یہ کہکر آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ بیخودی اور گھبراہٹ کے عالم مین جعفر بھی مسرور کے ساتھ ساتھ چلا جاتا تھا لیکن دو چار ہی قدم چلنے کے بعد اسکے پاؤن خود بخود اسیطرح وقفہ دے دے کر زمین سے اُٹھنے لگے جسطرح ٹھہر جانے کے قریب آہستہ آہستہ چلنے والے کے قدم دیر مین اُٹھتے ہین اور مسرور نے اسکی رفتار کا رنگ بدلا دیکھکر اس اندیشہ سے کہ شاید اب یہ رُک نہ جائے اسطرح تقریر شروع کی "حضور! مین ابھی اپنے خیمے مین سو رہا تھا کہ بادشاہ سلامت نے مجکو یاد فرمایا اور جب مین حضوری مین حاضر ہوا تو اسطرح ارشاد ہوا "مسرور اسوقت تجکو ایک ایسے کام کے لیے بلایا ہی جسکے قابل مین۔ امین۔ مامون۔ اور قاسم کو بھی نہین سمجھتا تجھے ہو سکے گا ہ؟" مین نے عرض کیا "سر آنکھون سے۔ جو ارشاد ہو۔ اگر حکم ہو کہ مین اپنا گلا اپنے ہاتھ سے خود کاٹ لون۔ تو واللہ غلام خوشی سے اسکے لیے بھی حاضر ہی (پست لہجے مین) اُنھ۔ اب تو یہ آدمی بالکل قریب آ گیے ہین سُن لین گے۔ آگے بڑھ چلیے تو عرض کرون" اور خاموش ہو گیا۔

جن آدمیون کو مسرور دیکھکر اسوقت چپ ہو رہا ہی۔ وہ وہی پہرے والے لوگ تھے جو متعینہ باہر جعفر کے

جبریل بن بختشوع "ہان بیشک آج صبح تک بہت خوف کا محل تھا۔ مجکو طرح طرح کے اندیشے تھے لیکن جہنواب نہین۔ آپکے ساتھ آج وہ جن خسروانہ مراحم سے پیش آئے ہین آپنے کبھی اس قسم کا خیال نہین سکتا تھا"

جعفر "کیا کہتے ہو۔ یہ سب دکھانے کی باتین ہین۔ آہ! مین آج انھین عنایتون سے تو اور بھی کھٹک رہا ہون"

جبریل "نہین حضور۔ آپ کس خیال مین ہین۔ خدانخواستہ۔ خدانخواستہ۔ اگر اُنکے دل مین کسی قسم کی بدی ہی ہوتی تو اُنکو پھر اس اظہری التیام کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ایسا کبھی نہین ہو سکتا۔ آپ اب کچھ شراب کا شغل کیجیے۔ غم و اندوہ کے دور کرنے۔ دل خوش رکھنے اور بُرے خیالات اور توہمات بدلنے کے لیے دنیا مین اس سے اچھی اور کوئی چیز نہین ہے" اور اُس کنیز کی طرف اشارہ کیا جو اسوقت ساقی گری کی خدمت پر مامور تھی۔ کنیز نے فوراً ایک جام بھر کر جعفر کے روبرو پیش کیا جسکو جعفر نے گو جبریل کے بیحد اصرار سے پی تو لیا مگر اُسطرح منھ بگاڑ بگاڑ کر جسطرح زہر کے گھونٹ پیے جاتے ہین۔ شراب نے حلق سے نیچے اُترتے ہی اپنا فرحت بخش اثر دکھایا۔ دلی انقباض مین کچھ کچھ کمی ہوئی طبیعت کسیقدر سنبھلی چہرے کا کچھ رنگ بدلا اور یہ ابوذکار مغنی سے مخاطب ہو کر اسطرح کہنے لگا "کوئی اچھی چیز گاؤ" اور پھر خاموش ہو گیا۔ اب آدھی رات قریب آگئی ہے صحبت اُسی رنگ پر ہے اور ابوذکار بہت گلے بازی کے ساتھ ایمن کے سُرون مین یہ گا رہا ہے"

فما تبعد فکل فتی سیاتی — علیه الموت یطرق او یغادی
مرگ در مردمان ہمہ آید — بامداد و شبانگہ و بیگاہ
وکل ذخیرة لا بد یوماً — وان بقیت تصیر الی النفاد
گرچہ پنہان کنی از خود مرا — آشکارا کند بجو یہ راہ
ولو فودیت من حدث اللیالی — فدیتک بالطریف و بالتلاد
آنچہ داری بدست اگر بدہی — ہم نیابی از تو ہیچ پناہ

ابوذکار ابھی اس آخری مصرعہ کو اچھی طرح ادا بھی نہین کرنے پایا تھا کہ یکبارگی خیمے کے صدر رواق کی پڑی ہوئی چلمن اُٹھی اور مسرور اندر داخل ہوا۔ لب فرش آ کر کچھ ٹھٹکا اور رُک کر یہان کا رنگ صحبت دیکھنے لگا۔ چلمن کے اُٹھتے ہی جعفر کی آنکھ بھی اُٹھی اور وہ مسرور کو اسوقت یکبیک دیکھ کر گھبرا گیا۔ اس کے دلی انتشار نے اسکے دل مین ابھی دو ایک انقلاب بھی نہین پیدا کیے تھے کہ جواد نے آ کر اُسکے کان مین کہا "حضور۔ یہ اسوقت بلا اجازت حاصل کیے اندر چلے آتے ہین"

جعفر کے دل مین اُلجھن تو پہلے ہی سے ہو رہی تھی جواد کی یہ تقریر سنتے ہی اور بھی اسکے ہوش و حواس اُڑ گیے - انتشار نے اسوقت اُسکی گو بہت ہی بُری حالت کر دی تھی مگر پھر بھی بہت استقلال کے ساتھ اس نے اپنے ہوش و حواس کو سنبھالا اور مسرور کیطرف متوجہ ہو کر اسطرح کہنے لگا "مسرور را - اس صحبت مین تمھارے آنے سے تو مین بہت مسرور ہوا - لیکن اسطرح اچانک اور بلا اجازت اور پھر تمھارے ایسے بے وقت آنے نے البتہ مجکو سخت انتشار مین مبتلا کر دیا ہی - خیر ہی کہان آئے ہو - آئیے بیٹھیے"

مسرور "جی ہان انتشار کی بات ہی ہی - یہ بھی کوئی آنے کا وقت تھا - آدھی رات کو - مگر بادشاہ سلامت کا حکم کیا کیجیے"

ان الفاظ کو مسرور نے کچھ اس لب و لہجہ سے ادا کیا کہ جسمین ادب کا وہ پہلو ہرگز نہ تھا جو ایک خادم کی تقریر مین وزیر سلطنت سے گفتگو کرتے وقت ضرور ہونا چاہیئے جسکی وجہ سے جعفر کے انتشار کو کچھ اور بھی مدد ملی - مگر پھر اس نے اپنے دل کو سنبھالا اور کہا "خیر ہی کیا حکم ہی - کہیے ہ"

مسرور "جی ہان دیکھیے عرض کرتا ہون - مگر راز کی بات ہی اسطرح علانیہ نہین کہنا چاہیئے"

یہ سنتے ہی جعفر کو کچھ ایسی اُلجھن ہوئی کہ وہ گھبراہٹ مین وہان سے اُٹھکر اس جگہ خود ہی چلا آیا جہان مسرور کھڑا تھا - لیکن چونکہ یہان بھی یہی اندیشہ لگا ہوا تھا کہ کوئی سُن نہ لے اسوجہ سے جعفر خیمہ سے نکلکر اُس شامیانہ کے نیچے چلا گیا جو اسی خیمہ کے سامنے نصب تھا اور مسرور سے پوچھنے لگا "ہان کیا حکم ہی ؟ کہیے"

مسرور "دیکھیے عرض کرتا ہون - ذرا اور تکلیف ہوگی - یہان سے حاجب قریب ہی - شاید سُن نہ لے دو قدم اسطرف اور بڑھ آئیے" اور یہ کہکر آہستہ آہستہ چلنے لگا - بیخودی اور گھبراہٹ کے عالم مین جعفر بھی مسرور کے ساتھ ساتھ چلا جاتا تھا لیکن وہ چار ہی قدم چلنے کے بعد اسکے پاؤن خود بخود اسیطرح وقفہ دے دے کر زمین سے اُٹھنے لگے جسطرح ٹھہر جانے کے قریب آہستہ آہستہ چلنے والے کے قدم دیر مین اُٹھتے ہین اور مسرور نے اُسکی رفتار کا رنگ بدلا دیکھکر اس اندیشہ سے کہ شاید اب یہ رُک جائے اسطرح تقریر شروع کی "حضور! مین ابھی اپنے خیمے مین سو رہا تھا کہ بادشاہ سلامت نے مجکو یاد فرمایا اور جب مین حضور ہی مین حاضر ہوا تو اسطرح ارشاد ہوا "مینے اسوقت تجکو ایک ایسے کام کے لیے بلایا ہی جسکے قابل مین - امین - مامون - اور قاسم کو بھی نہین سمجھتا تجھسے ہو سکے گا ؟" مین نے عرض کیا "سر آنکھون سے - جو ارشاد ہو - اگر حکم ہو کہ مین اپنا گلا اپنے ہاتھ سے خود کاٹ لون - تو واللہ غلام خوشی سے اس کے لیے بھی حاضر ہی (پست لہجے مین) اُنھ - اب تو یہ آدمی بالکل قریب آگئے ہین سُن لین گے - آگے بڑھ چلیے تو عرض کرون" اور خاموش ہو گیا -

جن آدمیون کو مسرور دیکھکر اسوقت چپ ہو رہا ہی - وہ وہی پہرے والے لوگ تھے جو تم یا ہر وز جعفر کے

خیمے کے گرد پہرا دیا کرتے تھے - جعفر کے اب ہوش بجا نہ تھے - دل بیطرح سینے مین دھڑک رہا تھا اور اسکی وہ بدگمانی جو اسکو اپنے باب مین آجکل ہارون رشید کی جانب سے ہوگئی تھی رہ رہ کر اسکو اسوقت یقین دلا رہی تھی کہ وہ بڑا کام جسکے لیے مسرور بلایا گیا تھا شاید میری ہی جان سے متعلق ہو -
اس امید و بیم کی اُلجھن دو چار قدم تو اسکو اور لیے چلی گئی لیکن پھر اس سے نرہا گیا اور بے اختیار ہو کر کہا مسرور خدا کے لیئے جلد بیان کر دو وہ ایسا کیا کام تھا؟ میرا کلیجہ تو اب مُنھ کو آیا جاتا ہی "
مسرور (چلتا جاتا ہی اور کہتا جاتا ہی) " ہان وہ اس سے بھی زیادہ خوفناک امر ہی - نہایت ہی خوفناک "
جعفر - (گھبرا کر) آخر کچھ کہو گے بھی - کیا میرے قتل کا حکم دیا ہی؟ کہتے کیون نہین ہو! "
مسرور " جی ہان کیا عرض کرون کچھ کہا نہین جاتا - فرمایا ابھی سر کاٹ لاؤ - ابھی "
مسرور کی زبان سے یہ سنتے ہی جعفر کی نظرون مین دنیا تیرہ و تار ہو گئی - خون رگون مین خشک ہو گیا - دل دھڑک کر اور روح جھجک جھجک کر سینے مین رہ گئی سناٹا ہو گیا - رات کی تاریکی شب غم کا بڑھا ہوا جوش اور پھر اس وقت کا اندھیرا اسوقت کے دیکھنے والی آنکھون کو کسی طرح اس امر کا موقع نہین دیتا تھا کہ وہ اس وقت جعفر کے چہرے کی کیفیت دیکھنے سے اسکی دلی حالت کا اندازہ کر سکین مگر ہان ہمارا دل کہہ رہا ہو کہ اسکے حکم کے سنتے ہی اگر اسکی جان نکل نہین گئی ہوگی تو اسکی روح کا بہت حصہ اسکی گذشتہ عیش اور نشاط کا خیال بنکر ضرور نکل گیا ہوگا - آہ! اسیطرح جسطرح پانی کے بڑے بڑے بلبلے ٹوٹنے کے بعد سطح آب پر چھوٹے چھوٹے پاک کف بنکر رہجاتے ہین - ہم نہین کہہ سکتے کہ اسوقت اس کا مایوس دل اس سے کیا کہہ رہا ہوگا - اسکا پریشان دماغ اسکو اسکے معاملے مین کیا صلاح دے رہا ہوگا اور اسکی بند آنکھین دنیا کو کس نظر سے - اسکے آگے پیچھے پاؤن تھے اسیطرح رہ گئے تھے - اب اسکی وجہ خواہ یہ ہو کہ بیخودی کے عالم مین اسکے پاؤن چلنا ہی بھول گئے ہون یا اسوقت کی بڑھی ہوئی حیرت نے اسکے پاؤن زمین مین گاڑ دیے ہون کچھ ہو مگر یہ خوب یاد ہی کہ یہ خبر سنکر وہ ایک قدم بھی آگے نہین بڑھ سکا اور وہین ٹھٹک کر سکتے مین رہ گیا تھا -
جب دریائے غم اور بیخودی مین غوطے کھاتے کھاتے ایک بار یہ تہ مین پہونچکر پھر اُچھلا تو اس نے مُنھ پھیر کر اپنی گھبرائی ہوئی نظر سے چارون طرف اس لیئے دیکھا کہ شاید اس بلا سے نجات پانے کا کوئی ذریعہ مل جائے - لیکن یہ بھی وقت کی بات تھی کہ اسکا یہی گھبراہٹ کا خیال اور یہی اسکو مایوس کرنے کا باعث ہو گیا - ابتک تو یہ جانتا تھا کہ فقط ایک مسرور ہی اسکے ساتھ ہی لیکن نظر پھراتے ہی اس نے دیکھا کہ اسوقت مین ایک مسلح گروہ کی سخت حراست مین ہون جو شاید پہلے ہی سے یہان کہین آڑ مین بٹھا دیا ہوگا -
اسکا خیمہ یہان سے چالیس قدم کے فاصلے سے زیادہ دور نہ تھا اور اسکے خیمے کے پہرا دینے والے آدمی پندرہ بیس قدم پر موجود تھے لیکن نامردی کے ساتھ بھاگنے یا غل مچانیکا خیال بھی دلمین لانا اور

شاہی حکم کی نافرمانی کرنا وہ اپنی شان کے بالکل خلاف سمجھا اور اسوقت پھر اسکو جس چیز نے سب سے زیادہ دھوکا دیا وہ ہارون رشید کی قدیم عنایتین اور اسکے خلوص کا خیال تھا۔ اس نے گھبرا کر ایک مرتبہ بہت بڑی ٹھنڈی سانس لی اور مسرور سے کہا "سچ؟ ۔ بادشاہ نے میری نسبت ایسا ہی حکم دیا ہی؟"

مسرور (کسیقدر خشن آواز سے) "ہان صاحب ہان ۔ آپ ہی کی نسبت اور کیا میرے لیئے"

آہ جعفر کو اب اپنی مرگ کا بالکل یقین آگیا تھا ۔ بے اختیار اسکے مُنھ سے ایک پُر درد آہ نکلی جس کو یہ سنگدل سننے والے بھی دل تھام کر رہ گئے اور آہ کے خاتمے پر دل ہلا دینے والے لہجے مین "اناللہ" پڑھا گیا جس کے سننے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ دلکو طمینان دینے کے لیئے نہین پڑھا گیا ہی بلکہ ایک عالم یاس مین بے اختیاری کے ساتھ یون ہی اضطراب مین اسکی زبان سے نکل گیا ہی۔

گو مسرور کی اس گستاخانہ تقریر کو وہ کان توکسیطرح نہین سُن سکتے تھے جن مین وزارت کی ہوا بھری ہوئی تھی ۔ جسکا دماغ عرش برین پر تھا اور جو ہمیشہ سے جی ۔ بجا اور درست سننے کے عادی تھے لیکن آہ! وقت پڑنے پر مقدر جو سناتا ہی وہ انسان کو سُننا ہی پڑتا ہی ۔ ہائے زمانہ کے انقلابات کے عبرت خیز سین آپنے کہان دیکھے ہین ۔ دیکھیے مقدر ابھی آگے کیا کیا اور دکھاتا ہی ۔ آہ جعفر کے لیے بڑے افسوس کا تو وہ وقت تھا جب جعفر نے مسرور سے اس امر کا اظہار کیا کہ اگر بادشاہ کا تمکو یہی حکم ہی تو مجکو اسمین بھی کچھ عذر نہین وہ اُنھین کی جان ہی اور اُنھین کی عنایتون سے اس نے پرورش بھی پائی ہی جان کوئی جان بوجھ کر نہین دیتا ہی لیکن مین دینے کے لیے بہت خوشی سے تیار ہون مگر ہان اسقدر چاہتا ہون کہ تم مجکو ایک مرتبہ میرے خیمے تک جانے اور وصیت کر آنے کی اجازت دیدو پھر تم اپنا کام کرنا" آہ اُسی جعفر نے جسکے نقطۂ آنکھ کے ایک اشارے پر خواہشمندون کی بڑی بڑی آرزوئین نکل جاتی تھین اسوقت کس کس لجاجت کے ساتھ اپنی اس آخری تمنا کی خواہش کی ۔ آہ! ۔ اُسنے اپنا وہ سر تک مسرور کے قدمون پر رکھدیا جسکے سامنے بڑے بڑے اپنا سر جھکاتے تھے اور جسپر اسوقت تک بھی وزارت کی مندیل رکھی ہوئی تھی ۔ مگر آہ سنگدل مسرور کو مطلق رحم نہین آیا اور کسیطرح اس مردود نے اسکو اُسکے اعزا و اقارب سے ملنے کی اجازت نہین دی۔

جعفر کو جب اپنی اس تمنا سے بھی ناامیدی ہوگئی جو اسکے دلمین موت کی ہولناک صورت سامنے کھڑی دیکھ کر آئی تھی تو اسکا بھٹکتا ہوا خیال اسکو پھر بادشاہ کی رحمدلی کی طرف لے گیا اور وہ اسطرح مسرور سے کہنے لگا "اچھا اگر تمکو میرے محبت کرنیوالے بادشاہ نے یہی حکم دیا ہی کہ میرا وہ سر گردن سے اُڑا دیا جائے جسمین ابتک بھی اُنکی طرف سے اچھے ہی خیالات بھرے ہین تو بسم اللہ ۔ مین بادشاہ کا باغی وزیر بنکر زندہ رہنے سے یہ بہت پسند کرتا ہون کہ فرمانبردار اور جان نثار وزیر کا زمانہ مجب اپنے لیے چھوڑ کر خوشی کے ساتھ شاہی حکم کی

تعمیل کے لیے سر تسلیم خم کردون - مگر مسرور! میرے ساتھہ بادشاہ سلامت جو محبت فرماتے ہین اُسکو تم جانتا ہی اور اسی اعتبار سے مجھکو اس امر کے باور کرنے مین بہت تامل اور شبہہ ہوتا ہے کہ جس دل مین اس قسم کی محبت بھری ہو اور پھر اُسی دل سے ایسا سخت حکم دیا جائے - مین حیلے بہانے نہین کرتا ہون نہ تم جانتے ہو کہ اس حالت مین بھی فقط اپنی ایک ہی آواز کے ساتھہ سب کچھہ کر سکتا ہون جسکا نتیجہ گو میری جان بچانیکے لیے کچھہ بھی مفید ثابت ہو لیکن اسقدر تو ضرور ہو سکتا ہے کہ یہ میدان ابھی حشر کا نمونہ بنجائے اور یہان کی خشک زمین میرے خون کے عوض مین خون بہانیوالے آدمیونکا خون خوب سیراب کر لے اور اُنکی نعشونکو اسیطرح مسلم نگلجائے - اس کہنے سے میری یہ غرض ہے اور مین یہ کہتا ہون کہ ممکن ہے ایسا کہ شراب کے نشے مین بادشاہ کی بہکتی ہوئی زبان سے ایسا حکم نکل گیا ہو اور پھر اُسکی آفت تمھارے سر آجائے !"

مسرور " نہین - آپ اس سے اطمینان رکھیے - مینے اپنا اطمینان کر لیا ہے - اسکا مینے پہلے ہی عذر کیا تھا مگر اس کا جواب مجکو بہت سختی کے ساتھہ ملا "

جعفر " ہان شاید ایسا ہی ہو - مگر مجکو اپنے محبت کرنیوالے بادشاہ سے اسکی کسی طرح امید نہین ہو سکتی - میرے نزدیک بہتر ہو گا کہ تم جا کر پہلے میرے قتل ہو جانیکی اُنکو اطلاع دو اُسوقت اگر اُنکی قدیم محبت اور میری بے گناہی بہت رنج اور بے اختیاری کے ساتھہ افسوس کرنے پر مجبور کرے تو تم اس ناحق ناحق کے عذاب مین کیون پھنسوگے اور اگر وہ یہ خبر سنکر خوش ہون تو پھر تمکو اختیار ہے جو چاہے کرنا "

مسرور " (بہت بے اعتنائی کے ساتھہ) جی نہین - مین کبھی آپ کو چھوڑ نہین سکتا "

آہ! - اسوقت اُس دل کی کیا حالت ہوگی جو بجز حاجت روا بننے کے کبھی اپنی حاجت لیکر کسی کے سامنے نہ گیا ہو لیکن آہ مجبوری انسان سے سب ہی کچھہ کرا دیتی ہے - جعفر نے پھر اپنے دل پر جبر کیا اور مسرور سے کہا " اچھا تم اگر نہین چھوڑ نہین سکتے ہو تو تم مجکو اپنے ساتھہ ہی شاہی خیمے تک لیے چلو - مین اُنکے سامنے نہ جاؤنگا کسی پوشیدہ ہی مقام سے وہ حکم کسی طرح مین اپنے کانون سے سُن لیتا جسکو اسوقت بادشاہ کا انصاف اور میری تقدیر اُنکی زبان سے کہلائے "

مسرور " خیر یہ آخری تمنا بھی کیون رہ جائے - آئیے - مین چلتا ہون " اور یہ کہکر شاہی خیمے کی طرف متوجہ ہوا - جو اس مقام سے ساٹھہ ستر قدم کے فاصلے پر ہے - جعفر اب ایک مسلح گروہ کی حراست مین شاہی خیمے کی طرف جا رہا ہے اور وہان جعفر کے خیمے مین سب ابتک اسی خیال مین بیٹھے ہوئے ہین کہ وزارت پناہ مسرور سے کچھہ باتین کر رہے ہین مگر چونکہ خیمے سے نکلے ہوئے اب اُنکو بیس پچیس منٹ کا عرصہ گذر گیا ہے اسوجہ سے بعض بعض کو کچھہ اشتباہ ہو چلا ہے اور جو آدمی خیمے سے نکلکر حاجب سے پوچھہ رہا ہے کہ سرکار کہان ہین " اور حاجب سے یہ جواب پا کر چلا تو آگے بڑھتا ہے کہ وہ ابھی مسرور کے ساتھہ باتین کرتے ٹہلتے ہوئے اسیطرف گئے ہین "

جعفر اسی حیثیت کے ساتھ شاہی خیمے کے قریب پہنچ گیا ہو لیکن یہ عجیب معاملہ ہو کہ شاہی خیمہ کے گرد پہرا دینے والے گارد مین سے کسی نے بھی اُنکو آتے دیکھکر روک ٹوک نہین کی اور سب چُپ چاپ کھڑے ہین مسرور نے جعفر کو اُس حراست کے ساتھ شاہی خیمے کی پشت پر کھڑا کر دیا ہی اور خود خیمے کے اندر بڑھا۔

ہارون رشید اسوقت تنہا اپنے خیمے مین ایک جانماز پر قبلہ رُخ دوزانو بیٹھا ہوا ہی۔ سر نگاہی۔ ہاتھ مین تسبیح۔ لب پر ذکر الٰہی اور دل مین یادِ خدا ہی کہ اسی حالت مین مسرور بھی پہنچا اور اُسوقت تک اسکو بہت ادب کے ساتھ خاموش کھڑا رہنا پڑا جبتک کہ ہارون رشید اپنے اَوراد اور وظائف سے فارغ ہو۔ چند منٹ کے بعد ایکبار ہارون رشید کا جھکا ہوا سر اُٹھا اور اُس نے مسرور کو دیکھکر فوراً آنکھ کے اشارے سے کچھ پوچھا جسکے جواب مین مسرور کے دل مین خدا جانے اسوقت کیا آ گیا کہ اُس نے ہارون رشید کے سامنے ان سب باتون کا اعادہ کر دیا جو اسکے اور جعفر کے درمیان مین ابتک آئی تھین۔

آہ!۔ اِس مایوس دل کے لیے یہ بہت ہی نازک وقت تھا جسکے چارونطرف موت کی ڈراونی صورتین پھر رہی تھین اور جسکی موت اور زندگی کے فیصلے مین اب فقط ایک آخری حکم کی دیر تھی۔ نہین جسکو قتل کی سزا کا سخت حکم تو ہو چکا تھا مگر اُس نے اپنی مردہ آرزون اور ٹوٹی ہوئی امیدون کے برائے نام سہارے سے فقط ایک موہوم امید پر پھر اسی عدالت مین نگرانی کی تھی جو اسکے قتل کا حکم دے چکی تھی۔

جعفر گوش بر آواز تھا۔ دل پر امید و بیم کی کچھ عجیب بیچین کرنے والی حالت طاری تھی کہ یکبارگی ہارون رشید کی زبان کو حرکت ہوئی اور وہ مسرور سے مخاطب ہو کر بہت پر غضب لہجے مین کہنے لگا "دور ہو کمبخت ہمارے سامنے سے مینے تجکو اسلیے بھیجا تھا؟ ہم جعفر کا سر مانگتے ہین۔ سر!۔ اور کچھ نہین۔ ابھی لاکر حاضر کرو۔ ابھی"

یہ قیامت کا حکم ہارون رشید کی زبان سے نکلتے ہی تیر قضا کیطرح جعفر کے کانون سے ہوتا ہوا دل مین ترازو ہو گیا۔

آہ!۔ اسکی سسکتی ہوئی امیدون مین کہرام پڑ گیا جان توڑتی ہوئی امید و آرزون مین ٹیسین پہنچ گئی اور اسکے دل مین بھری ہوئی عباسہ کی الفت سر کے بال کھولے ہوئے رنڈاپے کی سوگوار صورت بنائے بڑے نالہ و شیون کے ساتھ دو ہتھڑ پیٹنے لگی جعفر کی آنکھون کے نیچے اندھیرا چھا گیا۔ سر نے آسمان کی طرح چکر کھایا۔ بدن کانپا طبیعت سنسنائی اور یہ دل تھا کر اُسی جگہ بیٹھ گیا۔ اور پھر دو ہی ایک منٹ مین اپنی آنکھون کی پھیل جانے والی پتلیون سے دیکھا کہ مسرور کے آتے ہی تلوارین میان سے کھینچ لی گئین اور پھر اُسکو اسی حفاظت کے ساتھ مسرور کے خیمہ کیطرف لے چلے جسطرح کسی مجرم خونی کو پھانسی دینے کے لیے لیجاتے ہین۔ آہ بار غم سے جعفر کے قدم اسوقت زمین سے اٹھتے نہ تھے۔ روح اپنے جسمی تعلقات کم کر چلی تھی۔ پاؤن من من بھر کے ہو گئے تھے اور ایک انتہا درجے کے ستانے کے بعد دنیا کے چھوٹنے والے خیالات اسکو رخصت کرنے کے لیے اسکے پاس آنا شروع ہو گئے تھے لیکن محبت نے جسنے جبلی اسکے دل مین

پیدا کر رکھی تھی وہ اسکو کسی آنیوالے خیال کے ساتھ کسی قسم کی دلچسپی پیدا نہین کرنے دیتی تھی اور وہ سبکو بہت
اعتنائی کے ساتھ جلد ہی جلد ہی رخصت کر رہا تھا - مگر ہائے انھین خیالون کے ساتھ جسوقت اُس غم نصیب عباسہ کا خیال
اسکے دلمین آیا جسکو ابتک ان واقعات کی مطلق خبر ہی نہتی تو بے اختیار اسکے منھ سے آہ نکلی اور دل ہی دل مین مسوس کر اسطرح اپنے
دل ہی دلمین کہنے لگا وہ آہ او پیاری عباسہ تم کہان ہو!! دیکھو تو تمھارا پیارا جعفر اسوقت کس حیثیت سے جا رہا ہو نہ کوئی
مونس ہے نہ کوئی غمگسار آہ اور نہ کوئی اسکے حال زار پر رونے والا - سنگدل دشمن موت کیطرح چارونطرف سے اسکو گھیرے ہوے
ہین اسکا خون بہانے کے لیے دشمنونکی تلوارین ہاتھ ہاتھ بھر کی اپنی خشک زبانین نکالے ہوئے اُسکی گردن کی طرف
لپکے ہی ہین - اور کہان جاتا ہی؟ آہ سُنیگی تمکو بہت صدمہ ہوگا - بہت قلق - آہ روؤگی بے اختیار روؤگی نہین
ضبط ہوسکے گا - اسکو یہ لوگ ایسی جگہ لیے جاتے ہین جہان پہونچکر پھر وہ تمکو نہین مل سکتا - آہ تمھارے عاشق کو تم سے
جدا کرنیکے لیے لیے جاتے ہین ہائے پیاری اُسی جگہ جسکو مقتل کہتے ہین - ہائے جہان اُسکا خون بہایا جائیگا جہان
اُسکی گردن کاٹی جائیگی آہ جہان وہ اسوقت مارا جائیگا - پیاری عباسہ نہین سنتی ہو - جہان وہ جان سے مارا جائیگا
آہ جان سے - اور فقط اس جرم پر کہ تمھاری محبت اس دلمین تھی تمھارا سودا اس سر مین تھا - پیاری شاہزادی
اُسدن جب ہائے بین مین تمسے رخصت ہوکے گیا مجھکو نہین معلوم تھا کہ یہی ہونے والا صدمہ اور یہی آنے والی آفت کشان
کشان مجھکو تمھارے پاس لیے جاتی ہے ورنہ اچھی طرح سے تمسے رخصت ہولیتا اور جو کہنا تھا کہہ لیتا - آہ اب معلوم ہوا -
اسیوجہ سے میرا دل تمھارے پاس سے اسوقت اُٹھنے کو نہین چاہتا تھا - یہی قلق تھا - یہی صدمہ - ہان ہان یہی وجہ تھی
ہائے جب تمکو میرے اسطرح مارے جانیکی خبر پہونچیگی تو تم کیا کروگی - آہ تمھارا دل تو بہت نازک ہے - بہت نازک - ہائے
تمسے یہ غم کا پہاڑ کسطرح اُٹھے گا - مگر پیاری صبر کرنا صبر ہماری تمھاری تقدیر مین یہی لکھا تھا تم یہی سمجھنا کہ جعفر
تمھارے سر صدقے ہوگیا - خدا تمھاری جان کی خیر رکھے - آہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک میری ہان کے ساتھ کروڑون آدمی
اپنی جان نذر کرنیکے لیے حاضر تھے یا اب اسوقت سمجھتا ہون کہ کوئی ایسا خدا کا بندہ نظر نہین آتا جو میرا آخری پیام
کو پیاری عباسہ تک پہونچا دے؟ (بہت حسرت کے ساتھ) کون پہونچا سکتا ہے! - کوئی نہین - آہ میرے نامراد ارمان اور
تمنا تو یقینا تمکو میرے ساتھ ہمدردی ہوگی میرا اور تمھارا حال بالکل یکسان ہے تم میری پیاری عباسہ کو میرے حال کی خبر
جلدی خبر کردینا - مگر آہ تمھارا تو میرے دلمین آکر بہت خون ہوا ہی تم بھی بہت آزردہ ہوگی - اے میری فاتحہ پڑھنے والی
بیکسی شاید تجھسے یہ کام نکلجائے تو نکلجائے - مگر آہ میرا حال دیکھکر تیرے ہوش و حواس اسقدر کہان بجا ہونگے جو وہان تک
پہنچے - ہان میرے شوق ہان میرے رشتہ الفت تیرے ہی یہ سب کھیل تماشے ہین تجھی سے یہ کام بنے ہوگا تو پیاری عباسہ کو
خبر ہوجائے - جلدی بہت جلدی - بس اسیقدر دیر مین جبتک پیاری عباسہ کا نام میری زبان سے نکلتا رہے -
کہہ بیٹھا مارا گیا - آہ جعفر کا سر کاٹ لیا گیا - پیاری عباسہ تمھاری محبت کی سزا مل گئی - بس اب قیامت مین

ملین گے وہی ہمسے حرمان نصیب عاشقون کے ملنے کا دن ہی۔ پیاری رخصت !"

جعفر کی یہ باتین بالکل دل ہی دل مین تھین۔ جسوقت "رخصت" کے آخری جملہ پر اسکا خیال پہنچا اسوقت آنسے اپنے ہونٹھ بے اختیار دانتون کے نیچے داب لیے تھے۔ آہ وہ سر تھام کر رہگیا تھا اور اسکے پاؤن چلتے چلتے بالکل رک گیے تھے اور وہ بیہوش ہوکر زمین پر گرا ہی چاہتا تھا کہ اس نے اپنے دل کو سنبھال کر اسطرح کہا "مجکو اسوقت رُکا ہوا دیکھکر کوئی یہ خیال نکرے کہ مین مرنے سے دم چرا تا ہون مگر آہ مین کیا کرون خود بخود آپ میرے پاؤن نہین اُٹھتے۔ آخر تم مجکو کہان لیے چلتے ہو جو کرنا ہی کیون نہین کرتے"

گو ان پُردرد کلمات کو سننے والا اسوقت یہان پر بجز شقی اور سنگدل لوگون کے اور کوئی نہ تھا مگر جعفر نے جس لب و لہجے سے ان کلمات کو ادا کیا اس نے انکا بھی دل ہلا دیا اور مسرور اسطرح بولا "آپکی حالت ضرور افسوس کے قابل ہے مگر چاہتے ہین مین معذور ہون بیشک آپکے پاؤن نہین اُٹھتے ہونگے مگر میرا خیمہ بہت ہی قریب ہے جسطرح ممکن ہو وہان تک آپکو چلنا چاہیے"

جعفر (بیخودی کی حالت سے) "ہان تھوڑی ہی دور ہی؟ اچھا چلونگا۔ وہین میرا خاتمہ کیا جائیگا۔ بہتر۔ مگر کچھ مجکو کہنا ہی۔ مین چلتا ہون۔ ذرا سُن لو۔ تم میرے بعد ہر شخص سے کہدینا کہ جو کچھ میری ملک مین ہی وہ سب اب مستحقین کا حق ہی جسقدر میری کنیزین اور غلام ہین وہ سب آج سے آزاد۔ اور جن لوگون پر میرا کچھ حق ہی وہ سب مین نے معاف کیا" جعفر یہ باتین کر ہی رہا تھا کہ ایک طرف سے لالٹین کی کچھ روشنی نمود ہوئی جو اسیطرف کو آرہی تھی اور مسرور نے اسکو دیکھتے ہی ان لوگون سے خیمہ کیطرف جلد جلد بڑھنے کے لیے تاکید کی۔ اب جعفر اسی حراست کے ساتھ مسرور کے خیمے کیطرف بڑھ رہا ہی اور رات کے سناٹے مین دور سے ہلا ہوا لہجہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی مسرور کو پکار رہا ہی اور اسکے ساتھ مسرور کی بہت تاکید ہو رہی ہی کہ "جلد چل جلد چل" جعفر اسوقت گو بہت بیخود تھا مگر تاہم یہ آواز اسکے کانون کو آشنا معلوم ہوئی اور یہ اسطرف کان لگا کر سننے لگا۔ یہ اسی جوّاد کی آواز تھی جو اپنے آقا کو تلاش کرتا ہوا اب مسرور سے دریافت کرنے کے لیے اسطرف آرہا تھا جعفر نے جوّاد کی آواز سنتے ہی خوشی کے لہجے مین کہا "مسرور دیکھو جوّاد تمکو پکار رہا ہی شاید میری تلاش مین نکلا ہی اُسکو بلا لو"

مگر آہ! مسرور کمبخت بھلا کب سُنتا تھا اس ظالم کو تو خدا واسطے کی جعفر کے خاندان سے دشمنی تھی اُس نے بہت سختی کے ساتھ جعفر کے جلدی لے چلنے پر سبکو مجبور کیا۔ ہائے جوّاد کمبخت کے بھی پاؤن مین اسوقت مہندی لگی تھی جو وہ جلدی دوڑ نہ گیا مگر آہ اس بیچارے کو اسکی کیا خبر تھی۔ آہ! وہ اُسوقت مسرور کے خیمے کے پاس پہنچا جب جعفر خیمے کے اندر داخل ہو چکا تھا اور اسکے کہنے کے موافق اُسکی مندیل کے کپڑے سے اسکی آنکھون پر پٹی باندھی جاتی تھی۔

جوّاد اُسوقت خیمے کے گرد فوجی لوگون اور کھچی ہوئی تلوارون کو دیکھکر سناٹے مین آگیا اور اس نے اپنے گھبرائے ہوئے لہجے مین پوچھا "مسرور کہان ہین؟"

ایک شخص۔ (سخت آواز مین) "یہان نہین ہین"

جوّاد" تو چلاتے اسقدر کیون ہو - کہان گئے ہین احمد یہ مجمع یہان کیسا ہی ؟"

جعفر گو اُسوقت اور ہی حالت مین تھا مگر جوّاد کی آواز اسکے کان مین پہنچ گئی اور فوراً اس نے اپنی پُر درد آواز مین کہا " جوّاد اسلام - بہت بہت سلام - سب کو سلام - رخصت ہمیشہ کیلیے - رخصت جعفر کی دردناک آواز سنتے ہی جوّاد بہت بیتابی کے ساتھ اس گارڈ مین گھس پڑا جو خیمے کے آس پاس محافظت کر رہا تھا - پہلے تو پہرے والے زبان ہی سے روکتے رہے مگر جوّاد بھلا اُسوقت کب ماننے والا تھا صفین چیرتا ہوا آگے بڑھا اور گو وہ بہت جراءت کے ساتھ در خیمہ کے قریب ہی پہنچ گیا تھا مگر پھر اُدھر سے برابر پڑنے والی تلوارون نے اسکو اسقدر موقع بھی نہین دیا کہ وہ ایک قدم اور بڑھا کر جعفر کی حالت کو دیکھتا یا اپنی پیاری رضیہ کو ایک مرتبہ یاد ہی کر لیتا -

خیمے کے اندر کی اب ہمکو خبر نہین ہی لیکن ہان اتنا جانتے ہین کہ جب جعفر نے اپنے جان نثار جوّاد سے رخصتی جملہ کہا تھا تو اسی سے ملا ہوا اسکی زبان سے کلمہ طیبہ بھی نکلا اور پھر اسکے بعد ایک پُر درد اور دل ہلا دینے والی کراہ کی صدا بھی سنائی دی تھی جو ایک بیقاعدہ طور پر دفعتہً ختم بھی ہو گئی اور آہ پھر ہمکو نہین معلوم کیا ہوا کیا نہین - مگر آہ دیکھو اس میدان مین اسوقت کیسی حسرت برس رہی ہی - اس خیمے کے چوبین کیون تھرتھرا رہی ہین - طنابین خود بخود کیون کھنچ رہی ہین - دل اندر سے کیون بھرا آتا ہی اور آنسو گھبرائی ہوئی آنکھون سے بے اختیار کیون نکل پڑتے ہین آخر یہ ہی کیا معاملہ ! - آہ ہم جانتے ہین جو ہونا تھا وہ ہو گیا - اُف معاذ اللہ کلیجہ منھ کو آیا جاتا ہی غضب ہو گیا - ہا - ہا - ہمسے تو اب یہان ٹھہرا نہین جاتا - آیئے شاہی خیمے کیطرف چلین -

ہارون رشید ابتک اپنے خیمے مین مصلے پر بیٹھا ہوا ہی - ایک جانب مسرور بھی خون مین رنگی ہوئی تلوار ہاتھ مین لیے کھڑا ہی اور خلیفہ کے سامنے ایک طشت رکھا ہوا ہی جسمین کسی کا سر کٹا ہوا رکھا ہی - آہ ! یہ کس مظلوم کا سر ہی ! - نہین معلوم ؟ ذرا غور سے دیکھیے معلوم ہو جائیگا - پہچانا ؟ - آہ دل کی اُلجھن کسیطرح نظر کو جمنے نہین دیتی - آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا جاتا ہی اور نظر قدم بڑھاتے ہوئے کچھ بیطرح جھجکتی ہی - کیا یہ جعفر کا سر تو نہین ہی ؟ نقشہ تو کچھ اُسی کے چہرے سے ملتا ہوا ہی - آہ کیا وہی ہو گیا جسکے اندیشے سے دل کانپ رہا تھا - ہائے ہائے یہ تو جعفر ہی کا سر ہی - ہائے - لیجیے بیچارا قتل ہو گیا قتل ! افسوس صد افسوس - ہارون رشید کی نظر جعفر کے سر پر لوٹتے لوٹتے جب آنکھون کی طرف پھری تو بیساختہ اُسنے ایک ٹھنڈی سانس لی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور اس کیفیت نے اپنی چُپ کی زبان سے یہ ظاہر کر دیا کہ گو جعفر کے قتل ہونے سے ہارون رشید کا دل خوش ہو گیا مگر پھر بھی اسکی پُرانی الفت نے تھوڑی دیر کیلیے ضرور اسکو غمگین بنا دیا - اور حقیقت مین ہارون رشید سے محبت کرنیوالے بادشاہ سے یہ بہت ہی تعجب خیز واقعہ تھا لیکن وہ بھی کچھ ایسا ہی مجبور ہو گیا تھا جو ایسا سخت حکم اسکی زبان سے نکل گیا - تھوڑی دیر کے بعد یہ بیٹھے بیٹھے اُٹھ کھڑا ہوا اور تلوار ہاتھ مین لیکر اِدھر اُدھر خیمے مین ٹہلنے لگا - گویا کوئی انتشار تھا جو اسوقت اسکو کسی جگہ ٹھہرنے نہین دیتا تھا ٹہلتے ٹہلتے ایکبار مسرور سے مخاطب ہوا اور کہا کہ شاہی خیمے کے محافظ بہت ہوشیاری کے ساتھ

پہرا دین باڈی گارڈ کا رسالہ ہر وقت تیار رہے - بلا اجازت کوئی اندر آنے پائے جعفر کے خیمونکے گرد سخت پہرے کا حکم دیدیا جائے کہ کوئی کہین نکلنے نہ پائے - اچھا - اور فلان فلان شخص کو جلد بلاؤ"

زبان سے نکلتے ہی شاہی حکم کی تعمیل ہوگئی اور وہ سب لوگ دیوان عام کے خیمے مین حاضر ہوگئے جن کی نسبت ابھی حکم ہوا تھا اور جو عموماً وہی معزز لوگ تھے جو اس سلطنت کے رکن خیال کیے جاتے تھے لیکن اس واقعہ سے ابتک محض ناواقف تھے ہارون بھی اب اپنے خاص خیمے سے نکل کر اُس خیمے مین آگیا ہے جسمین یہ سب لوگ اس بیوقت کی طلبی سے گھبرائے ہوئے جمع تھے اور تخت پر بیٹھکر اسطرح کہنے لگا "آپ حضرات اس امر کو جانتے ہین کہ ماہ دولت یحیٰی کے بیٹے جعفر کے ساتھ ہمیشہ کسطرح سے پیش آتے رہے ہین" جسکے جواب مین سب لوگون نے ایک زبان ہو کر کہا "حضور عالی اس بات کا پوچھنا ہی کیا! - اسکو تو ہر ایک بچہ بھی جانتا ہے جسکے کانون مین دنیا کی کوئی بات بھی پہنچی ہے کہ حضور عالی نے اپنے آپ مین اور وزارت پناہ مین کسی قسم کا فرق ہی باقی نہین رکھا - اور ایک وزارت پناہ پر کیا موقوف ہے - سلطے خاندان برامکہ کو حضور انہ مراحم نے زمین سے آسمان پر پہنچا دیا ہے اور اسکا انکو خود بھی اقبال ہے"

ہارون رشید "خیر جو کچھ مینے اسکے ساتھ کیا اب اسکا پھر زبان پر لانا میرا کام نہین ہے لیکن ہمارے ان سب احسانات کا کیا یہی عوض تھا جو اسنے اینجانب کے ساتھ کیا ہے؟"

ہارون رشید کی زبان سے یہ جملہ نکلتے ہی سب کے جھکے ہوئے سر اوپر اُٹھ گئے اور وہ سب اپنی حیرت زدہ آنکھون سے ہارون رشید کے چہرے کیطرف دیکھنے لگے - گویا ہارون کے اس جملے کو اُنکے کانون نے بہت تعجب کے ساتھ سُنا اور اسکا مطلب اور مفہوم انکے ذہن مین کچھ بھی نتھا - ہارون رشید نے انکے تعجب اور حیرت کو دیکھکر کہا "کیا آپ لوگون کا خیال ہے کہ مجھکو کسی امر کی اطلاع نہین ہے مین کچھ نہین جانتا؟ ایسا نہین ہے - نہین تم یقین کرلو کہ مین ادنی سی ادنی باتون کی خبر رکھتا ہون لیکن مین اسوقت تک اُسکی طرف توجہ نہین کرتا جبتک انتہائی درجے کا ضبط اپنے عجز کا اعتراف کرکے مجھکو بے اختیار نہین کر دیتا - جعفر نے یحیٰی حسنی کو باوجود میری سخت ممانعت کے رہا کر دیا - ذراوہ کے مرنکی جھوٹی خبر مجھسے بیان کی - میرا خزانہ بالکل خالی کر دیا - مجھسے بغاوت کرنیکے لیے اپنے سلاح خانہ کو زیادہ خوب ہی ترقی دی اور اسی طرح کی اور بھی اسنے حرکتین کین - پھر کیا یہ سب باتین ایسی نہین ہین جو سلطانی غضب کو جنبش دین اور اسکی سزا اُسکو نہ دیجائے؟" اس پر غضب جملے کے بعد اسنے چند لمحہ خاموش ہو کر اس کا انتظار کیا کہ دیکھین ان لوگون سے اسکا کیا جواب ملتا ہے لیکن سبکو خاموش دیکھکر اسنے پھر کہا "تم اسکا جواب نہین دے سکتے ہو یحیٰی کے بیٹے کا خوف تمھارے دلون پر بہت غالب ہے (مسرور سے مخاطب ہو کر) لاؤ طشت"

حکم ہوتے ہی وہ طشت لایا گیا جسمین جعفر کا سر ایک عبث خنجر مین بنا ہوا رکھا تھا -

اسوقت ہارون کا چہرہ غصے کے جوش اور خون کے ہیجان سے بالکل سرخ ہو رہا تھا - ہاتھ مین ننگی تلوار تھی جو طیش کے زور سے بار بار اُسکے ہاتھ مین جنبش بھی کر جاتی تھی - باڈی گارڈ کے سپاہی ننگی تلوارین ہاتھ مین لیے پشت پر کھڑے تھے

اور خیمے کے چارو نطرف خاص فوجی پلٹن کا پہرا تھا جعفر کا سر دیکھتے ہی سب کی آنکھین بند ہو گئین اور کچھ اس بلا کی حیرت اپر طاری ہو گئی کہ پتھر کی تصویر بنی ہوئی مورت اور انمین اسوقت کوئی فرق نہ تھا انکے دلونکی اسوقت جو حالت ہوگی ہوگی مگر بادشاہی رعب نے انہین بے اختیار بنا کر ایسی ہچکی نہ ہونے دی زبان سے یہ کہلا ہی لیا کہ "جو کچھ خداوند عالی نے کیا وہ بہت اچھا کیا اور اگر جعفر کی یہ خطائین تھین تو حقیقت مین وہ اس عقوبت کا سزاوار ہی تھا"

ہارون رشید "ہان ہان ہمکو اچھی طرح معلوم ہو ضرور ایسا کیا ضرور۔ کوئی شک نہین۔ لیکن جعفر ہمکو بہت عزیز تھا۔ بہت عزیز۔ طیش اور غضب مین جو ہمسے ہو گیا ہو گیا۔ اب اسکا چارہ کار کیا ہے کچھ نہین لیکن ہم اپنی آنکھ سے کسی طرح کے قاتل کو نہین دیکھ سکتے ہمکو اس امر کی خوشی ضرور ہے کہ آج ہمارے دل سے جہان کا وہ کھٹکا تو نیش کی کانٹے کی طرح نکل گیا جو جعفر کیطرف سے تھا لیکن جعفر کے غم مین ہمارا دل اندر ہی اندر رو ضرور رہا ہے۔ آہ وہ بہت اچھا آدمی تھا اگر اُس سے یہ خطائین نہ ہوئی ہوتین اور وہ در پردہ ہماری جان کا دشمن نہ بنگیا ہوتا" اور یہ کہتے ہی اُسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور منھ کچھ اسطرح بگڑ کر رہ گیا جسطرح جوش گریہ مین کوئی رونا چاہتا ہو اور درپردہ ضبط کرنیکے لیے اس جوش کو زبردستی روکے۔ ان لوگونکا دل چھیڑ دینے کے لیے ہارون رشید کا اسقدر کہنا کافی تھا جو جعفر کے غم مین پہلے سے بھرے بیٹھے تھے آہ سب بے اختیار ہو کر رو دیئے۔ اور جعفر کی بیگناہی نے اچھی طرح اپنا رنگ دکھا دیا لیکن یہ کیفیتین دیکھ دیکھ کر اور اسوقت کی باتین سُن سُنکر مسرور کا خون رگون مین خشک ہو گیا تھا اور اب وہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے جعفر کے ساتھ اسکی وہ بے اعتنائیان کیسی تھین۔ وہ ہائے وائے کرتا ہی رہا اور ہارون رشید کے حکم سے فوراً اُسی جگہ اس کا سر اُس کے تن سے جدا ہی کر دیا گیا۔

اسمین کوئی شک نہین کہ ہارون رشید کو جعفر سے دلی الفت اور محبت تھی لیکن اس غضب کا سبب کچھ تو جعفر کی ہی خطائین تھین جنکو ہم بیان کر چکے اور کچھ حاسدون کی دشمنی تھی جنھون نے جھوٹ سچ لگا کر خلیفہ کو جعفر کیطرف سے بالکل بدظن کر دیا تھا۔

اب اس واقعہ کے بعد ہارون رشید کو سب سے زیادہ اس امر کی فکر تھی کہ مبادا جعفر کا خون رنگ لائے اور اسکی وجہ سے کوئی فتنہ فساد برپا ہو جائے اس لحاظ سے اسنے پھر سب کیطرف متوجہ ہو کر کہا "اچھا احباب اب جا کر آرام کرتے ہین آپ بھی جائین اور گو ہمنے پہلے ہی سے سب انتظام کر لیا ہے لیکن آپ بھی اسکا خیال رکھین کہ کسی قسم کی کوئی سرکشی نہ ہونے پائے" اور تخت سے اُٹھ کر سراپردہ شاہی مین چلا گیا۔

اور یہ سب لوگ بھی دانت کے نیچے انگلی دبائے ہوئے خیمے سے نکلے ہین اسطرف کان لگا کر سنئے ہر اسطرف جعفر کے قتل کے چرچے ہو رہے ہین جعفر کے خیمے مین بھی اب یہ خبر پہنچ گئی ہے کہرام مچ گیا ہے اور نہایت ہیبت ناک میدان مین آہ و نالہ کی پُر درد صدائین رات کے سناٹے مین ملی ہوئی گونج رہی ہین جعفر مرحوم کے خیمے زیر حراست ہو گئے ہین اور احتیاط اور اندیشے کے خیال سے جعفر کے باپ بھائی اور سب اعزا و اقارب جو اس سفر مین ساتھ ہین سب نظربند کر لیے گئے ہین اور اب

انکو علیحدہ ایک ایسے خیمے مین جگہ دیجاتی ہے جسپر چوکی پہرے کا انتظام انتہائی درجے کا ہے۔

اونیسوان باب

لیجیے قصہ ہی ختم ہو گیا

اس رنج بیکسی کی یارب خبر نہ پہونچے
جائے نہ شام غربت سر پیٹتی وطن مین

یہی کمبخت رات ہے یہی منحوس وقت ہے جبکہ بدنصیبی سے ہمارے مرحوم دوست جعفر کا سر کاٹ لیا گیا تھا لیکن وہ عمر کا میدان ہے اور وہ سرزمین ہے ہان اس تیرہ و تار راتمین جبکہ دکھ کی عالیشان عمارتین انھین آنکھون کو کالی بلا سی معلوم ہوتی ہین جو ابھی ایک بلا کا اندھیر دیکھ آئی ہین بار غم سے لیلی شب کی کمر جھک گئی ہے چرخ نیلی فام ماتمی لباس پہنے ہوئے ہے۔ زمین پھر رہی ہے آسمان چکر کھا رہا ہے۔ جنوب کا قطب جھک گیا ہے شمالی قطب اونچا ہو گیا ہے اور اسکے آس پاس کچھ مشرقی سمت کیطرف سے ہٹی ہوئی بنات النعش کے چند ستارے ایک نعش کو لیے ہوئے برابر گھوم رہے ہین۔ سارا شہر خموشان کا حکم رکھتا ہے اور عباسہ اپنی کوٹھی مین ایک زرنگار مسہری پر لیٹی ہوئی سو رہی ہے۔ کچھ کنیزین ادھر ادھر کے کمرون مین نیچے فرش پر پڑی ہین اور سوسن اور رضیہ دونون بیٹھی ہین عباسہ کے پاؤن داب رہی ہین۔ رضیہ کا نام سنکر آپ بہت متحیر ہوتے ہونگے کہ وہ اسوقت یہان کہان؟ مگر اسکی وجہ یہ ہے کہ رضیہ طلاق پاکر اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی تو عباسہ نے اسکو اس غرض سے اپنے پاس بلا لیا تھا کہ جعفر وزارت پناہ کے ساتھ جب سفر سے پھریگا تو اسکے ساتھ عقد کر دینگے۔ یہ دونون اسیطرح پاؤن داب رہی تھین اور آہستہ آہستہ آپسمین جو آو کی باتین بھی ہو رہی تھین کہ سوتے سوتے عباسہ یکبارگی چیخ مار کر جاگ پڑی۔ خوابین گھبراہٹ کے عالم مین یا اللہ خیر یا اللہ خیر کہتی ہوئی۔ دوڑ آئین۔ سب اسطرح جاگ پڑنیکا سبب دریافت کر رہی ہین اور عباسہ کچھ ایسی بدحواس ہے کہ کسیکی بات کا جواب نہین دیتی اور دسسکیون کا لگا تار سلسلہ ہی اسکو کچھ کہنے کا موقع دیتا ہے سب کا انتشار ترقی کرتا جاتا ہے سوسن بہت گھبراہٹ مین اسکے مزاج کی خیر و عافیت پوچھ رہی ہے اور عباسہ مجبور ہو کر اسطرح کہہ رہی ہے "بہن مین تو اچھی ہون مگر مینے ابھی ایک بہت پریشان خواب دیکھا ہے جس سے میرے ہوش و حواس بجا نہین ہین" اور منہ چھپا کر رونے لگی سوسن نے اشارے سے سبکو وہان سے ہٹا دیا اور پھر اسطرح کہنے لگی "ای ہے تو کچھ فرمایئے گا بھی یا روئے جایئےگا۔ وہ ایسا کیا خواب تھا ہے"

عباسہ "آہ! کیا کہون۔ ابھی مین غافل پڑی سوتی تھی دیکھتی کیا ہون کہ وزارت پناہ بہت گھبرائے ہوئے میرے پلنگ کے پاس کھڑے ہین۔ آنسو آنکھون سے جاری ہین اور مجھکو ہلا ہلا کر جگا رہے ہین۔ انکو پریشان دیکھکر مینے جب اسوقت کے آنے اور اضطرار کی وجہ پوچھی تو وہ روتے ہوئے بے اختیار میرے گلے سے لپٹ گئے۔ (ہاتھ کے اشارے سے) اب آگے مجھ سے نہین کہا جاتا" اور پھر رونے لگی۔

سوسن "تو یہ اب ایسا بھی رونا کیا۔ پوری بات نہین کہی جاتی۔ خدا کیلیے دل سنبھالیے۔ معاذاللہ ان پر کیا ہوا؟"

عباسہ "(بھرائی ہوئی آواز مین) آہ ہوا کیا! وہ مجھ سے کچھ کہا ہی چاہتے تھے کہ ہائے خدا غارت کرے کسی کمبخت نے

دشمنوں کی گردن پر ایسی تلوار ماری کہ بس - اور پھر چیخ مار کر زار و قطار رونے لگی - گو عباسہ کا یہ خواب سن کر سوسن کے
بھی حواس پریشان ہو گئے تھے لیکن پھر بھی اُس نے عباسہ کے انتشار رفع کرنیکے لیے کہا۔ واہ واہ - واہ۔ شاہزادی صاحبہ
واہ - ماشاء اللہ آپکی بھی کیا باتیں ہیں - بھلا ان خواب و خیال کی باتوں پر کوئی خیال کرتا ہے - آپ تو ماشاء اللہ
بہت کچھ لکھی پڑھی ہیں اور پھر ایسی نادان بنی جاتی ہیں ؟

عباسہ ۔ (اپنے دل کو سنبھال کر) ہاں یہ میں بھی جانتی ہوں کہ خواب کی باتوں کا اعتبار نہیں کرتے ہیں لیکن کبھی کبھی
ایسی قسم کی باتیں بھی ہوتی ہیں جنکو انسان نے کبھی آنکھوں سے دیکھا - کانوں سے سنا یا کسی قسم کا پہلے خیال کیا اور پھر
جب وہ سو گیا تو حس مشترک اور خیال نے خواب کی حالت میں بھی انھیں باتوں کو اسکے ذہن کے سامنے پیش کر دیا۔ یہ
نہیں کہ ایسی ہی پر از وہم و قیاس باتیں خواب میں دیکھے اور پھر اُنپر کبھی خیال نہ کرے - پہلے تم اُس خط کے مضمون پر تو خیال کرو جو
ریاس نے ابھی دو چار روز پیشتر بھیجا تھا - جب بھائی جان نے بچہ تک کو دیکھ لیا تو پھر اُنکے غیظ و غضب کی کیا انتہا -
اگر اسی جوش میں خدانخواستہ وہ کچھ اُنکے ساتھ بُری طرح پیش آئیں تو کیا تعجب ؟ تم نہیں جانتی ہو روح ایک نورانی
چیز ہے اسکو اپنی تیز نظر دوڑانے کے لیے بُعد مسافت اور صاف میدان کی کچھ پروا نہیں - اُسکی تیزی کے سامنے دیوار یا
پہاڑ کا پردہ کچھ دقت نہیں کر سکتا اور نہ دیکھنے کے معاملے میں ہماری طرح وہ آنکھوں کی محتاج نہیں لیکن اس
خاکی کالبد میں اگر جسمی مشاغل کی جہت سے اُسکی اشراقی قوت بہت کم یا یوں کہیے کہ جاتی رہتی ہے مگر ہاں جب
صفائی قلب سے صفائی روح میں کوشش کیجاتی ہے یا خواب کی حالت میں روح کے جسمی تعلقات کچھ کم ہو جاتے ہیں
تو پھر وہ اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے اور وہ اشراقی قوت کچھ کچھ اُسمیں اُسوقت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ آدمی سوتے
میں بعض بعض غیب کی باتیں دیکھ لیتا ہے - سوسن ! خدا میرے خیال کو غلط کرے مگر میں جانتی ہوں یہ میرا خواب بھی
کچھ اسیطرح کا ہے - ہائے بیٹے تو انکے دشمنوں کو اُسوقت جس حالت سے دیکھا ہے اسکے خیال کرنے سے بھی میرا کلیجہ منھ کو
آیا جاتا ہے (گھبرائی ہوئی آواز میں) تم خدا کے لیے مجھکو تنہا کر دو اور تم بھی مجھکو میرے حال پر چھوڑ دو - اور بے اختیار ہو کر رونے لگی -
سب کنیزیں لاکھ لاکھ طرح سے اُسکی طبیعت سنبھالنا چاہتی ہیں مگر اُسکا دل ہے کہ بگڑی ہوئی قسمت کی طرح کسیطرح سنبھلتا
ہی نہیں - سوچ کی لہریں اُسے لپٹتی ہیں اور پھر اُٹھ بیٹھتی ہے کہنے سے کسی وقت چپ ہو جاتی ہے مگر پھر رو دیتی ہے - روتے روتے
جب کچھ بھی آنسو کمی کرتے ہیں تو پھر آنکھوں کے چھپڑنے کیلیے آپ ہی آپ اپنے دل سے یہ باتیں کیجاتی ہیں - ہائے میری
بھی کیا قسمت ہے کہ ایکدن چین سے نہیں گذرتا - ابھی دو چار روز ہوئے کہ ریاس کا وہ خط آیا جسنے ہوش اُڑا دیے خدا
جانے اب وہ کہاں ہوگا - ابھی اس انتشار سے فرصت نہیں ملی تھی کہ آج اسطرح کا خواب دیکھا - ہائے کہیں ایسی لڑکے کے
چھپڑنے کا بخار تو بھائی جان نے نہیں نکالا ہے - خدا نہ کرے یا دشمن بخیر جعفر کی جان کی خیر کرنا - ہائے یہ کیسا خواب تھا میرا دل

* تاریخ کی کتابیں ریاس اور بچہ کے حالات سے اس جگہ پہنچ کر بالکل ساکت ہیں اور کچھ حال معلوم نہیں ہوتا ۱۲

میرے اختیار سے اسطرح کیون نکلا جاتا ہی - ہر چیز مجھکو کیون سوتی نظر آتی ہی خواب بہت دیکھے ہین مگر ایسا پریشان
خواب کبھی نہین دیکھا - یا الٰہی جعفر کی جان کی خیر - تو ہی حافظ حقیقی ہی - تیرا ہی سہارا ہی - خداوندا اگر اسکے دشمنون کی جان کو
کچھ بھی صدمہ پہنچا تو ہائے عباسہ کمبخت کیا کریگی " اس خیال کے پہنچتے ہی اسکا دل بھر بھر آیا - ارمان اور تمناؤن کے خون شدہ
دل سے اٹھتے ہوئے بخارات ٹھنڈی اور لانبی سانسون مین ملے ہوئے آنکھون کو دھو دینے کے لیے آنسو بنکر نکلنے لگے -
بالآخر غم نصیب عباسہ نے تڑپ تڑپ کر - کروٹین بدل بدل کر ٹہل ٹہل کر کچھ اس کرب اور بے چینی کے ساتھ
اس رات کی گھڑیان کاٹین کہ دیکھ دیکھکر شب غم کا بھی چہرا اترا ہوا نظر آیا - آسمان کا رنگ بھی فق ہو گیا - تارے
بھی جھلملا کر چھپ گئے اور وہ چڑیان بھی سوتے سوتے اپنے نشیمنون مین چلا اٹھین جو کہنے کو بے زبان ہین -
شب غم کی صبح بہت مشکل سے دیکھنی نصیب ہوتی ہی مگر آج کی صبح عباسہ کے لیے رات سے بھی بہت زیادہ تکلیف دہ
تھی - آج صبح ہوتے ہی اسکو یہ خبر ملی کہ آج آدھی رات سے جعفر اور جعفر کے اعزا اقارب دوست احباب اور کل
برامکہ کے گھر سندی بن شاہک کے حکم سے محصور ہین - پہرے بیٹھے ہوئے ہین اور کسی کی یہ مجال نہین ہی کہ کوئی
اندر سے باہر اور باہر سے اندر آنے جانے پائے " آہ یہ وحشت اثر خبر عباسہ کے رات کے خواب کی تعبیر بتانیکے لیے
کافی تھی - بیان کرنیوالے کے منھ سے نکلتی ہوئی اس ہوا نے جو اسوقت اُن یاقوتی ہونٹون سے منتشر ہو کر اپنے دامن
مین سمیٹے ہوئے عباسہ کے کانون تک پہنچا دی تھی اپنے زہریلے اور خون خشک کرنیوالے اثر سے عباسہ کے پھول
سے رخسارون کے ساتھ وہی کام کیا جو موسم خزان کی ہوا ہر ہرے پتے کے ساتھ کرجاتی ہی - سنتے ہی اسکو سناٹا گذر
گیا - ہوش اڑ گئے اور وہ سوسن سے گھبرا کر اسطرح کہنے لگی " کیون سوسن یہ کیسی خبر ہی - یہ آج نئی بات کیسی
سندی موے کی مجال کیا تھی جو وہ وزارت پناہ کے کاشانۂ دولت کیطرف یون آنکھ اٹھا کر بھی دیکھتا - مین
کبھی مانون کچھ نہ کچھ دال مین ضرور کالا ہی - میرا دل تو رات ہی کھٹک گیا تھا مگر تم سب نے تو اسوقت مجھکو سڑن بنا
لیا تھا سڑن - ارے کمبختو کوئی باہر نکلکر دریافت تو کرو یہ بات ہی کیا! ہائے خدا نخواستہ کیا میرا خواب سچ ہی نکلے گا "
اور منھ ڈھانپ کر بے اختیار رونے لگی - کنیزین خواصین سب اسکی حالت دیکھکر اس وقت پریشان تھین - ہاتھ
پاؤن سب کے پھول گئے تھے اور کسی سے کچھ کہتے سنتے نہین بن پڑتا تھا - گو ان حالات کے دریافت کرنے مین
ہر طرح سے بہت کوشش کی گئی لیکن اسکے سوا اور کچھ نہ معلوم ہوا کہ سندی جو کچھ کر رہا ہی بادشاہ کے حکم سے
کر رہا ہی - عباسہ نے جسوقت سے وہ پریشان خواب دیکھا ہی گو اسوقت سے اتبک اسکو دو ہی گھڑی گذرا ہی لیکن پھر
بھی اتبک جو چیز اسکو رونے پر مجبور کر رہی تھی وہ یا تو دو چار روز قبل کی خبر تھی جس نے ریاس مطلع کر کے بالکل مفقود الخبر
ہو گیا یا وہ بدگمانی تھی جو کثرت محبت کیوجہ سے ایسے نازک اوقات مین انسان کو عموماً ہو جاتی ہی مگر ہائے
سندی کی اب کارروائیان دیکھنے کے بعد اسکے پاس ایسی کوئی وجہ نہ تھی جس سے وہ اپنے رات کے خواب کو

غلط کرکے اپنے بیچین دل کو کچھ بھی تسکین دیسکتی - آہ - اب اسکے رنج و غم کا کیا پوچھنا تھا اسکو اپنے تن بدن
کا ہوش نہ تھا - کھانا - پینا سب یک لخت چھوٹ گیا تھا - بس رات دن اسکو رونے سے کام تھا یا بہت
گریہ و زاری کے ساتھ دونون ہاتھ اٹھا کر جعفر کی صحت اور سلامتی کے لیئے دعائین مانگنے کا شغل تھا -
پیاری عباسہ نے اسی حالت سے ایک ہفتہ کاٹا - آہ وہ ایک روز جب اپنے پلنگ پر پڑی ہوئی تھی - پہر چھ گھڑی
دن چڑھ آیا تھا - آنکھین اشکبار تھین اور اس جگہ آنسو بہتے بہتے ایک لانبا سُرخ سُرخ نشان پڑ گیا تھا جہان
کبھی سُرمے کا دنبالہ بنایا جاتا تھا - چہرہ بالکل زرد ہو گیا تھا اور رنج اور غم کے صدمے اُٹھاتے اُٹھاتے کچھ ایسی نحیف
اور زار ہو گئی تھی کہ اسکی صورت دیکھکر بادی النظر مین نظر کو تھوڑی دیر تک اس امر مین شک اور شبہہ کرنا پڑتا تھا
کہ یہ عباسہ ہی ہے کہ نہین -

عباسہ اسیطرح اوداس پڑی ہوئی تھی کہ اس نے یکبارگی غیر معمولی طور پر اپنی خواصون کو اپنے پاس سے باہر جاتے ہوئے
دیکھا اور جب پھر وہ کسی وجہ سے یہان آئین تو کچھ سر جھکائے ہوئے منھ چھپائے اور اُسیطرح کی آنکھین لیے ہوئے
آئین جسطرح ابھی کوئی رو کر آیا ہو مگر آنسو پوچھ کر اسکے ساتھ عباسہ کے کان مین باہر سے کچھ شور اور غل کی آواز
بھی آئی جسکے ساتھ خدا جانے یہ کیا بات تھی کہ دل کی اُلجھن بھی ترقی کر چلی اور اس نے گھبرا کر پوچھا "یہ شور اور غوغا
کیسا ہے اور تم اوداس کیون ہو" جسکے جواب مین پہلے تو وہ کچھ خاموش ہو رہین مگر جب مجبور ہو گئین تو
بجائے اسکے کہ وہ کوئی بات جواب مین کہین سب کی سب یکبارگی چلا چلا کر رونے لگین - عباسہ گھبرا کر کھڑی ہو گئی
اور پھر اسکو اپنے انھین کانون سے جو کبھی جعفر کے باب مین کوئی بد کلمہ نہین سُن سکتی تھی - آہ یہ سننا پڑا کہ
وزارت پناہ اس طرح بادشاہ کے حکم سے قتل کیے گئے اور اسوقت اُنکا سر اور بے سر نعش شہر مین آ رہی ہے -
آہ یہ سنتے ہی عباسہ کے سر پر ایک غم کا پہاڑ گرا - کلیجہ سنبھالا - تو دل بیٹھ گیا - دل ہاتھ مین لیا تو سر نے
چکر کھایا - آہ سر پکڑ کر رہگئی تو پانون ڈگمگائے اور یہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑی -

آہ بہت تدبیرون کے بعد جب وہ ہوش مین آئی تو اُسوقت اسکی بُری حالت نہین دیکھی جاتی تھی - اس نے اپنے ہاتھ کی
چوڑیان توڑ ڈالی تھین - سارا زیور اُتار کر پھینکدیا تھا اور بری طرح سے کراہ رہی تھی - اُسکا کڑوے کڑوے آنسوون
سے بلک بلک کر رونا - اُسکا دل مسوس مسوس کر رہجانا - اسکے سر کے کھلے ہوئے بالون کا چھاتی پر لوٹنا - اسکی سوگوار
صورت کوئی آنکھ نہین دیکھ سکتی تھی اسکا بین کوئی کان نہین سُن سکتے تھے اور وہ کوٹھی کے اندر فرش پر پڑی
ہوئی بڑی بیتابی کے ساتھ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی - اسی حالت پر ابھی ایک گھنٹہ گذرا ہوگا کہ
ایک کنیز ایک صندوقچی ہاتھ مین لیے ہوئے آئی اور اسکے سامنے کھڑے ہو کر کہا "شاہزادی صاحبہ جناب شاہزادی
صاحبہ! - ابھی ایک آدمی نے یہ صندوقچی مجکو دی اور کہا ہے کہ وزارت پناہ نے اپنے قتل ہونے سے تھوڑی دیر پہلے یہ

صندوقچی مجکو دی تھی اور فرمایا تھا کہ کسیطرح اسکو شاہزادی صاحب کے پاس پہنچا دینا"

عباسہ " (اپنے آپکو ذرا سنبھال کر) آہ صدقے اِس محبت کے - قربان اس یاد کے - پیارے تم مجھکو اسوقت تک نہ بھولے - آہ کیسی صندوقچی ہی لاؤ - دیکھون - اسمین کیا ہی - کھولو" اور فوراً ایک کنجی کے ذریعے کھولی گئی - اسمین سونے کی ایک مرصع انگوٹھی تھی جسپر بہت نفاست کے ساتھ اعلیٰ درجے کا کام کیا گیا ہی - اور اسکے وسط مین بہت آبدار اور خوشنما تراشا ہوا ایک ہیرا جڑا ہوا ہی جسکی چمک کسیطرح نظر کو ٹھہرنے نہین دیتی - عباسہ نے اس انگوٹھی کو اٹھا کر اپنی آنکھون سے لگایا اور پھر جعفر کو بہت یاد کر کے دیر تک روتی رہی صندوقچی لانیوالے آدمی سے اور سب تفصیلی حالات بھی دریافت ہوئے اور اسی ضمن مین یہ بھی معلوم ہوا کہ جان نثار جواد بھی اپنے آقائے ولی نعمت پر فدا ہو گیا - آہ - یہ دوسری قیامت تھی رضیہ یہ خبر سنکر اپنی قسمت اور جواد کے ارمان مرجانے پر آٹھ آٹھ آنسو رونے لگی اور اب اسکو خوب اچھی طرح معلوم ہوا کہ میری وہ حرکت کیسی تھی جس نے مجکو دم بھر مین طلاق دلوا دی عباسہ وہ انگوٹھی ہاتھ مین لیے آپ بیٹھی ہی آنسو آنکھون سے جاری ہین اور آپ ہی آپ اپنے دل سے یہ باتین کہ رہی ہین " آہ پیارے جعفر تمکو دشمنون نے بڑی سنگدلی کے ساتھ قتل کیا ہائے اگر مین ایسا جانتی تو کسی طرح تمکو یہان سے جانے نہ دیتی - تمکو بہت دھوکا دیا گیا تمھارے ساتھ بڑا فریب کیا گیا مسرور کمبخت مارا گیا - بہت اچھا ہوا مین بہت خوش ہوئی - اسیطرح خدا ان سب ظالمون سے سمجھے جنھون نے تمکو بیگناہ اسطرح مارا - مگر آہ پیارے جعفر عباسہ کے حق مین تم کچھ نہین کہ گئے - ہائے اب وہ کسکی ہو کر زندہ رہے گی - نہین اب اسکو زندگی سے کیا مطلب اب وہ جی کر کیا کریگی اچھے نہین کسیطرح نہین - مگر ہائے وہ تو خودکشی نکرنے کا تمسے عہد کر چکی ہی - آہ تمنے تو اسے بُری طرح وعدہ لے لیا ہی - ہائے پھر اب مین کیا کرونگی - پیارے جعفر اب مین تم سے اجازت لون - تم کہان چلے گئے - ہائے تم کو کہان ڈھونڈون - پیارے جعفر معاف کرنا تمھاری محبت تمھارا فراق مجکو نہین جینے دیگا کسیطرح نہین جینے دیگا تم مین اگر قدرت ہی اور تم میرا مرنا نہین چاہتے تو پھر تمہین کسیطرح مجھے بلجاؤ - نہین تو میرا یہ دل ہی بدل دو - ہان پتھر کا بنا دو - یا اپنی محبت سے کہدو کہ میرے پاس نہ آئے - ہائے اپنے غم ہی کو سمجھا دو کہ میرے پاس سے چلا جائے - میری جان چھوڑ دے - نہین تو عباسہ کسیطرح نہین جی سکتی آہ اب نہین جی سکتی - پیارے جعفر دل کسیطرح نہین مانتا - سچ کہتی ہون ؎

تمنّا کو تم اپنی منع کردو	ہماری جان کے پیچھے پڑی ہی

آہ یہ انگوٹھی تمنے کسکے لیے بھیجی ہی - کون پہنے گا - اور کسکو پہنکر دکھاؤنگی - آہ عباسہ تو اب نہین زندہ رہ سکتی کسیطرح نہین (انگوٹھی کیطرف بہت غور سے دیکھکر) ہان اب مین سمجھی یہ انگوٹھی بھیجکر تمنے مجکو اپنے پاس بُلایا ہی - مجکو آنے کی اجازت دی ہی - ہان بیشک اسکا ہیرا مجکو تمھارے پاس بہت جلد پہنچا دیگا - بہت جلد پیارے جعفر خدا تمھارے درجات بہشت مین زیادہ کرے تمنے مرتے دم بھی مجھپر بہت بڑا احسان کیا ہی اسکا شکریہ مین

تمھارے پاس ابھی خود حاضر ہو کر ادا کرون - ابھی ابھی (کنیزون سے مخاطب ہو کر) تم سب یہان کیون کھڑی ہو - کیا مجھکو تماشا بنا لیا ہی - سامنے سے ہٹ جاؤ - سب ہٹ جاؤ - میرا دل گھبراتا ہی - چلی جاؤ - سب چلی جاؤ - باہر"

اور کنیزین اس خیال سے کہ اسوقت اسکے حکم کے خلاف کوئی بات کرنا اور بھی اسکے برہمی مزاج اور رنج کا باعث ہوگا اسوجہ سے سب دم بخود ہو کر ادھر ادھر اور کمرون مین چلی گئین اور عباسہ کو اس امر کا موقع مل گیا کہ جو کچھ اسکو کرنا ہی وہ کرے - آہ دست جنون بڑھا - انگوٹھی سے ہیرا نکالا گیا اور آہ جلد ہی وہ پیس کر اسیطرح کھا لیا گیا جسطرح خون پیا جاتا تھا - آپ سب صاحب اپنے دل مین کہتے ہون گے کہ جعفر نے تو انگوٹھی بھیجی نہین تھی اور اسکو اسقدر موقع ہی کب ملا تھا - اس بیچارے مرحوم کو تو اپنے قتل کی خبر ہی نہ تھی اور وہ ایسی چیز بھیجتا ہی کیون ؟ - لیکن آپ نہین جانتے ہین - یہ سندی بن شاہک کی وہ کارروائیان ہین جنکے لیے وہ مکہ سے پہلے ہی روانہ کیا گیا تھا - ہیرے کی کنی عباسہ کے حلق سے نیچے اترتے ہی اپنا کام کر گئی - کلیجہ چھلنی ہو گیا - کاہو کا زہریلا اثر سارے جسم مین پھیل گیا - خون کے دست شروع ہو گیے اور ساعت بساعت اسکی حالت خراب ہونے لگی - شاہی خاندان کی سب عورتین جمع ہو گئین - دوا دوش بھی بہت کی گئی مگر آہ سب بیکار تھی - عباسہ جان توڑ رہی تھی اور اسکے ساتھ اسکے محبت کرنیوالون کے سلوک دیکھکر موت کو بھی اُسکے حال پر رحم آگیا تھا - اسکی مشکل آسان کرنیکے لیے قابض ارواح آپہنچے - فردوس برین کا دلفریب منظر دور سے اسکو نظر آنے لگا اور تھوڑی ہی دیر مین پیاری عباسہ جعفر ہی جعفر کرتی اس دنیا سے چل بسی - انا للہ - رہے نام اللہ کا -

عباسہ کے گذر جانے کے بعد ہارون رشید بھی اسی دن بغداد مین پہنچ گیا اور عباسہ مرحومہ کے ماتم مین سیہ پوش ہو کر رویا بھی مگر آہ نہ اب اسکی پشیمانی پیاری عباسہ کو زندہ کر سکتی ہی اور نہ کسیطرح اسکا رونا ہمارے آنسو پونچھ سکتا ہی - جسکے مقدر مین جو تھا وہ ہوا لیکن اسمین کوئی شک نہین کہ بادشاہون کی محبت کا کوئی اعتبار نہین - ہارون رشید نے گو ابتک کسی سے کسی قسم کی سرکشی نہین دیکھی تھی لیکن اسکو اسکا کھٹکا لگا ہوا تھا جسکے مطمئن ہونے کے لیے اس نے جعفر مرحوم کے باپ بھائی اور اسکے اور ہوا خواہون کو مدینۃ المنصور مین قید کر دیا - بغداد مین اداسی اور بیرونقی چھائی ہوئی ہی - کہین جعفر کے قتل ہونے کا مرثیہ پڑھا جاتا ہی اور کہین عباسہ پر نوحہ خوانی ہو رہی ہی - گھر گھر یہی تذکرے ہو رہے ہین جسکی طرف بادشاہ کو کچھ بھی شک گذرتا ہی قتل کیا جاتا ہی - برامکہ کے گھر کھد رہے ہین اور جسطرف جسکو راہ ملتی ہی بھاگا چلا جاتا ہی -

رضیہ بھی اپنے مان باپ کے گھر اب چلی گئی ہی اور اب چونکہ اسکے طلاق پانے کی وجہ شہر مین بہت مشہور ہو گئی ہی اسوجہ سے بجز اسکے کہ وہ اپنی بقیہ زندگی کا حصہ ذلت اور خواری کے ساتھ اپنی مان بہن کے گھر بسر کرے - اس امر کی کسیطرح امید نہین ہوسکتی کہ اب کوئی اسکو قبول کرے

اب قیامت کا دن آخر ہو چلا ہی دھوپ اپنے سپید کپڑے بدلکر سیاہ کا سیاہ ماتمی لباس پہن رہی ہی آہ شام

تک عباسہ مرحومہ کا نازک پنڈا زمین کے نیچے دبا دیا گیا عبرت کے لیے جعفر کا سر جسر کے ایک طرف دھڑ دوسری طرف لٹکا دیا گیا - اور آہ اسطرح ان کے عشق اور محبت کی پُردرد حکایت کا خاتمہ ہو گیا -

بیسوان باب

آخری نتیجہ

خونِ ناحق کہین چھپتا ہی چھپائے سے امیر
کیون مری نعش پہ بیٹھے ہین وہ دامن ڈالے

ہم ہین اور ہمارا غربت کدہ نشست کے کمرے مین عزادار بنے بیٹھے ہین اور ہماری دلی افسردگی نے موسمی سردی کو اور بھی ترقی دے کر سب طرف کے دروازے بند کرا دیے ہین - ہمارے حال پر عنایت فرمانے والے احباب جمع ہین مگر ہم چُپ چُپ ہین - گھڑی نے ابھی ٹن ٹن سات بجائے ہین - چاء کا دور چل رہا ہی لیکن پیالیون مین چاء کا سُرخ سُرخ شہابی رنگ ہمکو کسی بیگناہ کا خون یاد دلائے دیتا ہی - حقّہ کا دھوان پینے والون کے مُنھ سے نکلتا دیکھ کر پیاری عباسہ کے کھُلے ہوئے سر کے خشک بال یا اسکی ہوائی دھوان دھار آہین یاد آئی جاتی ہین اور ہونٹون پر پان کی سُرخی دیکھ کر ہماری آنکھون کے نیچے انھین ہونٹون کا نقشہ پھر جاتا ہی جو سر علیحدہ ہوتے وقت ضبط اور تحمل کیلیے بے اختیار دانتون سے داب لیے گئے ہین - لیکن یہ سب کیون ہی ؟ - اسوجہ سے کہ ابھی ابھی ہم جعفر اور عباسہ کو رو پیٹ کر بیٹھے ہین مگر ہائے وہ اسطرح کیون مارے گئے - اسکی وجہ ہی جسکے جواب مین ہمارا وہی دل جو جعفر و عباسہ کے غم سے کسی کی چشم پُر آب کی طرح بھرا ہوا ہی بے اختیار یہ چلا اُٹھتا ہی ؎

بات کیا چاہیے جب مفت کی حجت ٹھہری		اس گنہ پر مجھے مار اگئے گنہگار نہ تھا

ہارون رشید کا ظلم - اور کیا کچھ نہین ؟ لیکن نہین ہمکو اپنا غصہ روکنا چاہیے اور ذرا سوچ سمجھ کر جواب دینا چاہیے - اسوقت جرم اور خطا کی تفتیش مین ہماری نسبت ہارون رشید کے ساتھ وہی ہی جو ہارون کی جعفر کے ساتھ تھی - ایسا نہو کہ کہین غصہ مین وہی الزام ہمپر بھی عائد ہو جائے جو کہ ہارون رشید کو ملزم بنا دیا - ہم جعفر کے غم مین رونے والے ضرور ہین - لیکن یہ کسیطرح نہین کہہ سکتے کہ وہ خطاوار نہ تھا - ہارون رشید نے کس کس طرح سے دونون کو سمجھا دیا تھا کیسی کیسی ممانعت کیسی کیسی تاکید کر دی تھی کہ تم دونو میرے بغیر کسی جگہ کھڑے بھی نہونا - پھر اسپر کس پابندی کے ساتھ عمل کیا گیا ؟ اس موقع پر آپکی بھی ہمدردی جو آپکو ہمارے دوست کے ساتھ ہی ضرور آپسے کہلا دیگی کہ جعفر نے جس خودداری اور احتیاط سے

کام لیا اُسقدر کوئی نہین کرسکتا - لیکن فطرت اور نیچر کے خلاف تو کوئی نہین کر سکتا ہی -
شباب کی اور جوانی کی ترنگ نے جسطرح مجبور کر دیا تو بالآخر وہ کیا کرتا ! لیکن انصاف بھی کوئی چیز ہی
جعفر تو وزیر ہی ہو کر اپنی خواہشون کو نہین روک سکتا تھا مگر ہارون بادشاہ ہو کر اپنے اس غیظ و غضب کو
روک سکتا تھا جس سے اُسنے عاجز آ کر اپنے جعفر سے عزیز وزیر اور عباسہ سی پیاری بہن کو قتل کر ڈالا اور اُن
دونونکی باہمی مفارقت گوارا کر لی جنکا ایک لحظہ بھی علحدہ ہونا اسکو شاق تھا - رحمدلی بیشک اچھی چیز ہی مگر
پہلو بطور منصف فیصلہ کرنا چاہیئے - بیشک جعفر اور عباسہ نے اسکے حکم کی نافرمانی کی گو مجبوری سے کی مگر کی -
یہ مانا کہ انکا جرم ایسا تھا جسکی ایسی سخت سزا دیجاتی - لیکن جن سے یہ جرم سرزد ہوا تھا وہ کون تھے ؟ وہ وہی تھے
جنپر ہارون رشید جان دیتا تھا جنکی محبت کا ہر دم دم بھرتا تھا اور جنکی طرف سے اُسکو کبھی اس امر کی امید ہی نہ تھی کہ وہ
اسکے کہنے کے ذرا بھی خلاف کر سکینگے - مگر جب اسنے اپنی امید کے سراسر خلاف ایسی نافرمانی دیکھی تو ضرور
اُسکو یہ حق حاصل تھا کہ وہ اُن دونون کو وہی سزا دے جو اُسکا طیش اور غضب انکے واسطے تجویز کرے - ہم کبھی نہین
کہہ سکتے - کہ ان دونونکو ہارون کے ظلم نے قتل کیا نہین - بلکہ انکی نافرمانی نے انکو قتل کرایا لیکن اگر ہمسے یہ پوچھے گا کہ
اس خطا کے ارتکاب کی کون چیز باعث ہوئی ؟ تو ہم ضرور کہدینگے کہ عباسہ کی بیچارگی - عباسہ کی بے بسی باعث
بیشک اگر جعفر اور عباسہ کے درمیان سے پردے کی قید نہ اٹھ جاتی تو نہ کبھی انکو عشق ہوتا - نہ وہ دونون
اس حرکت کے مرتکب ہوتے - اور نہ یہ روز بد دیکھنا انکو کبھی نصیب ہوتا - اور یہی ہمارے اس ناول کا سبجکٹ تھا
ہان اس موقع پر اسکو بھی ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہ خطا بیشک ہارون رشید کی تھی کہ اسنے دونون کے درمیان سے پردہ
اُٹھا دیا تھا اور جعفر اور عباسہ دونون آپس میں بہن بھائی تھے - ہارون رشید نے اسکو کسی مصلحت سے کیا مگر بُرا کیا - بہت بُرا - اور
اس الزام مین جوابدہی چاہیے خلیفہ کو کہ لیجئے ضرور وہ اسکے سزاوار ہی - اس تنگی نے جعفر اور عباسہ کا جسطرح
خاتمہ کر دیا اسکو تو آپ دیکھ چکے لیکن اُسکا برا نتیجہ خاص ہارون رشید کی ذات پر پہنچا کہ برامکہ کی بربادی اور
جعفر اور عباسہ کے خون کا بدنما دھبہ ہمیشہ کیلیے اُسکے دامن پر رہ گیا - اُسکی پیاری بہن مدت العمر کے لیے
اُس سے چھوٹ گئی اور اُسکی سلطنت کی ناؤ کھینے والا جعفر سا انسان اُسکو یون چھوڑ کر اپنے خدا کے پاس چلا گیا -
جعفر کے قتل ہوتے ہی اُسکے تمام قلمرو مین بدانتظامیان وبائے عام کیطرح پھیل گئین - بہت سے شہر اس کے
قبضے سے نکل گئے کبھی سیر ہو کر اسنے پانی تک نہین پیا نہ کبھی نیند بھر سکو سونا نصیب ہوا اور بالآخر اسی رنج
اور افسوس مین چند ہی دنون کے بعد طوس مین جا کر اُسکو اپنی روح قابض ارواح کے سپرد کرنی پڑی -